معبودانِ کفار اور شرعی احکام

(حصہ سوم)

ناشر

اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا، کلکتہ)

(فاجتنبوا الرجس من الاوثان)

(سورہ حج: آیت 30)

معبودان کفار اور شرعی احکام

(حصہ سوم)

تحریر
طارق انور مصباحی

ناشر
اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

نام رسالہ: معبودان کفار اور شرعی احکام

(حصہ سوم)

تحریر: طارق انور مصباحی

اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ

فروری ۲۰۲۴ء

صفحات: دو سو چار (۲۰۴)

ناشر: اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی

(توپسیا: کلکتہ)

فہرست مضامین

عناوین ابواب ومشمولات ومندرجات

(حصہ اول،حصہ دوم وحصہ سوم)

عناوین ابواب: حصہ اول

عناوین ابواب: حصہ دوم

عناوین ابواب: حصہ سوم

مقدمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

کتاب کے تینوں حصوں میں غیر مومن معبودان کفار اور کفار ومشرکین اور مرتدین سے متعلق ضروری معلومات درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بہت سے مسائل زیر بحث آئے ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ اس موضوع سے متعلق امت مسلمہ کی اہم ضرورت اس کتاب سے پوری ہو جائے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ حسب ضرورت حصہ سوم میں چند ابواب کا اضافہ کر دیا جائے گا۔غیر مومن معبودان کفار، کفار ومشرکین کے مذہبی شعار وقومی شعار، ان کے مذہبی وقومی تہوار سے دور رہیں۔سیکولر بننے کی فکر غلط میں اپنی آخرت تباہ وبرباد نہ کریں۔

عصر حاضر میں بعض لوگ سیکولر بننے کے چکر میں الٹے سیدھے کام کرتے ہیں اور خود بھی راہ حق سے پھسل جاتے ہیں، پھر ان کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی دلدل میں جا پھنستے ہیں۔علمائے دین تو دینی مسائل اور شرعی احکام بیان کرتے ہی رہتے ہیں، لیکن لوگ کان نہیں دھرتے۔پندرہویں صدی بھی آدھی ختم ہونے کو ہے۔قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر عمل کرنا ہاتھ پر انگارہ رکھنے کی طرح ہوگا۔وہ زمانہ یا تو آ ہی چکا ہے، یا جلد ہی آنے والا ہے۔نفس امارہ کو مارنے کی کوشش کریں اور اپنی غلطیوں پر خود کو ملامت کریں، تاکہ نفس لوامہ تک پہنچ جائیں، پھر بفضل الٰہی بڑی قسمت والوں کی رسائی نفس مطمئنہ تک بھی ہوسکتی ہے۔اپنے باطن کو ستھرا کریں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم

طارق انور مصباحی

شب براءت:1445 مطابق 25:فروری 2024=شب:دوشنبہ

باب بست وسوم

معبودان کفار سے متعلق سوالات وجوابات

کھتائی خطاب میں عدم کفر کے قائلین کی تاویلات واعتراضات اوران کے جوابات درج ذیل ہیں۔لوگ کسی موضوع سے متعلق کتب ورسائل نہیں پڑھتے ،لیکن اعتراض ضرور کرتے ہیں۔اگر وہ خود بھی سنجیدگی اور نیک نیتی سے غور کریں تو معاملات واضح ہو جائیں۔

فصل اول

کیا معبودان ہنود موحد تھے؟

سوال: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ معبودان ہنود موحد ہوں۔کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: کھتائی مجلس کے فیصلے فقہائے کرام رقم فرمائے ہیں۔وہ اس مقام پر فقہی اصول وقوانین کی جانب کیوں توجہ نہیں فرمارہے ہیں،جب فقہی اصول وضوابط کی روشنی میں ہی فتویٰ رقم کیا گیا ہے تو فقہی اصول وقوانین کا لحاظ کرنا چاہئے تھا۔فقہی اصول وضوابط کے مطابق غالب حالت یعنی اکثری حالت اور واقعی حالت کے اعتبار سے شرعی حکم نافذ ہوگا۔نادر حالت یا نامعلوم حالت کا لحاظ کر کے حکم شرعی نافذ نہیں کیا جائے گا۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''<u>احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے،نہ احتمالات غیر واقعیہ کا۔بل صرحوا ان احکام الفقة تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر</u>۔بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں،نادر امور پیش نظر نہیں ہوتے۔ت)''۔(فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم:رسالہ ازالۃ العار:ص381-382-جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار کے معبود مذکور سے متعلق واقعی حالت اور ثابت شدہ حیثیت یہی ہے کہ وہ معبود کفار ہے۔ وہ اسی حیثیت سے متعارف ہے۔ کفار اسے معبود ہی مانتے ہیں۔ تاریخ اس کے وجود پر خاموش ہے۔ اس کے وجود پر کوئی تاریخی روایت موجود نہیں۔ جب وجود ہی نامعلوم ہے تو موحد یا کافر ہونا کیسے ثابت ہوگا۔ حکم کی بنیاد اسی حیثیت پر ہوگی، جو ثابت شدہ ہے۔

عقلی احتمال پر حکم کی بنیاد نہیں ہوگی۔ علم کلام میں بہت سے مسائل میں محض عقلی احتمال یعنی احتمال بعید (احتمال بلا دلیل) معتبر ہے۔ احتمال بعید کے سبب کفر کلامی کا حکم نہیں دیا جاتا ہے، لیکن کفر فقہی کا حکم ثابت ہو جاتا ہے۔ فقہائے کرام احتمال بعید یعنی احتمال بلا دلیل کو قبول نہیں فرماتے ہیں، نیز احتمال بعید کی صورت متکلمین گرچہ تکفیر کلامی نہیں کرتے ہیں، لیکن ضلالت و گمرہی کا حکم دیتے ہیں، مثلاً کسی نے کسی ضروری دینی کا انکار صریح متبین طور پر کیا۔ صریح متعین انکار نہیں کیا ہے تو یہاں عدم انکار کا احتمال بعید ہے۔ اس صورت میں منکر کی تکفیر فقہی کی جائے گی اور متکلمین ضلالت و گمرہی کا حکم نافذ کریں گے۔

کفار کے معبود مذکور کا وجود ہی متحقق نہیں تو کافر، موحد، راجہ ورا جکمار ہونا سب محض عقلی احتمالات ہیں۔ فقہی اصول کے مطابق ان احتمالات کا لحاظ ہی نہیں ہوگا: واللہ تعالیٰ اعلم

شرعی احکام سے متعلق فقہی اصول

فقہائے کرام حالات واقعیہ اور حالات اکثریہ کے اعتبار سے حکم نافذ کرتے ہیں۔

وہابی مرد سے نکاح کے بارے میں امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں رسالہ: ازالۃ العار" رقم فرمایا۔ اس میں فرمایا کہ جو وہابیہ نہ کفریات کلامیہ کے مرتکب ہوں، نہ کفریات کلامیہ کے مرتکب کو مومن مانتے ہوں، وہ کافر فقہی وہابیہ کے کفریات فقہیہ کی تردید نہیں کرتے ہیں، نہ ان کے مرتکبین کو کافر فقہی مانتے ہیں، بلکہ کفریات فقہیہ کی تاویل کرتے ہیں، لہذا یہ تاویل کرنے والے لوگ بھی کافر فقہی ہوں گے۔ چوں کہ عام طور پر وہابیہ ان

کفریات فقہیہ کی تاویل کرتے ہیں، شاذ ونادر ہی کوئی ان کفریات فقہیہ اور ان کے محررین سے اظہار برائت کرتا ہو، لہذا واقعی حالت اور ثابت شدہ صورت کے پیش نظر ایسوں کو کافر فقہی مانا جائے گا اور نادر حالت کا لحاظ نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ فقہی احکام میں حالات واقعیہ کا اعتبار ہوتا ہے، نادر حالات کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے۔ رسالہ کی عبارت درج ذیل ہے:

''کیا دنیا میں کوئی وہابی ایسا نکلے گا کہ اپنے اگلے پچھلوں پیشواؤں ہم مذہبوں سب کے کفر ولزوم کفر کا مقر ہو، اور جتنے احکام باطلہ سے کتاب التوحید وتقویۃ الایمان وصراط مستقیم وتنویر العینین وتصانیف بھوپالی وسورج گڑھی وبٹالوی وغیرھم میں مسلمانوں پر حکم شرک لگایا جو معاذ اللہ خدا اور سول وانبیا وملائکہ سب تک پہنچا۔ ان سب کو کفر کہہ دے، حاش للہ ہر گز نہیں، بلکہ قطعاً انھیں اچھا جانتے، امام وپیشوا وصلحائے علما مانتے اور ان کے کلمات واقوال کو بامعنی و مقبول سمجھتے، اور ان پر رضا رکھتے ہیں اور خود کفریات بکنا، یا کفریات پر راضی ہونا، برا نہ جاننا، ان کے لیے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔

اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے ان امور کے بیان میں جو بالاتفاق کفر ہیں، نقل فرمایا: **(من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل من ضحک او استحسنه او رضی به یکفر)**

(جس نے کلمہ کفریہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے گا، یونہی جس نے اس کلمہ کفر پر ہنسی کی یا اس کی تحسین کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار دیا جائے گا۔ ت)

بحر الرائق میں ہے: **من حسن کلام اهل الاهواء وقال معنوی او کلام له معنی صحیح ان کان ذلک کفرا من القائل کفر المحسن۔**

(جس نے بے دینی کی بات کو سراہا، یا با مقصد قرار دیا، یا اس کے معنی کو صحیح قرار دیا تو اگر یہ کلمہ کفر ہو تو اس کا قائل کافر ہوگا اور اس کی تحسین کرنے والا بھی۔ ت)

دنیا کے پردے پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو، اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں، مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہا یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں۔ خواہ مرد وہابی ہو، یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے، اسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے۔ دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے، مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی، یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔

للہ انصاف! کسی سنی صحیح العقیدہ فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہولیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا۔

اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے، نہ احتمالات غیر واقعیہ کا۔ بل صرحوا ان احکام الفقة تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر۔

(بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں، نادر امور پیش نظر نہیں ہوتے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم: رسالہ ازالۃ العار: ص 381-382 - جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا عبارت میں ہے: ''احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے، نہ احتمالات غیر واقعیہ کا''۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو کافر فقہی کو اپنا پیشوا مانتا ہے، اس پر

بھی کفر فقہی کا حکم عائد ہوگا، کیوں کہ عام طور پر لوگ اپنے پیشوا کے کفریہ کلمات کو غلط نہیں کہتے، بلکہ تاویل کرتے ہیں اوران کے صحیح معانی بتاتے ہیں۔یہی واقعی حالات ہیں۔

یہ حالت نادر وشاذ ہے کہ کوئی وہابی اپنے پیشوا کی بات کو رد کردے اور اپنے پیشوا کو بھی اس سبب سے کافر فقہی مان لے۔فقہی احکام نادر حالات کے اعتبار سے نافذ نہیں ہوتے، بلکہ اکثری اور واقعی حالات کے اعتبار سے نافذ ہوتے ہیں۔

رام سے متعلق حقیقی حالت اور ثابت شدہ حیثیت یہی ہے کہ وہ معبود کفار ہے۔ہنود اسے معبود ہی مانتے ہیں۔درحقیقت مذہب ہنود میں اوتار کو معبود مانا جاتا ہے۔قوم ہنود کا نظر یہ ہے کہ اوتار خدا سے جدا نہیں ہوتا، بلکہ خدا ہی اوتار کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔رام کو بھی ہنود ساتواں اوتار اور کرشن کو آٹھواں اوتار تسلیم کرتے ہیں،اوراپنا معبود تسلیم کرتے ہیں۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''آخر ہنود کے نزدیک رام خدا ہی تو ہے''۔(حاشیہ فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص472-جامعہ نظامیہ لاہور)

اگر رام چندر کا وجود تسلیم کیا جائے تو روایات ہنود سے بھی اس کا کافر ہونا ہی ثابت ہے۔دراصل رام کے وجود پر تاریخ بالکل خاموش ہے۔جب اس کا وجود ہی ثابت نہیں تو اس کا موحد ومشرک ہونا، یا بھارت کا ایک راجہ ہونا غیر ثابت اور نامعلوم حالت ہے۔یہ محض عقلی احتمال ہے۔تواریخ میں رام کو ایک افسانوی کردار اور فرضی شخص تسلیم کیا گیا ہے۔

الحاصل اس کے وجود میں اختلاف ہے،لیکن اس کے معبود کفار ہونے میں اختلاف نہیں۔اسی حقیقی حالت پر حکم کا مدار ہوگا۔اگر کسی نے تعریف وتوصیف کی ہوتو وہ توبہ،تجدید ایمان وتجدید نکاح کرلے اور پاکیزہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔مومن کی خیر خواہی کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس کی آخرت کو مدنظر رکھ کر انہیں توبہ ورجوع کی ترغیب دیں۔عزت کی نگاہ سے بتوں کے فوٹو دیکھنا کفر ہے تو بتوں کی تعریف وتوصیف کیوں کفر نہیں۔

معبودان ہنود کو نبی یا ولی کہنا

سوال: بعض اہل علم نے قوم ہنود کے معبودان باطل کے مسلمان اور ولی و نبی ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ یہ بھی تعظیم ہے، پھر ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض اہل علم کو معبودان ہنود کے بارے میں جو روایات و حکایات موصول ہوئیں، ان حکایات کے پیش نظر ان حضرات نے اپنا عندیہ اور اندازہ پیش کیا۔ تعظیم کے طور پر مسلمان یا ولی نہیں کہا، بلکہ روایات و حکایات سے ایک نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ چوں کہ ہنود کے بیان کردہ روایات و حکایات سے ان کا غیر صالح و غیر متقی ہونا بھی ثابت ہے، لہٰذا ایسے نتائج نا قابل قبول ہوں گے اور محض خیال ظاہر کرنے پر شرعی حکم وارد نہیں ہوگا۔ اس کی تفصیل ہمارے رسالہ: ''ہندو دھرم اور پیغمبر و اوتار'' میں مرقوم ہے۔ اسی رسالہ میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ والرضوان کے مکتوب کی تشریح ہے۔

رام کے موحد ہونے کا دعویٰ باطل

سوال: بعض لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ رام موحد ہو سکتا ہے؟

جواب اول: رام ایک فرضی کردار ہے۔ اس کا وجود تاریخی روایات سے ثابت نہیں۔ رام اگر فرضی شخص کا نام ہے تو وہ محض معبود کفار ہے اور غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم و توقیر کفر ہے۔ اگر بقول ہنود وہ حقیقی شخص ہے تو قوم ہنود کی روایات و حکایات سے ہی اس کا سناتن دھرمی اور مشرک ہونا ثابت ہے۔ قوم ہنود کی روایات و حکایات سے ہی اس کا فسق و فجور بھی ثابت ہے۔ قوم ہنود کے تعلیم یافتگان بھی رام کو ایک افسانوی اور فرضی کردار مانتے ہیں۔

تاریخی روایات سے رام وکرشن کا وجود ثابت نہیں

تاریخی روایات سے رام وکرشن کا وجود ثابت نہیں۔ یہ دونوں قوم ہنود کے اختراعی

وفرضی اوتار ہیں۔دیگراوتاروں کا بھی تاریخی وجود ثابت نہیں،محض روایات ہنود موجود ہیں۔

1947 میں بھارت میں کانگریس کی حکومت تشکیل دی گئی ۔گاندھی نے بھارتی حکومت کے وزیروں کوسادگی کی زندگی گزارنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا:''میں رام چندر اور کرشن جی کا حوالہ نہیں دے سکتا،کیوں کہ وہ تاریخی ہستیاں نہیں تھیں۔میں مجبور ہوں کہ سادگی کی مثال کے لیے ابوبکر وعمر کے نام پیش کرتا ہوں۔وہ بہت بڑی سلطنت کے حاکم تھے،پرانہوں نے فقیروں والی زندگی گزاری''۔(اخبار ہریجن:1947-07-27)

جواب دوم:رام کو اگر عہد ماضی کا ایک حقیقی آدمی مانا جائے تو وہ راجہ دسرتھ کا بیٹا ہے اور راجپوتوں کی سب سے اعلیٰ نسل راج بنسی قبیلے کا ایک فرد ہے۔رام سے پہلے بھی اور رام کے بعد بھی راج بنسی خاندان کے لوگ سورج کو پوجتے تھے،پس یہ واضح قرینہ ہے کہ اپنے آبا واجداد کے مذہب کے مطابق رام بھی سورج کا پجاری اور مشرک ہوگا۔سورج پرستی ویدک دھرم کا حصہ ہے۔ویدک دھرم والے طلوع وغروب کے وقت سورج کو پوجتے ہیں۔

جواب سوم:قوم ہنود کے درمیان یہ روایت بہت مشہور ہے کہ رام چندر نے''سمبوکا'' نامی ایک شودر کوصرف اس لیے قتل کردیا تھا کہ وہ عبادت وریاضت میں مشغول ہوگیا تھا، جب کہ ویدک دھرم میں صرف دوہرے جنم والوں یعنی صرف آریوں کوعبادت وریاضت کا حق ہے اور شودروں کو دوجنم والوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔جب رام چندر ویدک دھرم کے طریقے پرعمل پیرا ہے تو اسے بھی ویدک دھرم کا پیروکار مانا جائے گا۔

کسی بھی آسمانی مذہب میں عبادت وریاضت کا حق کسی نسل کے ساتھ مخصوص نہیں۔ محض ویدک دھرم میں یہ قانون ہے۔یہ روایت ہنود کے درمیان بہت مشہور ہے،پس جس طرح رام کے وجود سے متعلق ہنود کی روایات وحکایات قبول ہوں گی تو اسی طرح''سمبوکا'' کے قتل کی روایت بھی قبول کی جائے گی،کیوں کہ یہ روایت بھی ہنود ہی کی ہے۔

رام چندر کے مشرک ہونے کا ثبوت ہے، لیکن موحد ہونے کا ثبوت نہیں۔

جواب چہارم: عہد ماضی میں قوم ہنود کے بے شمار راجا، مہاراجا گزرے ہیں، لیکن قوم ہنود نہ ان کی پوجا کرتی ہے، نہ ہی ان کو اپنا اوتار مانتی ہے۔ ہندو دھرم کے مطابق رام ساتواں اوتار، کرشن آٹھواں اوتار اور گوتم بدھ نواں اوتار ہے۔ قوم ہنود رام وکرشن کو بھگوان واوتار مانتی ہے اور ان دونوں کو پوجتی ہے۔ اسی طرح گوتم بدھ بھی اوتار ہے۔ اس کو بدھسٹ قوم پوجتی ہے۔ قوم ہنود کی روایت کے مطابق رام کا باپ راجا دسرتھ اجودھیا کا راجا تھا۔ کرشن کا باپ واسودیو متھرا کا راجا تھا۔ گوتم بدھ کا باپ راجا سدھوون نیپال کا راجا تھا، لیکن ان باپوں کی پوجا نہیں کی جاتی ہے، کیوں کہ یہ لوگ اوتار نہیں تھے، صرف راجا تھے۔

الحاصل ہندو قوم میں بہت سے راجہ اور مہاراجہ گزرے ہیں، لیکن نہ ان کو پوجا جاتا ہے، نہ ان لوگوں کا اس قدر چرچا ہوتا ہے۔ قوم ہنود رام کو اوتار مانتی ہے اور اوتار ہی کی حیثیت سے اس کی شہرت ہے۔ قوم ہنود اوتار کی پوجا کرتی ہے اور اوتار کو بھی معبود مانتی ہے، اسی اعتبار سے یہ دونوں قوم ہنود کے معبود وبھگوان ہیں، ورنہ قوم ہنود بہت سے راجہ ومہاراجہ گزرے ہیں، مثلاً بکرماجیت وغیرہ۔ ان لوگوں کو بھگوان نہیں کہا جاتا ہے۔ رام چندر کی شہرت معبود ہنود ہونے کی حیثیت سے ہے۔ راجا یا راجکمار ہونے کی حیثیت سے نہیں۔ راجہ یا راج کمار کے نام پر قوم ہنود نہ مندر تعمیر کرتی ہے، نہ راجا یا راجکمار کو بھگوان مانتی ہے۔ بھارت میں انگریزوں کے عہد ہی سے بابری مسجد اور رام مندر کا اختلاف رہا ہے۔ قوم ہنود بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنا چاہتی تھی۔ اسی لیے 06: دسمبر 1992 کو بابری مسجد کو ہندوؤں نے شہید کر دیا۔ 22: جنوری 2024 کو رام مندر کا افتتاح بھی کر دیا گیا ہے۔

جواب پنجم: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے معبودان ہنود سے متعلق رقم فرمایا:

(الف) ’’رام وکرشن وماننڈ آنہا کہ الٰہہ ہنودانڈ‘‘۔

(مکتوبات: جلد اول مکتوب صد وشصت وہفتم:ص170 - مطبع: نول کشور لکھنو)

ترجمہ: رام وکرشن اوران کے امثال جو قوم ہنود کے معبود ہیں۔

(ب)''بہر وے رام ہندو کہ اظہار اخلاص ایں طائفہ علیہ نمودہ بود: الخ) (ایضاً)

(رام ہندو (سناتن دھرمی) ہے، موحد نہیں)

(ج)''الہہ ہنود خلق رابعبادت خود تلقین کردہ اند وخود را الہ دانستہ''۔

(مکتوبات: جلد اول مکتوب صد وشصت وہفتم - 171 - مطبع نول کشور لکھنو)

ترجمہ: ہنود کے معبودوں نے مخلوق کو اپنی عبادت کی تلقین کی ہے اور اپنے آپ کو معبود سمجھا ہے۔

دراصل ویدک دھرم (سناتن دھرم) میں اوتار کی عبادت کی جاتی ہے۔ان اوتاروں کا تعلق ویدک دھرم سے ہے۔ ویدک دھرم میں رام کو ساتواں اوتار اور کرشن کو آٹھواں اوتار مانا جاتا ہے۔ چوں کہ ہندو دھرم میں اوتار کی پوجا کی جاتی ہے، لہٰذا ان اوتاروں نے اپنی پوجا کی تلقین کی اور خود کو معبود سمجھا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب ان کا وجود ہو۔

الحاصل وجود حقیقی ہو یا فرضی ، بہر صورت ہنود اپنے معبود مذکور کو امام ہدایت قرار دیتے ہیں ۔اگر وجود مانا جائے تو یہ سب دعویداران الوہیت اور ائمہ کفر ہیں ، نہ کہ ائمہ ہدایت ۔قرآن مجید میں ایسوں کو ائمہ کفر کہا گیا ہے۔ایسوں کو امام ہدایت کہنا قرآن مقدس کی مخالفت ہے اوران کے کفریات کو ہدایت بتانا ہے اور کفریات کو ہدایت کہنا کفر ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:(فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ) (سورہ توبہ: آیت 12)

ترجمہ: تو کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ (کنز الایمان)

فرعون بھی خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرعون اور قوم فرعون سے متعلق ارشاد فرمایا:(وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ) (سورہ قصص: آیت 41)

ترجمہ: اورانہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں۔
(کنزالایمان)

جواب ششم: امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے بھی سبع سنابل کے حوالہ سے کرشن کے کافر ہونے کا ذکر فرمایا۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 14:ص656- جامعہ نظامیہ لاہور)

جواب ہفتم: بھارت کی تاریخ میں رام نام کا کوئی راجا یا راجا کا پتر نہیں گزرا۔ پشیا متر شنگ ایک برہمن تھا۔ یہ موریہ سلطنت کے آخری راجا برہ درتھ موریہ کا سپہ سالار تھا۔اس نے موریہ راجا برہ درتھ کو 180: قبل مسیح میں قتل کر دیا اور موریہ سلطنت کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر کے برہمنی حکومت قائم کر لی۔موریہ سلطنت بھارت کی مول نواسی قوم کی حکومت تھی۔موریہ سلطنت کے سبب بھارت سے برہمنوں اور آریوں کی حکومت کا نام ونشان مٹ چکا تھا۔موریہ سلطنت کے مشہور بادشاہ اشوک سمراٹ کے بودھ دھرم کو قبول کر لینے کے سبب برہمنوں کا بنایا ہوا ویدک دھرم (برہمنی دھرم/ سناتن دھرم) بھی بہت محدود ہو چکا تھا۔

موریہ سلطنت کا دارالسلطنت پاٹلی پتر (پٹنہ: بہار) تھا۔جب پشیا متر شنگ نے موریہ سلطنت کے آخری راجا کو قتل کر کے حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے ساکیت یعنی اجودھیا کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ بے شمار بودھوں اور مول نواسی لوگوں کو قتل کیا۔بودھ دھرم کے مذہبی مقامات کو تہس نہس کیا اور برہمنی حکومت قائم کر لی۔اس طرح پشیا متر شنگ برہمنوں کا ہیرو بن گیا۔متعدد شواہد موجود ہیں کہ برہمن قوم اسی پشیا متر شنگ کو رام کے نام سے یاد کرتی ہے۔

وشنو،شیو اور برہما کو چھوڑ کر رام کو بھگوان بنا کر پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بھارت کی مول نواسی اقوام کے اندر محکومیت کا تصور اور برہمنوں کے اندر حاکمیت کا جذبہ بیدار کیا جائے۔یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ بابری مسجد کی جگہ کبھی کوئی مندر نہیں تھا۔مسجد توڑ کر مندر بنانے کا مقصد مسلمانوں کو ذلیل وخوار کرنا اور انہیں نیچا دکھانا ہے۔یہ سب چالبازی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ

سوال: اولوالعزم مرسلین عظام میں سے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نصاریٰ نے معبود بنالیا ہے، پس ان کی تعظیم وتکریم کا حکم کیا ہے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم رسول و نبی ہیں۔ان کا نبی ورسول ہونا خبر متواتر سے بھی ثابت ہے اور قرآن وحدیث میں بھی ان کا تفصیلی ذکر ہے۔نبی ہونے کی حیثیت سے اہل اسلام ان کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں، گرچہ نصاریٰ ’’ابن اللہ‘‘ سمجھ کر ان کی عبادت بھی کرتے ہیں۔قوم مسلم پیغمبر خدا ہونے کے سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، کیوں کہ مذہب اسلام میں اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ تمام پیغمبران عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم وتکریم کرنے کا حکم ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسلمانوں کا تعلق نبی ورسول ہونے کی حیثیت سے ہے۔اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت نصاریٰ نہ بھی کرتے تو بھی مسلمانوں پر لازم تھا کہ ان کو نبی ورسول مانیں۔یہ قرآن مجید کا حکم ہے: (لانفرق بین احد من رسلہ) (سورہ بقرہ: آیت 285) تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننا فرض قطعی ہے۔

غیر مومن معبودان کفار کا تعلق مسلمانوں سے کسی طرح نہیں، بلکہ غیر مومن معبودان کفار سے تعلق نہ رکھنے کا حکم قرآن وحدیث میں ہے۔غیر مومن معبودان کفار کو ایک اولو العزم رسول و نبی حضرت عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قیاس کرنا غلط ہے۔غیر مومن معبودان کفار کا حکم جداگانہ ہے۔حصہ اول: باب سوم تا باب ہفتم میں تفصیل مرقوم ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعریف وتوصیف ان کی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتکریم کفر ہے۔ہمیں قرآن مجید نے حکم فرمایا ہے کہ ادیان باطلہ کے غیر مومن معبودان باطل کو نہ برا کہیں، نہ ہی ان سے تعلق رکھیں۔ہمیں ان معبودان باطل سے لاتعلق رہنے کا حکم ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:(وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ)(سورہ انعام: آیت 108)

ترجمہ: اورانہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔(کنز الایمان)

غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں۔باب سوم تاباب ہفتم میں تفصیل مرقوم ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم کفر ہے۔جس طرح فعل وعمل سے تعظیم ہوتی ہے،اسی طرح قول سے بھی تعظیم ہوتی ہے۔کسی کی مدح وستائش کرنا اس کی قولی تعظیم ہے۔اسی طرح فعل سے بھی تنقیص وتحقیر ہوتی ہے اور قول سے بھی تنقیص وتحقیر ہوتی ہے۔(**تعرف الاشیاء باضدادھا**)مشہور قانون ہے۔فرقہ دیوبندیہ کے اشخاص اربعہ سے قولی توہین صادر ہوئی ہے،لہٰذا وہ کافر قرار دیئے گئے۔جیسے قول سے تنقیص ہوتی ہے،اسی طرح قول سے تعظیم بھی ہوتی ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی فعلی تعظیم بھی کفر ہے اور قولی تعظیم بھی کفر ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآ ب

فصل دوم

غیر مومن معبودان باطل کو پاک کہنا غلط کیوں؟

سوال: قرآن مقدس میں بتوں کو نجس کہا گیا ہے،لیکن رام بت نہیں ہے، بلکہ عہد ماضی کا ایک راجکمار ہے، پھر اس کے وجود کو پوتر وجود کہنا غلط کیسے ہوگا؟

جواب اول: بت پتھر سے بنایا جاتا ہے اور پتھر پاک ہوتا ہے۔بتوں کو معبود باطل ہونے کے سبب معنوی طور پر ناپاک کہا گیا ہے۔رام بھی غیر مومن معبود باطل ہے،لہٰذا اسے بھی معنوی طور پر ناپاک مانا جائے گا۔حجر اسود ایک پتھر ہے۔صفا ومروہ دو پہاڑیاں ہیں۔

کعبہ مقدسہ اینٹ و پتھر سے بنا ہوا ہے،لیکن یہ سب شعائر اللہ اور قابل تعظیم ہیں ۔ بت بھی پتھر ہے ،لیکن معنوی طور پر ناپاک ہے۔جن صالحین کو کفار نے معبود بنالیا ہے ،وہ اپنی معبودیت کے منکر ہیں،لہٰذا اصنام واوثان کے حکم سے وہ مستثنیٰ ہوں گے۔

جواب دوم: رام بھی اسی طرح بت ہے،جس طرح اہل مکہ کے بت تھے۔مشرکین مکہ کہتے تھے کہ لات ،منات ،عزیٰ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔انہیں کے نام پر وہ لوگ بت بنائے تھے۔لات ،منات ،عزیٰ وغیرہ کا حقیقی وجود نہ تھا۔یہ مشرکین مکہ کی فرضی اوراختراعی باتیں تھیں ۔اسی طرح رام کا بھی حقیقی وجودنہیں ۔وہ ایک افسانوی کردار ہے، پس رام محض خیالی اورفرضی ہے۔اسی کے نام پر بت بنایا گیا ہے، پس رام محض وہ بت ہے۔

اصنام واوثان ناپاک ہیں یانہیں؟

سوال:اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے آیت طیبہ کا ترجمہ فرمایا کہ بتوں کی گندگی سے بچو۔انہوں نے بتوں کوناپاک نہیں کہا ہے، پھر بت ناپاک کیسے ہے؟

جواب:جب بت گندے ہیں،تب ہی تو اس کی گندگی سے بچنے کا حکم دیا گیا۔پاک چیز میں گندگی نہیں ہوتی ہے تو اس کی گندگی سے بچنے کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔

کوئی یہ نہیں کہتا ہے کہ مرچ کی مٹھاس اورشکر کی کڑواہٹ سے بچو، کیوں کہ جب مرچ میں مٹھاس اورشکر میں کڑواہٹ نہیں تو اس سے بچنے کا حکم کیوں کر دیا جائے گا۔

جب کہا جائے کہ زید کے علم سے فائدہ اٹھاؤ تو اس سے زید کا عالم ہونا ثابت ہوگا ، بلکہ جب صفت کا اظہار کر دیا جائے تو مجازی معنی مراد ہونے کا احتمال کم ہوجاتا ہے،مثلاً جب کہا جائے کہ زید عالم ہے تو یہاں احتمال ہے کہ زید کومجازی طور پر عالم کہہ دیا گیا ہو،اور جب کہا جائے کہ زید کا علم بہت وسیع ہے تو اظہار صفت کی صورت میں زید کا وسیع علم سے متصف ہونا زیادہ ظاہر وقوی ہے اورمجازی معنی مراد ہونے کا احتمال بہت ضعیف وخفی ہے۔

آیت قرآنیہ:(فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ)(سورہ حج: آیت 30)

ترجمہ: تو دور رہو بتوں کی گندگی سے۔(کنزالایمان)

بتوں کی نجاست سے معنوی نجاست مراد ہے، جیسے مشرکین کو ناپاک کہا گیا۔

ارشاد الٰہی ہے:(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اِنَّمَا الۡمُشۡرِکُوۡنَ نَجَسٌ)(سورہ توبہ: آیت 28)

ترجمہ: اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں۔(کنزالایمان)

کیا غیر مومن معبودان کفار بت اور دیوتا ہیں؟

سوال: معبودان ہنود یعنی رام وکرشن وغیرہ بت نہیں ہیں، بلکہ وہ عہد ماضی کے انسانی افراد واشخاص ہیں، پھر ان افراد واشخاص کی تعظیم وتکریم کفر کیسے ہے؟

جواب: سورج بھی بت نہیں ہے، لیکن اس کو سجدہ کرنا کفر ہے خواہ سجدۂ عبادت ہو، یا سجدۂ تعظیمی ہو۔ دراصل بت، دیوتا، صنم اور وثن سے غیر مومن معبودان باطل مراد ہیں۔

مکتوب مرزا مظہر دہلوی اور فتاویٰ رضویہ

رسالہ صغریٰ میں (ص 63 تا 67) مکتوب مظہری اور محمد علی مونگیری سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔ مکتوب مظہری اور فتاویٰ رضویہ کے اس فتویٰ کی تشریح ہمارے رسالہ:''ہندو دھرم اور پیغمبر واوتار''میں مرقوم ہے، لہٰذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اس رسالہ میں مکتوب مظہری پر تفصیلی بحث ہے، امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے فتویٰ کی تشریح ہے اور کرشن سے متعلق بعض سوالوں کے جوابات بھی مرقوم ہیں۔

فصل سوم

سورج کی مدح وتوصیف کفر ہے یا نہیں؟

اس فصل میں ان حقیقی مخلوقات کی مدح وستائش کا حکم بیان کیا گیا ہے جن کو اقوام عالم

نے اپنا معبود بنالیا ہو، اور وہ نبی یا مومن صالح نہ ہو، نہ ہی فرضی معبود ہو جیسے اہرمن و یزدان۔

سوال: کیا سورج کی مدح و تعریف بھی سورج کی تعظیم و تکریم اور کفر ہے؟ اردو زبان کے شعرانے سورج پر نظمیں لکھی ہیں اور سورج کی توصیف بیانی کی ہے۔ کیا یہ کفر ہے؟

معبودان باطل کو سجدہ کرنا کفر

جواب اول: پیر کو سجدہ کرنا حرام ہے، لیکن سورج کو سجدہ کرنا کفر ہے، کیوں کہ سورج معبود کفار ہے۔ ایسی صورت میں سورج کی مدح وستائش کفر کیوں نہیں؟ نیز نظم نگاران وقلم کاران سورج کی مدح وثنا نہیں کرتے ہیں، بلکہ اس کے حقیقی احوال بیان کرتے ہیں اور غیر مومن معبودان کفار کے حقیقی احوال کو بیان کرنا کفر نہیں، جب کہ بلا تعظیم محض احوال کا بیان ہو۔

مخلوقات خداوندی میں بعض معبودان باطل ہیں اور اکثر مخلوقات غیر معبود ہیں۔ غیر معبود مخلوقات کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے اور معبود باطل کو سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہے۔ سورج و چاند کے بارے میں صراحت ہے کہ اس کو سجدۂ تعظیمی بھی کفر ہے، کیوں کہ وہ معبود باطل ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ’’ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں۔ وہ یقیناً بتوں کو سجدہ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور انہیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر، ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان، بلکہ کوئی اہل ملّت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے، اور اس میں صراحۃً تکذیب قرآن ومضادت رحمٰن ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: **(قال ابن الهمام: وبالجملة فقد ضم الى تحقيق الايمان اثبات امور، الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا كترك السجود لصنم وقتل نبى او الاستخفاف به او بالمصحف او الكعبة: الخ)**

(محقق ابن الہمام نے فرمایا: حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان کے لئے چند امور کے

اثبات کا انضمام کیا جائے گا اور ان میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی، جیسے بُت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا: الخ: ت)

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے:

(هـذا الـجـنـس قـد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشريعة من الشـرائـع فـكان شبهة دارئة لكفر فاعله-بخلاف السجود لنحو الصنم او الشـمـس فـانـه لم يرد هو ولا ما يشابهه فی التعظيم فی شريعة من الشرائع فلم يكن لفاعل ذٰلک شبهة،لاضعيفة ولا قوية فكان كافرا-ولانظر لقصد التقرب فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف من وردت بتعظيمه)

(یہ (سجدۂ تعظیمی) جنس، والد کے لیے ثابت ہے اگر چہ کسی زمانے یا کسی شریعت میں ہو، پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لیے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے، کیوں کہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا، لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لیے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں، پس کرنے والا کافر ہے، اور جس کی تعظیم کے لیے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا، ارادہ تقرب کے لیے اسے نہیں دیکھا جائے گا، بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لیے شریعت وارد ہوئی۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم: جز اول: ص216-رضا اکیڈمی ممبئی)

(فتاویٰ رضویہ: جلد 24-ص163-جامعہ نظامیہ لاہور)

باپ کو سجدۂ تعظیمی کرنا ماقبل کی آسمانی شریعتوں میں جائز تھا، پس کسی کو شبہ ہوسکتا ہے کہ اسلامی شریعت میں بھی یہ امر جائز ہو، لیکن بت یا سورج کو سجدہ کرنا کسی شریعت میں جائز نہیں تھا، لہٰذا شبہہ کی گنجائش نہیں، اور بت وسورج کے معبود باطل ہونے کے سبب ان کو سجدہ کرنا کفر ہے، خواہ وہ سجدہ تعظیم کی نیت سے ہو، یا عبادت کی نیت سے ہو، یعنی سجدۂ تعظیمی

ہو، یا سجدۂ تعبدی ہو، معبودان باطل کا دونوں قسم کا سجدہ کفر ہے۔ غیر معبود باطل کا سجدۂ تعظیمی حرام ہے اور سجدۂ عبادت (سجدۂ تعبدی) کفر ہے۔ معبود و غیر معبود کے حکم میں فرق ہے۔

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معبود بنالیا ہے، لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کو سجدہ کرنا بھی کفر ہے، کیوں کہ یہ امر نصاریٰ کی عبادت کے مشابہ ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: **عبادة الصنم كفر–ولا اعتبار بما في قلبه–وكذا لو صور عيسى عليه الصلوٰة يسجد له–وكذا اتخاذ الصنم لذلك–وكذا لو تزنر بزنار اليهود والنصارى دخل كنيستهم او لم يدخل**''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: بت کی عبادت کفر ہے۔ دل میں جو کچھ ہے، اس کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی حکم اس کا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔ اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے یہود و نصاریٰ کا زنار باندھا، خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو، یا نہ ہو۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا کہ ایک نمازی مسلمان تصویر کو سجدہ کرتا ہے، وہ مومن ہے یا کافر؟ امام اہل سنت کے جواب کا ایک حصہ منقولہ ذیل ہے۔

''سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے، ضرور اس پر حکم کفر ہے۔ کفر اگر چہ عقد قلبی ہے، مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں، یوہیں بعض افعال بھی، جن کو شریعت نے ٹھہرا دیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے، مگر کافر سے۔

انہیں میں سے اشیائے مذکورہ کو سجدہ کرنا ہے، یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا، یا کسی نبی کی شان میں گستاخی: **كما صرح به علمائنا المتكلمون في المسايرة وشروح المقاصد والمواقف والفقه الاكبر وغيرها**۔

یو ہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہوتو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے:**لا شتراک العلة،بل لا فرق بینھا وبین الوثن الا بالتسطیح بالتجسیم** ۔اور اگر ایسی نہیں ہے تو اسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام وکبیرہ ہے،مگر کفر نہیں ۔جب تک بہ نیت عبادت نہ ہو‘‘۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم جز دوم:ص114-رضا اکیڈمی ممبئی)

جو تصویر یا مجسمہ کفار کا معبود نہ ہو،اس کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے۔ایسی تصویر کو سجدہ کرنا کفر اس وقت ہوگا جب سجدۂ عبادت کی نیت ہو۔جو تصویر یا مجسمہ یا کوئی زندہ آدمی یا حیوان کفار کے معبود ہوں،ان کو سجدہ کرنا کفر ہے،کیوں کہ کفار اس کو معبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں،اور یہ آدمی کفریہ عمل میں کفار کی مشابہت اختیار کر رہا ہے۔یہ مشابہت کفر ہے۔

معبودان باطل کو سجدۂ تعظیمی وسجدۂ عبادت دونوں کفر ہے،کیوں کہ یہ علامت کفر ہے۔معبودان باطل کے علاوہ دیگر مخلوقات کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے،سجدۂ عبادت کفر ہے۔

توصیف ومدحت اور اظہار حقیقت

جواب دوم:اظہار حقیقت الگ ہے اور مدح وستائش الگ ہے۔حقیقت کا اظہار کبھی تعظیم وتوقیر کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی تعظیم وتوقیر سے خالی ہوتا ہے اور کبھی تحقیر وتذلیل کے ساتھ ہوتا ہے،جب کہ مدح وستائش کے ساتھ ہمیشہ تعظیم وتکریم پائی جاتی ہے۔

فرعون مصر کا بادشاہ اور معبود تھا۔وہ خود بھی اپنی معبودیت کا اقرار واعلان کرتا تھا۔

(الف)اگر کہا جائے کہ فرعون مصر کا بادشاہ اور عظیم لشکر والا تھا،پھر بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا تو یہ اظہار حقیقت فرعون کی تحقیر وتذلیل کے ساتھ ہے۔

(ب)اگر کہا جائے کہ فرعون کا وجود اہل مصر کے لیے بابرکت وجود تھا تو یہ اس کی مدح وستائش ہے۔اس میں تعظیم وتکریم کا پہلو نمایاں ہے اور معبود باطل کی تعظیم کفر ہے۔

(ج)اگر کہا جائے کہ فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور اس جملہ سے محض اظہار حقیقت مقصود

ہو،قرائن حالیہ وقرائن مقالیہ بھی تعظیم وتوقیر پر دلالت نہ کریں تو یہ محض اظہار حقیقت ہے۔یہ تعریف وتوصیف یا تقبیح وتذلیل کو متضمن نہیں۔اظہار حقیقت کبھی تعظیم وتذلیل دونوں سے خالی ہوتا ہے۔معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے،ان کے احوال واقعیہ کا بیان کفر نہیں ہے۔

معبود باطل کی مدح وستائش سے اس کے پرستاروں وپجاریوں کے مذہبی جذبات کا اعزاز واحترام ہوتا ہے اور اس معبود باطل کی تعظیم وتوقیر ہوتی ہے اور یہ دونوں امور کفر ہیں۔معبود باطل کا حقیقی حال بیان کرنا یا تحقیر وتذلیل کے ساتھ حقیقی حال بیان کفر نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''کفار کے مذہبی جذبات اوران کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کوعزت دینا صریح کلمہ کفر ہے:قال اللہ تعالیٰ:**ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون**۔عزت تو خاص اللہ اوراس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے،مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار،جوان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے،باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے:**من استحسن فعلا من افعال الكفار كفر باتفاق المشائخ**۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں،تجدید اسلام کریں،تجدید نکاح کریں:واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد ششم:ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

معبودان کفار کی مدح وتوصیف سے جیسے کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز ہوتا ہے، اسی طرح مدح سرائی معبودان کفار کی قولی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر ہے۔

فاسق وکافر کی مدح وستائش کا حکم

جواب سوم:فاسق کی مدح وتوصیف پر اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے تو کافر کی مدح پر غضب زیادہ ہوگا اور غیر مومن معبود کفار جو کفر وشرک کا سرچشمہ ہوتا ہے،اس کی مدح سرائی

پر غضب الٰہی کتنا شدید ہوگا۔فاسق کی مدح وتوصیف کا حکم درج ذیل ہے۔

''مشرک کی جے نہ بولے گا مگر مشرک۔حدیث میں ہے،سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(**اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلک العرش**)

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد 14:ص407-جامعہ نظامیہ لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں فاسق کی مدح وتعریف اور کافر کی تعظیم سے متعلق مرقوم ہے۔

حدیث میں ہے:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(**اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلک العرش**) (رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابویعلی فی مسندہ والبیہقی فی شعب الایمان عن انس بن مالک وابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے،رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے)(اسے امام ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبۃ'' میں ابویعلی نے اپنی مسند میں،بیہقی نے شعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

فاسق کا یہ حال ہے،نہ کہ مشرک۔

فتاویٰ امام ظہیر الدین واشباہ علامہ محقق بحر ومتن شیخ الاسلام غزی تمرتاشی وشرح مدقق علائی دمشقی ومجمع الانہر علامہ شیخی زادہ رومی وغیرہا میں ہے:(**تبجیل الکافر کفر فلو سلم علی الذمی تبجیلًا کفر-ولو قال للمجوسی:یا استاذی تبجیلًا کفر**)

(کافر کی تعظیم وتوقیر کفر ہے۔اگر کسی نے ذمی کو بطور توقیر سلام کیا تو یہ کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو تعظیماً ''یا استاذ'' کہا تو یہ بھی کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ:جلد چہاردہم:ص679-جامعہ نظامیہ لاہور)

جب کافر کی تعظیم کفر ہے تو غیر مومن معبود کفار جو منبع کفر و مرکز شرک ہوتا ہے، اس کی تعظیم بدرجہ اولیٰ کفر ہے۔ اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدح وستائش تعظیم وتکریم ہے۔

معبودان کفار کی تصویر کو عزت سے دیکھنا کفر

جواب چہارم: معبودان کفار کی تصویر کو تعظیم کی نیت سے دیکھنا کفر ہے۔ اسی طرح مدح وتوصیف بھی تعظیم وتوقیر کو متضمن ہوتی ہے، لہٰذا مدح وتوصیف بھی کفر ہوگی۔

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ومومنین صالحین کو کفار نے معبود بنالیا ہو تو ان کی جائز تعظیم وتوقیر کی جائے گی، کیوں کہ شریعت اسلامیہ میں ان کی تعظیم کا حکم آیا ہے۔

معبودان کفار میں جو مومن نہیں، ان کی تعظیم وتوقیر کا حکم شریعت میں وارد نہیں۔ خواہ وہ معبود باطل کافر ہو، یا فرضی اور خیالی ہو۔ سبب تعظیم یعنی ایمان کا ثبوت نہیں تو ان کی تعظیم علامت کفر ہے، کیوں کہ غیر مومن معبود کفار میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔ غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر بہر صورت کفر ہے، خواہ کسی حیثیت سے اس کی تعظیم وتکریم کی جائے۔

معبودان کفار کی تصویر کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا کفر ہے، کیوں کہ عزت کی نگاہ سے دیکھنا معبودان باطل کی تعظیم وتکریم ہے، اور غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر کفر ہے۔

معبودان کفار کی تصویر سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا ایک سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود میں کم زیادہ ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات تک یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی رہے کہ جس میں رام وچھمن وراون وسیتا وغیرہ عورت ومرد کے قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور ساتھ ہی ان کے طرح طرح کا باجا بجا کر بھجن وغیرہ گانا گایا جائے اور ان تصویروں کو نعوذ باللہ معبود حقیقی سمجھیں اور ہر طرح کے فحش ولغویات پیدا ہوتے ہوں تو ایسی مجلسوں میں ان مسلمانوں کو جواز روئے تحقیق مذہب اسلام ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ واقف ہوں اور

نمازی بھی ہوں، شریک مجلس ہونا اور دلچسپی حظ نفس اٹھانا وبعض بعض شبیہ ناپاک پر نظر ڈالنا وبعض شبیہ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثل عقائد باطلہ اہل ہنود تعریف وتوصیف سوانگ وتماشہ میں بتالیف قلوب مشرکین تائید یا ہوں ہاں کرنا۔

اور عشا وفجر کی نمازیں بایں نمط کہ عشا بمصروفی تماشہ وفجر کی نماز غلبہ نیند سے قضا کرنا وباعتراض بعض مانعین یہ کہنا کہ ہم تو حق وباطل میں امتیاز ہوجانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں اور ایسی ہی بے سود تاویلات کرنا اور زینت مجلس کے واسطے اپنے گھروں سے جاجم ودیگر فرش وچوکیات وپارچہ وزیورات دینا اور بوقت اختتام جلسہ اپنی نام آوری یا فخر یا شخصیت یا اہل ہنود میں اپنی وقعت ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت وحقارت جان کر ہمراہ اہل ہنود روپیہ روپیہ دینا بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجود مقدرت آنہ دو آنہ نہ دے سکتے ہوں اور اس مجلس کی شیرینی جو بنام نہاد پرشاد تقسیم ہوتی ہے، کھانا تو ایسے مسلمانوں کے واسطے از روئے احکام شرع شریف کیا کیا حکم ہے۔ صاف صاف مع عبارت قرآن مجید وحدیث شریف وفقہ مبارک جداگانہ ہر امور مستفسرہ صدر کا جواب مفصل ارقام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر دے گا: فقط والسلام علیٰ ختم الکلام

الجواب: ایسے لوگ فساق فجار کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہیں۔ مسلمان کو حکم ہے راہ چلتا ہوا کفار کے محلّہ سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محل لعنت ہے، نہ کہ خاص ان کی عبادت کی جگہ، جس وقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں، قطعا اس وقت لعنت اترتی ہے اور بلاشبہ اس میں تماشائیوں کا بھی حصہ ہے۔

یہ اس وقت ہے کہ محض تماشا مقصود ہو، اور اسی غرض سے نقد واسباب دے کر اعانت کی جاتی ہو، اور اگر ان افعال ملعونہ کو اچھا جانا، یا ان تصاویر باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا، یا ان کے کسی حکم کفر پر ''ہوں ہاں'' کہا جیسا کہ سوال میں مذکور، جب تو صریح کفر ہے۔

غمز العیون میں ہے: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔

ان لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئے گی اور واحد قہار کے حضور جانا ہوگا تو ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں، نئے سرے سے کلمہ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ورنہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں ۔قال اللہ تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ان الشیطٰن للانسان عدو مبین''۔(فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جز دوم:ص 137 -رضا اکیڈمی ممبئی)

آیت طیبہ: (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ) (سورہ بقرہ: آیت 208)

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو، اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(کنز الایمان)

(من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ)

ترجمہ: جس شخص نے کافروں کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا تو مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ شخص کافر ہوگیا۔(غمز العیون)

فرضی معبودان مشرکین اور حقیقی مخلوقات

(1) معبودان باطل کی تصویروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا کفر ہے، کیوں کہ یہ معبودان باطل کی تعظیم ہے اور معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے۔تصویر کی تعظیم صاحب تصویر کی تعظیم ہے۔ معبودان باطل کی تعظیم میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔ ہر حیثیت سے ان کی تعظیم کفر ہی ہے۔

(2) سورج بھی غیر مومن معبود باطل ہے، پس اس کی مدح وتوصیف بھی اس کی تعظیم ہوگی اور غیر مومن معبود کفار کی تعظیم کفر ہے، پس سورج کی مدح وتوصیف بھی کفر ہونا چاہئے۔عدم کفر کی وجہ ظاہر نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

(3) سورج کے حقیقی احوال کو بیان کرنا مدح وتوصیف نہیں ہے، بلکہ حقیقی احوال کا

بیان ہے اور یہ جائز ہے۔موجودات حقیقیہ کے احوال واقعیہ کو بیان کرنا علامت کفر نہیں۔

فرضی معبودان باطل کا وجود ہی نہیں تو ان کے احوال واقعیہ کہاں سے ہوں گے۔ جواچھی باتیں کہی جائیں،وہ جھوٹی مدح وستائش اور تعریف وتوصیف ہے۔فرضی معبودان باطل کی تعریف وتوصیف علامت کفر ہے،کیوں کہ کفار ہی اپنے فرضی معبودان باطل کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔مسلمان یہ کام نہیں کرتے ہیں،بلکہ ایسے کاموں سے دور رہتے ہیں اور غلط سمجھتے ہیں،جیسے قرآن شریف کو پلیدی کی جگہ ڈالنا علامت کفر ہے۔

شرکیہ مذاہب کے غیر مومن معبودان باطل کا وجود ہی ثابت نہیں،بلکہ وہ فرضی معبود ہیں،ان کا حقیقی وجود ہی نہیں۔جب ان کا وجود ہی نہیں تو دوسری حیثیت کا اعتبار بھی نہیں ہوگا ،مثلاً مجوسی دھرم کے باطل معبودان یعنی اہرمن ویزدان ،مشرکین عرب کے فرضی خدا یعنی لات ومنات وعزیٰ اور سناتن دھرم کے فرضی بھگوان مثلاً برہما،وشنو،شیوورام وکرشن وغیرہ کا حقیقی وجود ہی نہیں،پھر ان فرضی معبودان کی دوسری حیثیت کا لحاظ بھی نہیں ہوگا،کیوں کہ فرضی معبودیت کے علاوہ دوسری حیثیت ثابت ہی نہیں اور سورج ،چاند،ستارہ،گنگا ،جمنا ودیگر مخلوقات کا حقیقی وجود ہے۔ان حقیقی موجودات کے واقعی احوال بیان کرنا علامت کفر نہیں اور فرضی معبودان باطل کی مدح وتوصیف علامت کفر اور ان کی قولی تعظیم ہے۔

اگر سورج کی تعظیم کے طور پر کہے:''سورج کی جے ہو''تو یہ کفر ہوگا۔

وضاحت:مذکورہ بالا صورتوں پر مزید غور وفکر کی ضرورت ہے۔ابھی ہم نے ایک خاکہ بنایا ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ حکم واضح ہوجانے کے بعد مزید تفصیل رقم کردی جائے گی۔ ابھی دلائل کی روشنی میں یہ ہماری رائے ہے:(**لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امرًا**)

امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ''لا ادری''نصف علم ہے:(**عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ:لَا اَدْرِیْ نِصْفُ الْعِلْمِ**)(سنن الدارمی:جلد اول:ص74-مکتبہ شاملہ)

پس ابھی میں بھی ''لا ادری'' کہتا ہوں۔ان شاء اللہ تعالیٰ حکم واضح ہونے کے بعد واضح حکم رقم کر دیا جائے گا۔میں تو دینی امور میں محض اس لیے مشغول ومصروف رہتا ہوں کہ سید السادات علی الاطلاق افضل الخلائق بالاتفاق خلیفۃ اللہ فی السموات والارضین سید الانبیاء والمرسلین شفیع الوریٰ حبیب کبریا حضور اقدس سیدنا وسیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میرے کشکول میں دارین کے حسنات وبرکات عطا فرمادیں۔جو بات صحیح طور پر معلوم نہیں، وہ کیسے رقم کرسکتا ہوں:(لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (سورہ بقرہ: آیت 286)

علامت کفر کی تشریح

غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر ایمان کے منافی ہے۔ایسے امور علامت کفر میں شمار ہوتے ہیں۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر صرف کفار ہی کرتے ہیں۔مومنین کو ان سے پرہیز کا حکم دیا گیا:(فاجتنبوا الرجس من الاوثان)(سورہ حج: آیت 30)

جو اعمال کفار کے ساتھ خاص ہوں،اور وہ تصدیق کے منافی ہوں،ان امور کو انجام دینا کفر ہے، کیوں کہ ایسے امور علامت کفر ہیں۔علامت کفر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مومنین یعنی خواص وعوام ایسے امور کو خلاف اسلام سمجھ کر نہیں کرتے ہوں۔

(1) قاضی عیاض مالکی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(وکذلک نُکَفِّرُ بکل فعل اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّہ لَا یَصْدُرُ اِلَّا من کافرٍ–وَاِنْ کَانَ صَاحِبُہ مُصَرِّحًا بالاسلام مع فعلہ ذلک الفعل کالسجود لِلصَّنَمِ وَلِلشَّمْسِ والْقَمَرِ وَالصَّلِیْبِ وَالنَّار–وَالسَّعْیِ اِلَی الْکَنَائِسِ وَالْبِیَعِ مَعَ اَھْلِھَا وَالتَّزیِّ بِزِیِّھِمْ مِنْ شَدِّ الزَّنَانیر وفحص الرُّءُوْسِ–فَقَدْ اَجْمَعَ الْمسلمون ان ھذا لا یوجد الا من کافر–وَاَنَّ ھذہ الْاَفْعَالَ عَلَامَۃٌ عَلَی الْکُفْر–وَاِنْ صَرَّحَ فَاعِلُھَا بِالْاِسْلَامِ)

(کتاب الشفاء: جلد دوم:ص 287)

ترجمہ:اسی طرح ہم ہراس شخص کی تکفیر کرتے ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہوجس پر مسلمانوں کا اجماع ہو کہ وہ صرف کافر سے صادر ہوتا ہے، گرچہ وہ کام کرنے والا اپنے وہ کام کرنے کے باوجود اسلام کی صراحت کرتا ہو، جیسے بت ،سورج ، چاند،صلیب وآگ کو سجدہ کرنا اور کلیسا و چرچ کی طرف یہود ونصاریٰ کے ساتھ جانا اور ان کی ہیئت کو اختیار کرنا جیسے زنار باندھنا اور سروں کو کھولنا، پس مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ صرف کافر سے پایا جاتا ہے،اور یہ افعال کفر کی علامت ہیں، گرچہ ان کو انجام دینے والا اسلام کی صراحت کرے۔

(2)امام نووی شافعی نے رقم فرمایا:(**وَکَذا مَنْ فَعَلَ فِعْلًا اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ انہ لا یصدر الا من کافر-وان کان صاحبُہ مُصَرِّحًا بِالْاِسْلَامِ مَعَ فِعْلِہٖ کالسجود للصلیب او النار،والمشی الی الکنائس مع اهلها بزیهم من الزنانیر وغیرها**) (روضۃ الطالبین جلد ہفتم:ص290)

ترجمہ:اسی طرح ہم ہراس شخص کی تکفیر کرتے ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہوجس پر مسلمانوں کا اجماع ہو کہ وہ صرف کافر سے صادر ہوتا ہے، گرچہ وہ کام کرنے والا اس کام کو کرنے کے باوجود اسلام کی صراحت کرتا ہو، جیسے صلیب یا آگ کو سجدہ کرنا اور کلیساؤں کی طرف یہود کے ساتھ ان کی ہیئت یعنی زنار وغیرہ کے ساتھ جانا۔

جس طرح شعار کفر یعنی زنار باندھنا،قشقہ لگانا،صلیب پہننا وغیرہ علامت کفر ہے، اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم بھی علامت کفر ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں۔پتھر کے بت کو مشرکین پوجتے ہیں۔کوئی اس کی تعظیم اس نیت سے کرے کہ وہ پتھر بھی مخلوق الٰہی ہے تو یہ عذر قبول نہیں ہوگا،اور اس پر حکم کفر عائد ہوگا۔وہ پتھر اب خالص پتھر نہیں،اس کے ساتھ معبودیت کا تصور بھی موجود ہے۔

اس مقام پر حجر اسود کی تعظیم کے سبب اعتراض نہیں ہوگا،کیوں کہ اس کی تعظیم کا حکم شریعت میں وارد ہے اور وہ شعائر اللہ میں سے ہے۔صفا ومروہ پر زمانہ جاہلیت میں دو بت

تھے۔صفا پر اُساف نامی بت تھا اور مروہ پر نائلہ نام کا بت تھا۔

زمانہ جاہلیت میں مشرکین جب صفا ومروہ کی سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیم کے واسطے ہاتھ پھیرتے ۔فتح مکہ کے بعد یہ بت توڑ دیئے گئے ۔مومنین کو صفا ومروہ کی سعی میں کفار کی مشابہت کا شبہہ ہوا، پس ارشاد الٰہی نازل ہوا:

(ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت اواعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما) (سورہ بقرہ: آیت 158)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے، اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔(کنزالایمان)

علامت کفر کا تفصیلی بیان حصہ اول: باب دوازدہم میں مرقوم ہے۔

گنگا وجمنا و دیگر معبودان باطل کا حکم

سوال: گنگا وجمنا کو بھی ہنود معبود مانتے ہیں تو کیا گنگا جمنا کو بھی پوتر کہنا کفر ہے؟

رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ’’تیسرا سوال یہ ہے کہ گنگا وجمنا اور دنیا کے دیگر دریاؤں اور سمندروں کے پانی کو اگر کسی نے پاک وپوتر کہہ دیا تو وہ کافر ہے؟ (ص43)

جواب: مشرکین مکہ لات ومنات وعزی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے اور ان کے نام پر پتھر کے بت بنا کر ان بتوں کو پوجتے تھے۔اب اگر کوئی اس طرح کہے کہ جس پتھر سے یہ بت بنا ہوا ہے، وہ پتھر پاک ہے تو یہ حقیقت بیانی ہے۔اس پر حکم نہیں ہوگا۔اگر کہے کہ لات ومنات وعزی پاک ہیں یا ان کے نام پر بنائے گئے بتوں کو کہے: یہ بت پاک ہیں تو حکم قرآنی کی مخالفت ہوگی۔پتھر کو پاک کہنا الگ ہے اور معبودوں کو پاک کہنا الگ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ کافر کے جسم پر پلیدی نہ ہو، نہ ہی وہ جنبی ہو تو اس کا جسم پاک ہے تو اس وقت حکم وارد نہیں ہوگا ،لیکن کہے کہ: کافر پاک ہے تو حکم قرآنی کی مخالفت ہوگی۔

قرآن نے مشرکین کو نجس کہا ہے، یعنی وہ کفر وشرک کی نجاست کے سبب نجس ہے۔الغرض بت کے پتھر اور کافر کے جسم کو پاک کہنے کا الگ معنی ہے اور خود بت اور کافر کو پاک کہنے کا الگ معنی ہے۔حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو''غوث پاک'' کہا جاتا ہے،معنی یہ ہے کہ آپ بفضل الٰہی روحانی وباطنی امراض اور ناپسندیدہ امور سے پاک ومحفوظ ہیں۔

جسمانی پاکیزگی مراد نہیں، کیوں کہ ہر غیر جنبی کو جسمانی پاکیزگی حاصل ہے، پھر کسی عظیم فرد کی تخصیص کا کوئی معنی نہیں ہوگا۔قرآن مقدس میں حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پاکی کا ذکر ہے۔ یہاں بھی باطنی وروحانی پاکیزگی مراد ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد الٰہی ہے:(**إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا**)(سورہ احزاب: آیت33)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔(کنز الایمان)

آیت مقدسہ میں روحانی پاکیزگی اور باطنی تطہیر کا ذکر ہے، نہ کہ جسمانی پاکی کا۔

سوال: کیا گنگا، جمنا، گائے ودیگر غیر مومن معبودان باطل کی مدح سرائی بھی کفر ہے؟

جواب: قوم ہنود گنگا وجمنا کو مقدس ومتبرک سمجھ کر اسے پوجتی ہے۔اسی طرح بعض درختوں کو بھی پوجا جاتا ہے۔گائے کو بھی پوجا جاتا ہے۔ان سب امور سے متعلق وہی تفصیل ہے جو سورج کے بیان میں گزرا کہ موجودات حقیقیہ کے احوال واقعیہ کو بیان کرنا علامت کفر نہیں ہے،لہٰذا حقیقی موجودات کے واقعی احوال کو بیان کرنا کفر نہیں۔فرضی معبودان باطل کی مدح وتوصیف کفر ہے، نیز کتھائی خطاب میں کفر کے متعدد اسباب ہیں،مثلاً آیات قرآنیہ کی مخالفت، کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز اور معبود کفار کی مدح وتوصیف یعنی قولی تعظیم۔

کوئی کہے: گنگا کی جے ہو، جمنا کی جے ہو،سورج کی جے ہو تو کفر ہوگا، جیسے بھارت ماتا کی جے کہنے پر کفر کا فتویٰ ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

متعارف کا حیثیت کا لحاظ ہوگا یا نہیں؟

اگر یہ کہا جائے کہ متعارف حیثیت کا لحاظ ہوگا تو برصغیر میں سورج معبود وبھگوان کی حیثیت سے متعارف نہیں ،لیکن فقہ وعقائد کی کتابوں میں یہی مرقوم ہے کہ سورج کوسجدہ کرنا کفر ہے،خواہ سجدۂ تعظیمی ہو یا سجدۂ عبادت ، کیوں کہ معبودان کفار کوسجدہ کرنے میں کفار کی عبادت میں کفار سے مشابہت ہےاور یہ کفر ہے۔حصہ اول: باب پنجم میں تفصیل مرقوم ہے۔

حدیث نبوی میں چاند کا ذکر

(عن قتادة أن نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا رأی الهلال قال: هلال خیر ورشد هلال رشد وخیر هلال خیر ورشد–آمنت بالذی خلقک ثلاثا الحمد للّٰہ ذهب هلال کذا وکذا وجاء هلال کذا وکذا)

(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد ششم:ص 94- مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو کہتے:

بھلائی وہدایت کا چاند۔ہدایت وبھلائی کا چاند، بھلائی وہدایت کا چاند۔میں نے اس پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا،تین بار کہتے۔ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جو فلاں مہینے کے چاند کو لے گیا اور فلاں مہینے کے چاند کو لے آیا۔

چاند کو دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا (ہلال رشد وخیر) کہنے کا دومعنی ہو سکتا ہے۔ایک یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اس چاند کو ہمارے لیے ہدایت وبھلائی کا ذریعہ بنادے اور چاند کے پجاری چاند کو دیکھ کر شرک وضلالت میں مبتلا ہو گئے ،اس سے میری امت کو محفوظ فرمادے،یعنی چاند میری امت کے لیے ضلالت وشرک کا سبب نہ بنے۔(آمنت بالذی خلقک) سے بھی یہی بتانا مقصود ہے کہ ہم نے چاند کے خالق ومالک کو معبود مانا ہے،نہ کہ چاند پرستوں کی طرح چاند کو۔

دوسری تشریح یہ ہے کہ چاند کا طلوع وغروب ہونا اس کے غیر معبود ہونے کی دلیل ہے، پس چاند دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ چاند ہمارے لیے ہدایت وبھلائی کا ذریعہ ہے۔چاند پرستوں کی طرح میری امت کے لیے ضلالت وکفر کا ذریعہ نہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کے ڈوبنے سے استدلال فرمایا کہ چاند معبود نہیں ہوسکتا، کیوں کہ یہ تغیر وتبدل والا اور حادث ہے اور حادث معبود نہیں ہوتا ہے۔(آمنت بالذی خلقک) سے بھی یہی بتانا مقصود ہے کہ ہم نے چاند کے خالق ومالک کو معبود مانا ہے، نہ کہ چاند پرستوں کی طرح چاند کو۔

اس حدیث میں چاند کی تعریف وتوصیف نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ چاند میری امت کے لیے کفر وضلالت کا سبب نہ بنے، بلکہ ہدایت وبھلائی کا سبب بنے۔

دوسری تشریح کے مطابق یہ بتانا مقصود ہے کہ چاند کا طلوع وغروب ہمارے لیے ہدایت وبھلائی کا سبب ہے، کیوں کہ طلوع وغروب سے اس کا حادث وغیر معبود ہونا ثابت ہوتا ہے۔چاند پرستوں کی طرح یہ میری امت کے لیے ضلالت وکفر کا سبب نہیں ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب بست و چہارم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

کفار کے میلوں میں شرکت کے چھ احکام

سوال: رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ''ہندی تاریخ میں رام ایک راجا کے بیٹے اور بہادر انسان کی حیثیت سے متعارف ہے''۔(رسالہ صغریٰ:ص 57)

منقولہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رام کتھا کی مجلس سماجی مجلس ہے۔اس مجلس میں شرکت کا شرعی حکم کیا ہوگا؟ نیز رام کی شہرت اوتار کی حیثیت سے ہے یا راجکمار کی حیثیت سے؟

جواب: رام کتھا کی مجلس سماجی مجلس نہیں، بلکہ وہ قوم ہنود کی مذہبی مجلس ہے۔قوم ہنود رام کو اوتار مانتی ہے،اسی لیے اس کی پوجا کرتی ہے اور بھارت میں طویل مدت تک بابری مسجد اور رام مندر کا اختلاف جاری رہا ہے۔قوم ہنود کسی راجا کو نہیں پوجتی ہے، بلکہ اپنے معبودان باطل کو پوجتی ہے اور اپنے معبودوں کا مندر بناتی ہے۔راجا کا مندر نہیں بناتی ہے۔

عہد ماضی میں قوم ہنود کے بے شمار راجا،مہاراجا گزرے ہیں،لیکن قوم ہنود نہ ان کی پوجا کرتی ہے، نہ ہی ان کو اپنا بھگوان واوتار مانتی ہے۔ ہندودھرم کے مطابق رام ساتواں اوتار،کرشن آٹھواں اوتار اور گوتم بدھ نواں اوتار ہے۔قوم ہنود رام وکرشن کو بھگوان واوتار مانتی ہے اور ان دونوں کو پوجتی ہے۔اسی طرح گوتم بدھ بھی اوتار ہے۔اس کو بدھسٹ قوم پوجتی ہے۔قوم ہنود کی روایت کے مطابق رام کا باپ راجا دسرتھ اجودھیا کا راجا تھا۔کرشن کا باپ واسودیو متھرا کا راجا تھا۔گوتم بدھ کا باپ راجا سدھوون نیپال کا راجا تھا،لیکن ان باپوں کی پوجا نہیں کی جاتی ہے، کیوں کہ یہ لوگ اوتار نہیں تھے، بلکہ صرف راجا تھے۔

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے متعلق کوئی مجلس منعقد ہو تو وہ

مسلمانوں کی مذہبی مجلس ہوگی، حالاں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مسعود ہی میں ملک عرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا اور ملک عرب حضور اقدس تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر انتظام تھا۔سیرت نبوی کی مجلس کو سماجی مجلس قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔

بہار شریعت میں ہے:''کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے، جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا''۔(بہار شریعت: حصہ نہم:ص466-مکتبۃ المدینہ)

رام لیلا اور رام نومی کا میلا مذہبی میلا ہے تو رام کتھا کی مجلس بھی مذہبی مجلس ہے۔قوم ہنود اپنے اعتقاد کے مطابق رام کے یوم پیدائش کو جو تہوار مناتی ہے، اسے رام نومی کہا جاتا ہے۔قوم ہنود رام کی جنگ اور اس کی فتح یابی کی مناسبت سے جو تہوار مناتی ہے، اسے رام لیلا کہا جاتا ہے۔رامائن اور رام کی طویل داستان کو رام کتھا کہا جاتا ہے۔قوم ہنود رام کتھا کی مجلس میں اپنے اعتقاد کے مطابق رام کے احوال اور اس کے فضائل بیان کرتی ہے۔یہ سب قوم ہنود کے مذہبی تہوار اور مذہبی مجلس ہیں۔کفار کے مذہبی میلوں، مذہبی تہواروں اور مذہبی مجلسوں میں شریک ہو کر ان کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے۔ایسے امور سے بچنا لازم ہے، ورنہ حکمت عملی کے چکر میں ایمان بھی ہاتھ سے جائے گا۔جائز حکمت عملی اپنائی جائے۔

کفار کا میلہ دو قسم کا ہوتا ہے۔مذہبی اور غیر مذہبی۔دونوں کے احکام میں فرق ہے۔

درج ذیل فتویٰ میں کفار کے میلوں میں شرکت کے چار احکام اور چھ صورتوں کا بیان ہے:(1)عدم جواز وحرمت (2) کفر (3) جواز مشروط (4) جواز مطلق۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود کے میلوں میں مثل دسہرہ وغیرہ میں جو مسلمان دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں، کیا ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہو جاتی ہیں؟ کیا تجارت پیشہ لوگوں کو بھی جانا ممنوع ہے؟

الجواب: ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنا کفر و شرک کریں گے، کفر کی آوازوں سے چلائیں گے، جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام من جملہ کبائر ہے، پھر یہ بھی کفر نہیں اگر کفری باتوں سے نافر ہے۔

ہاں، معاذ اللہ ان میں سے کسی بات کو پسند کرے، یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے۔ اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے، ورنہ فاسق ہے اور فسق سے نکاح نہیں جاتا، پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے۔

حدیث میں ہے: **(من کثر سواد قوم فهومنهم–ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل به–رواه ابویعلی فی مسنده وعلی بن معبد فی کتاب الطاعة والمعصیة عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم،ورواه الامام عبد اللّٰه بن المبارک فی کتاب الزهد عن ابی ذر رضی اللّٰه تعالٰی عنه من قوله.**

وهو عند الخطیب عن انس رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم،بلفظ:من سود مع قوم فهو منهم)

(جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے، وہ انھیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے، وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے۔

امام ابویعلی نے اپنی مسند میں اس کو روایت فرمایا اور علی بن معبد نے ''کتاب الطاعۃ والمعصیۃ'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسے روایت کیا اور امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے کتاب الزہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے اس کو روایت کیا، جب کہ وہ خطیب کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان الفاظ کے ساتھ مروی

ہے: جو کسی قوم کے ساتھ ہو کر ان کا جتھا بڑھائے تو وہ انہی میں شمار ہے۔ت)

اور اگر مذہبی میلہ نہیں، لہو ولعب کا ہے، جب بھی ناممکن کہ منکرات وقبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے: (**کره کل لهو، والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه**)

(ہر کھیل مکروہ یعنی ناپسندیدہ کام ہے اور اس کو مطلق (بغیر کسی قید) ذکر کرنا اس کے کرنے اور سننے دونوں کو شامل ہے۔ت)

طحطاوی صدر کتاب بیان علوم محرمہ ذکر شعبدہ میں ہے: (**یظهر من ذلک حرمة التفرج علیهم لان الفرجة علی المحرم حرام**)

(اس سے کھیل (تماشا) پر خوشی منانے کی حرمت ظاہر ہوتی ہے، کیوں کہ کسی حرام کام پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔ت)

یعنی شعبدہ باز بھان متی بازیگر کے افعال حرام ہیں اور اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے، خصوصاً اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے اور اس وقت تجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا۔

غمز العیون میں ہے: (**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال: ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعة عندهم حال الحیض حسن فهو کافر**)

(ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ کافر ہو گیا۔ انھوں نے یہاں تک شدت اختیار فرمائی کہ اگر کسی شخص نے (آتش پرستوں کے بارے میں کہا کہ ان کا طعام کھانے کے وقت خاموش رہنا اچھی بات ہے اور اسی طرح ایام ماہواری میں عورت کے پاس نہ لیٹنا عمدہ بات ہے تو وہ کافر ہے، (یعنی اہل

کفر کی بات کو بھی اچھا کہنا یا سمجھنا خالص اسلام میں موجب کفر ہے۔ت)

اور اگر تجارت کے لیے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر وشرک کا ہے، جانا ناجائز وممنوع ہے کہ اب وہ جگہ ان کا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ۔

تیمیہ پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے:(**یکرہ للمسلم الدخول فی البیعة و الکنسیة–وانما یکرہ من حیث انه مجمع الشیاطین**)

(یہودیوں کی عبادت گاہ اور عیسائیوں کے گرجے (چرچ) میں کسی مسلمان کا داخل ہونا مکروہ ہے، اس لیے کہ وہ شیاطین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ت)

بحرالرائق میں ہے:(**والظاهر انها تحریمیة لانها المرادة عند اطلاقهم**)

(ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے کراہت تحریمی مراد ہے، کیوں کہ "عندالاطلاق" وہی مراد ہوا کرتی ہے۔ت)

بلکہ ردالمحتار میں ہے:(**فاذا حرم الدخول فالصلٰوة اولٰی**)

(جب وہاں جانا اور داخل ہونا حرام ہے تو نماز پڑھنا بدرجہ اولٰی حرام ہے۔ت)

اور اگر لہو ولعب کا ہے اور خود اس سے بچے۔نہ اس میں شریک ہو، نہ اسے دیکھے، نہ وہ چیزیں بیچے جو ان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے، پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اس سے دوری ہی میں خیر وسلامت ہے ولہٰذا علمانے فرمایا کہ ان کے محلّہ میں ہو کر نکلے تو جلد لمکتا ہوا گزر جائے۔

غنیۃ ذوی الاحکام، پھر فتح اللہ المعین، پھر طحطاوی میں ہے:(**هم محل نزول اللعنة فی کل وقت–ولا شک انه یکرہ السکون فی جمیع یکون کذٰلک–بل وان یمر فی امکنتهم الا ان یهرول ویسرع وقد وردت بذٰلک اٰثار**)

(اس لیے کہ ہر وقت مقامات کفار پر خدا کی لعنت برستی ہے اور اس میں کوئی شک

نہیں کہ ایسی مجلس (اور جگہ) میں ٹھہرنا مکروہ (ناپسندیدہ امر) ہے، بلکہ ان کے مقامات کے قریب سے جب کبھی گزرنا پڑے تو جلدی سے دوڑ کر گزرے، چناں چہ آثار میں یہی وارد ہوا ہے۔ت)

اور اگر خود شریک ہو، یا تماشا دیکھے، یا ان کے لہو ممنوع کی چیز بیچے تو آپ ہی گناہ وناجائز ہے۔ درمختار میں ہے:(**قدمنا معزیا للنهر، ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا والا فتنزيها**)

(ہم نے ''النہر الفائق'' کی طرف نسبت کرتے ہوئے پہلے بیان کردیا ہے جس کے ساتھ بعینہٖ گناہ قائم ہو، اس کا فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر کراہت تنزیہی ہوگی۔ت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:(**اذا اراد المسلم ان يدخل دارالحرب بامان للتجارة ومعه فرسه وسلاحه وهو لا يريد بيعه منهم لم يمنع ذٰلک منه**)

(جب کوئی مسلمان دارحرب (دار کفر) میں کاروبار کے لیے جانا چاہے اور اس کے ساتھ گھوڑا اور ہتھیار وغیرہ ہوں اور وہ انھیں (وہاں) بیچنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اسے نہ روکا جائے۔ت)

ہاں، ایک صورت جوازِ مطلق کی ہے۔ وہ یہ کہ عالم انھیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لیے جائے، جب کہ اس پر قادر ہو۔ یہ جانا حسن ومحمود ہے، اگر چہ ان کا مذہبی میلہ ہو۔ ایسا تشریف لے جانا خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے۔

مشرکین کا موسم بھی اعلان شرک ہوتا۔ لبیک میں کہتے:

(**لا شريک لک الا شريکا هو لک تملکه وما ملک**)

(تیرا کوئی شریک نہیں، مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے، مگر وہ تیرا مالک نہیں۔ت)

جب وہ سفہاء "لاشریک" تک پہنچتے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے :
(**ویلکم قط قط**) ،خرابی ہو تمھارے لیے، بس بس، یعنی آگے استثنا نہ بڑھاؤ: واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 21:ص 157-161- جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار کے میلوں میں شرکت کی چھ صورتوں کا خلاصہ

منقولہ بالا فتویٰ میں کفار کے میلہ میں جانے کی چھ صورتوں کا بیان ہے۔

(1) اگر تبلیغ دین کے لیے کوئی عالم دین کفار کے میلہ میں جائے اور وہ اس میلہ میں تبلیغ دین کی قدرت رکھتا ہو تو اسے جانا جائز ہے ،وہ مذہبی میلہ ہو، یا کھیل کود کا۔ یہی جواز مطلق کی صورت ہے۔ دوسروں کو کفار کے مذہبی میلہ میں جانا سخت ناجائز وحرام ہے۔

"ہاں ،ایک صورت جواز مطلق کی ہے۔ وہ یہ کہ عالم انھیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لیے جائے ، جب کہ اس پر قادر ہو۔ یہ جانا حسن ومحمود ہے، اگر چہ ان کا مذہبی میلہ ہو۔ ایسا تشریف لے جانا خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے"۔

(2) کفار کے مذہبی یا غیر مذہبی میلہ کو دیکھنے کے لیے جانا جائز نہیں اور کفار کے کسی کفریہ فعل، کفار کے کسی مذہبی حکم یا کسی کفری شعار کو پسند کرنا کفر ہے۔

"ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنا کفر وشرک کریں گے، کفر کی آوازوں سے چلائیں گے، جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام من جملہ کبائر ہے، پھر یہ بھی کفر نہیں، اگر کفری باتوں سے نافر ہے۔

ہاں، معاذ اللہ ان میں سے کسی بات کو پسند کرے، یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے۔ اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے، ورنہ فاسق ہے اور فسق سے نکاح نہیں جاتا، پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے"۔

رام کتھا کی مجلس مذہبی مجلس ہے۔ اس میں قوم ہنود اپنے اوتار رام کے حالات وکمالات

بیان کرتی ہے۔ یہ قوم ہنود کا مذہبی عمل ہے۔خطیب نے اس میں مجلس میں شرکت کی اور قوم ہنود کے مذہبی عمل میں حصہ لیتے ہوئے رام کی مدح سرائی اور تعریف وتوصیف کی۔

(3)اگر کھیل کود کا میلہ ہے اور وہ کھیل کود خود ہی حرام ہو تو اس میں شرکت بھی حرام۔

(الف)''اور اگر مذہبی میلہ نہیں، لہو ولعب کا ہے، جب بھی ناممکن کہ منکرات وقبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں''۔

(ب)''شعبدہ باز بھان متی بازیگر کے افعال حرام ہیں اور اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے، خصوصا اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے اور اس وقت تجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا''۔

(4)اگر مذہبی میلہ میں تجارت کے لیے جائے تو یہ بھی ناجائز ہے، کیوں کہ وہ جگہ کفار کی عبادت گاہ ہوگئی۔وہ وہاں اپنی کفریہ عبادتیں کریں گے۔عبارت درج ذیل ہے:

''اور اگر تجارت کے لیے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر وشرک کا ہے، جانا ناجائز وممنوع ہے کہ اب وہ جگہ ان کا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ''۔

(5)اگر کفار کے لہو ولعب کے میلہ میں تجارت کے لیے جائے اور اس کے لہو ولعب اور ناجائز کاموں سے بچے تو جائز ہے ،لیکن جانا مناسب نہیں، کیوں کہ مقامات کفار پر ہر وقت لعنت برستی ہے۔فتویٰ کی عبارت درج ذیل ہے:

''اور اگر لہو ولعب کا ہے اور خود اس سے بچے۔نہ اس میں شریک ہو، نہ اسے دیکھے، نہ وہ چیزیں بیچے جو ان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے، پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اس سے دوری ہی میں خیر وسلامت ہے ولہٰذا علما نے فرمایا کہ ان کے محلّہ میں ہو کر نکلے تو جلد لمکتا ہوا گزر جائے''۔

(6)اگر کفار کے لہو ولعب کے میلہ میں شریک ہو، یا تماشا دیکھے یا ممنوع لہو ولعب کا

سامان بیچے تو یہ گناہ کا کام اور ناجائز ہے۔فتویٰ کی عبارت درج ذیل ہے:

''اور اگر خود شریک ہو، یا تماشا دیکھے، یا ان کے لہو ممنوع کی چیز بیچے تو آپ ہی گناہ وناجائز ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 21:ص 157-161 - جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار کے مذہبی میلہ میں شرکت کے احکام

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود میں کم زیادہ ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات تک یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی رہے کہ جس میں رام وچھمن وراون وسیتا وغیرہ عورت ومرد کے قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور ساتھ ہی ان کے طرح طرح کا باجا بجا کر بھجن وغیرہ گانا گایا جائے اور ان تصویروں کو نعوذ باللہ معبود حقیقی سمجھیں اور ہر طرح کے فحش ولغویات پیدا ہوتے ہوں تو ایسی مجلسوں میں ان مسلمانوں کو جواز روئے تحقیق مذہب اسلام ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ واقف ہوں اور نمازی بھی ہوں، شریک مجلس ہونا اور دلچسپی حظ نفس اٹھانا وبعض بعض شبیہ ناپاک پر نظر ڈالنا وبعض شبیہ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثل عقائد باطلہ اہل ہنود تعریف وتوصیف سوانگ وتماشہ میں بتالیف قلوب مشرکین تائید یا ہوں ہاں کرنا۔

اور عشا وفجر کی نمازیں بایں نمط کہ عشا بمصروفی تماشہ وفجر کی نماز غلبہ نیند سے قضا کرنا وباعتراض بعض مانعین یہ کہنا کہ ہم تو حق وباطل میں امتیاز ہوجانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں اور ایسی ہی بے سود تاویلات کرنا اور زینت مجلس کے واسطے اپنے گھروں سے جاجم ودیگر فرش وچوکیات وپارچہ وزیورات دینا اور بوقت اختتام جلسہ اپنی نام آوری یا فخر یا شخصیت یا اہل ہنود میں اپنی وقعت ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت وحقارت جان کر ہمراہ اہل ہنود روپیہ روپیہ دینا بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجود مقدرت آنہ دو آنہ نہ دے سکتے ہوں اور اس مجلس کی شیرینی جو بنام نہاد پرشاد تقسیم ہوتی ہے، کھانا تو ایسے

مسلمانوں کے واسطے از روئے احکام شرع شریف کیا کیا حکم ہے۔صاف صاف مع عبارت قرآن مجید وحدیث شریف وفقہ مبارک جداگانہ ہر امور مستفسرہ صدر کا جواب مفصل ارقام فرمائیں۔اللہ تعالیٰ اجر دے گا: فقط والسلام علی ختم الکلام

الجواب: ایسے لوگ فساق فجار کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہیں۔مسلمان کو حکم ہے راہ چلتا ہوا کفار کے محلّہ سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محل لعنت ہے،نہ کہ خاص ان کی عبادت کی جگہ،جس وقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں،قطعاً اس وقت لعنت اترتی ہے اور بلاشبہ اس میں تماشائیوں کا بھی حصہ ہے۔

یہ اس وقت ہے کہ محض تماشا مقصود ہو،اور اسی غرض سے نقد واسباب دے کر اعانت کی جاتی ہو،اور اگر ان افعال ملعونہ کو اچھا جانا،یا ان تصاویر باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا،یا ان کے کسی حکم کفر پر ''ہوں ہاں'' کہا جیسا کہ سوال میں مذکور،جب تو صریح کفر ہے۔

غمزالعیون میں ہے:

(من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ)

ان لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئے گی اور واحد قہار کے حضور جانا ہوگا تو ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں،نئے سرے سے کلمہ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں،ورنہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں۔قال اللّٰہ تعالیٰ: **(یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوٰت الشیطن ان الشیطن للانسان عدو مبین)**

(فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جز دوم: ص137 - رضا اکیڈمی ممبئی)

آیت طیبہ: **(یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوٰت الشیطن ان الشیطن للانسان عدو مبین)**

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ، اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، کیوں کہ وہ انسان کا کھلا اور واضح دشمن ہے۔

(من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ)

ترجمہ: جوشخص کافروں کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا تو مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ شخص کافر ہوگیا ہے۔(غمز العیون)

منقولہ بالا فتویٰ میں مذہبی میلہ میں شریک ہونے کا دو حکم بیان کیا گیا ہے۔

اگر کفار کے مذہبی میلہ میں محض کھیل تماشا دیکھنے کی غرض سے شریک ہوا تو یہ سخت حرام وناجائز ہے۔ اگر کفار کے کسی کفریہ فعل یا کفار کے کسی مذہبی عمل کو اچھا جانا تو کفر ہے۔ معبودان باطل کی تصویروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا تو یہ بھی کفر ہے۔

ان کی کفریہ باتوں پر زبان سے ''ہاں ہوں'' کرنا یعنی تائید وتحسین کرنا کفر ہے۔ دراصل ایسی جگہوں میں جانا ہی کفر میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔ ایسے مقامات پر لعنت اترتی ہے۔

کفار کے میلہ میں پسندیدگی کے ساتھ شریک ہونا

کفار کے مذہبی میلہ میں کھیل تماشا دیکھنے جائے تو یہ سخت حرام وناجائز ہے۔ اگر ان کے مذہبی میلہ کو اچھا سمجھ کر شریک ہو تو کفر ہے۔ کافر کے مذہبی میلہ کو اچھا سمجھنا کفر ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ہولی اور دیولی کے بارے میں رقم فرمایا:

''ہولی دیوالی ہندوؤں کے شیطانی تہوار ہیں۔ جب ایران خلافت فاروقی میں فتح ہوا۔ بھاگے ہوئے آتش پرست کچھ ہندوستان میں آئے۔ ان کے یہاں دو عیدیں تھیں، نوروز کہ تحویل حمل ہے اور مہرگان کہ تحویل میزان۔ وہ عیدیں اور ان میں آگ کی پرستش ہندوؤں نے ان سے سیکھیں اور یہ چاند سورج دونوں کو پوجتے ہیں، لہٰذا ان کے وقتوں میں یہ ترمیم کہ میکھ سنکھ رانت کی پورنماشی میں ہولی اور تلا سنکھ رانت کی اماوس میں دیوالی۔ یہ

سب رسوم کفار ہیں۔ مسلمانوں کو ان میں شرکت حرام اور بطور پسند کریں تو صریح کفر۔

غمز العیون میں ہے: **اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوسی او ترک المضاجعة عندهم حال الحیض حسن فهو کافر: واللّٰه تعالٰی اعلم**''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص 149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: ہمارے مشائخ کرام کا اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ کافر ہو گیا۔ انھوں نے یہاں تک کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو آتش پرستوں کے بارے میں کہا کہ ان کا کھانا کھانے کے وقت خاموش رہنا اچھی بات ہے اور اسی طرح ایام ماہواری میں عورت کے پاس نہ لیٹنا اچھی بات ہے تو وہ کافر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے قول (اور بطور پسند کریں تو صریح کفر) سے واضح ہے کہ کفار کے مذہبی میلوں کو پسند کرتے ہوئے ان میں شرکت کرے تو کفر ہے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے، بلکہ فقہا نے اسے کفر لکھا ہے اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے، اور معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے، اشد واخبث کفر''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص 149 - رضا اکیڈمی ممبئی)

امام اہل سنت کے قول (اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے) سے واضح ہے کہ کفار کے کفریہ فعل کی موافقت کی نیت سے ان کا کوئی کفری فعل انجام دے تو کفر کلامی ہے، کیوں کہ جب موافقت کی نیت کیا تو یہ کفری فعل سے محض مشابہت نہیں، بلکہ کفری فعل کو بالقصد اختیار کرنا ہوا۔ کفری فعل کو بالقصد اختیار کرنا ضرور کفر ہے۔

(3) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''جو مرتکب حرام ہے،

مستحق عذاب جہنم ہے اور جو مرتکب کفر فقہی ہے، جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا، اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے اور جو قطعاً کافر ہو گیا، جیسے دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہو گیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ اگر تائب ہو، اور اسلام لائے، جب بھی عورت کو اختیار ہے۔ بعد عدت جس سے چاہے، نکاح کرلے اور بے توبہ مر جائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازے کی شرکت حرام، اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، الیٰ غیر ذلک من الاحکام: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص149-150- رضا اکیڈمی ممبئی)

امام اہل سنت کے قول (دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے، یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہو گیا) سے واضح ہے کہ موافقت ہنود کی نیت سے ناقوس بجانے والا کافر کلامی ہے، کیوں کہ یہ کفار کے کفریہ فعل کو بالقصد اختیار کرنا ہے۔

بتوں پر پھول چڑھانا بتوں کی عبادت ہے۔ بتوں کے لیے ناقوس بجانا بتوں کی عبادت میں شامل ہے۔ مشرکین بتوں کی عبادت کے وقت ناقوس بجاتے ہیں۔ بالفرض یہ عبادت نہ ہو تو کفار کا مذہبی شعار ضرور ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب بست و پنجم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

حیثیت کا فرق کہاں معتبر اور کہاں غیر معتبر؟

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام، آسمانی کتابیں ودیگر تمام ضروریات دین جن پر ایمان لاکر بندۂ الٰہی مومن ہوجاتا ہے، ان کو ''مومن بہ'' اور ''متعلق ایمان'' کہا جاتا ہے۔ایمان قبول کرنے والے کومومن کہا جاتا ہے۔

جوکسی ضروری دینی کا انکار کرتا ہو، وہ کافر ہے۔کسی کواللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہوتو وہ کافراور مشرک ہے۔مشرک اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کو خدا مانتا ہو، وہ معبود باطل ہے۔

بعض اقوام عالم نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا مومنین صالحین کو معبود بنالیا اور بعض قوموں نے غیر مومنین کومعبود بنالیا، مثلاً کافر بادشاہوں کو یا غیر انسانی مخلوقات مثلاً سورج، چاند، ستارہ، درخت، پہاڑ، پانی، دریا، سمندر وغیرہ کومعبود بنالیا۔

(الف) مومن کی توہین میں حیثیت کا فرق معتبر ہے، مثلاً کسی عالم کی توہین عالم ہونے کی حیثیت سے ہوتو یہ کفر ہے اور عالم کی توہین دوسری حیثیت سے ہوتو یہ کفر نہیں، لیکن ''مومن بہ'' کی توہین میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔جس حیثیت سے بھی ''مومن بہ'' کی توہین ہو، وہ کفر ہی ہے۔

(ب) اسی طرح کافر کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر ہے۔اگر کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم ہوتو یہ کفر ہے اور کافر کی تعظیم دوسری حیثیت سے ہوتو یہ کفر نہیں، لیکن غیر مومن معبود کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔جس حیثیت سے بھی ''غیر مومن معبود کفار'' کی تعظیم ہو، وہ کفر ہی ہے۔

کتھائی خطاب کے مشمولات کو غیر کفری قرار دینے والوں کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے غیر مومن معبود کفار کی تعظیم ہو تو یہ کفر ہے، ورنہ کفر نہیں۔

(1) فیصلہ سوم میں مرقوم ہے:

''ہاں، بالفرض اعظمی صاحب نے معاذ اللہ! رام کے ہندؤں کا دیوتا ہونے کی بنا پر ہی اس کی تعریف وتوصیف کی ہوتو وہ عند اللہ ضرور کافر ہوں گے''۔ (ص 13)

منقولہ بالا اقتباس میں ہے کہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے غیر مومن معبود کفار کی تعریف وتوصیف کفر ہے، ورنہ کفر نہیں۔ رسالہ صغریٰ میں بھی یہی بتایا گیا کہ معبود کفار ہونے کے تصور کے ساتھ دیوی دتواؤں کی تعریف وتوصیف کفر ہے اور معبود ہونے کی حیثیت سے تعریف نہ ہو تو حرام ہے، کفر نہیں۔

(2) رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ''کفار اور مشرکین کے دیوی، دیوتا کی تعریف اگر ان کے ذاتی اوصاف وکمالات کی بنا پر ہو تو کفر نہیں، البتہ الٰہیت ومعبودیت کے تصور کے ساتھ ہو، یا کفار کے کفریات یا محرمات قطعیہ کو اچھا جانتا ہو تو ضرور کفر ہوگا، ورنہ ہرگز کفر نہ ہوگا''۔

(رسالہ صغریٰ: ص 26)

منقولہ بالا اقتباس میں بتایا گیا ہے کہ دیوی دیوتا (غیر مومن معبودان باطل) کو معبود مان کر ان کی تعریف وتوصیف کفر ہے اور معبود نہ مانا جائے تو غیر مومن معبودان باطل کی تعریف وتوصیف کفر نہیں۔ اس عبارت میں حیثیت کا اعتبار کیا گیا ہے کہ معبود ہونے کی حیثیت سے دیوی دیوتا (غیر مومن معبودان باطل) کی تعریف کفر ہے اور دوسری حیثیت سے معبودان باطل کی تعریف کفر نہیں، حالاں کہ غیر مومن معبودان باطل کی تعظیم وتوقیر میں حیثیتوں کا فرق معتبر نہیں۔ حصہ اول (باب سوم تا ہفتم) اور حصہ دوم: باب نوزدہم وباب بستم میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔ کافر کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر ہے۔ کافر کی تعظیم سے متعلق تفصیلی بحث باب ہشتم میں مرقوم ہے۔

(3) رسالہ صغریٰ میں ہے: ''اگر معبودان باطل، بت، شیاطین وغیرہ ہوں تو بغیر اعتقاد معبودیت کے ان کی تعریف حرام وگناہ ہوگی، کفر ہرگز نہیں ہوگی''۔(ص40)

(4) رسالہ صغریٰ میں ہے: ''وہ مخلوق جس کی پوجا کی جارہی ہے۔ اگر بت اور شیطان کی جنس سے ہو تو ان کی کوئی واقعی تعریف اگر بلا اعتقاد معبودیت ہو تو کفر نہ ہوگی۔ البتہ حرام وگناہ ضرور ہوگی، اس لیے کہ اس میں ایک تو بت اور شیطان کی عظمت ہے، دوسرے ان کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت''۔(ص44)

غیر اللہ کو معبود ماننا ہی کفر ہے، خواہ تعریف کرے یا مذمت کرے۔ اصل بحث یہ ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر میں حیثیات کا فرق معتبر ہے یا نہیں؟ نیز تعریف وتحسین بھی قولی تعظیم ہے اور غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم اور ان کا اعزاز واکرام کفر ہے۔

دلائل وشواہد سے واضح ہے کہ جس طرح مومن اور ''مومن بہ'' کے حکم میں فرق ہے۔ اسی طرح کافر اور معبودان کفار کے حکم میں فرق ہے۔ ''مومن بہ'' کی تنقیص جس حیثیت سے کی جائے، وہ کفر ہے۔ اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کسی بھی حیثیت سے کی جائے، وہ کفر ہے۔ کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے کی جائے، تب کفر ہے۔ دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر نہیں۔ اسی طرح مومن کی تنقیص ایمان ہی کی وجہ سے جائے، تب کفر ہے، دوسری حیثیت سے مومن کی تنقیص کفر نہیں، مثلاً عالم دین کی تحقیر عالم دین ہونے کے سبب ہو تو کفر ہے۔ کسی دوسری وجہ سے عالم دین کی تحقیر کفر نہیں ہے۔

فصل اول

رسالہ صغریٰ میں حیثیت کی بحث

رسالہ صغریٰ میں متعدد مقام پر بیان کیا گیا ہے کہ کفر کی وجہ سے کافر کی تعظیم کفر ہے،

دوسری وجہ سے کافر کی تعظیم کفر نہیں۔بعض اقتباسات اور تبصرہ وتجزیہ درج ذیل ہے۔

کفار اور غیر مومن معبود کفار کی تعظیم کا حکم

رسالہ صغریٰ میں ہے:''الاشباہ والنظائر میں ہے:

(تبجیل الکافر کفر–فلو سلم علی الذمی تبجیلًا کفر)

اس کے تحت علامہ حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غمز عیون البصائر میں فرماتے ہیں:

(قال بعض الفضلاء:یجب تقییدہ بان یکون تعظیمًا لکفرہ–والا فقد یکون لاحسانہ للمسلمین او للمعظم)

کافر کی تعظیم وتوقیر کفر اس وقت ہوگی جب اس کافر کے کفر کی وجہ سے ہو،ورنہ کافر کی تعظیم کبھی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس نے تعظیم کرنے والے پر کوئی احسان کیا ہے،یا وہ مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی سے پیش آتا ہے''۔(ص 27)

جواب: منقولہ بالا اقتباس میں کافر کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے اور دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر نہیں ہے۔اس میں معبودان کفار کا حکم بیان نہیں کیا گیا ہے۔معبود کفار مومن بھی ہوسکتا ہے اور کافر بھی اور وہ فرضی بھی ہوسکتا ہے۔اگر کفار نے کسی مومن کو معبود بنالیا ہے تو اس کی تعظیم کی جائے گی۔اس سے واضح ہوگیا کہ کافر کا حکم معبود کفار پر منطبق نہیں کیا جاسکتا ہے،بلکہ دونوں کا حکم الگ ہے۔

مومن اور مومن بہ کی تنقیص کا حکم

رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے:''الاشباہ والنظائر میں ارشاد فرمایا:

(الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر)

اس کے چند سطر بعد لکھا:

(الاستھزاء بالاذان کفر–لا بالمؤذن)

اس متن کی شرح میں علامہ حموی رقم طراز ہیں:

(قَوْلُهُ: اَلاِسْتِهْزَاءُ بِالْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ–لِمَا تَقَرَّرَ مِنْ أَنَّ تَعْلِيقَ الْحُكْمِ بِالْمُشْتَقِّ يُؤْذِنُ بِعِلِّيَّةِ مَبْدَأِ الاشْتِقَاقِ.

قَالَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ: اَلاِسْتِخْفَافُ بِالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ لِكَوْنِهِ اسْتِخْفَافًا بِالْعِلْمِ، –وَالْعِلْمُ صِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنَحَهُ فَضْلًا خِيَارَ عِبَادِهِ لِيَدُلُّوا خَلْقَهُ عَلٰى شَرْعِهِ نِيَابَةً عَنْ رَسُولِهِ–فَاسْتِخْفَافُهُ بِهٰذَا يُعْلَمُ إِلٰى مَنْ يَعُودُ.

قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ: فَيُقَيِّدُ هٰذَا أَنَّ الاِسْتِخْفَافَ بِالْعُلَمَاءِ لَا لِكَوْنِهِمْ عُلَمَاءَ بَلْ لِكَوْنِهِمْ ارْتَكَبُوا مَا لَا يَجُوزُ–أَوْ مِنْ حَيْثُ الْآدَمِيَّةِ لَيْسَ بِكُفْرٍ– وَهُوَ يُفِيدُ أَيْضًا أَنَّهُ لَوْ اسْتَخَفَّ بِالْمُؤَذِّنِ مِنْ حَيْثُ الْأَذَانُ يَكْفُرُ (انتهى)

(غمز عیون البصائر: ج۲:ص۸۷)

علم اور علما کے ساتھ استہزا کفر ہے، اس وجہ سے کہ مشتق پر کسی حکم کا معلق کیا جانا مبدائے اشتقاق کی علیت کی خبر دیتا ہے۔ بزازیہ میں فرمایا: علما کی توہین علم کی توہین کی وجہ سے کفر ہے، اس لیے کہ علم اللہ عزوجل کی صفت ہے۔ اللہ عزوجل اپنے فضل سے اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے، تاکہ وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں خلق خدا کو شریعت کی رہنمائی کریں تو اس علم کی توہین ذات باری تعالیٰ کی توہین کی طرف پلٹتی ہے۔

بعض فضلا نے ارشاد فرمایا: مذکورہ بالا کلام اس بات کا افادہ کر رہا ہے کہ اگر عالم کی توہین عالم ہونے کی حیثیت سے نہ ہو، بلکہ اس عالم کے برے اعمال وافعال کے ارتکاب کی وجہ سے ہو تو ہرگز اس کی توہین کفر نہ ہوگی اور اس کا بھی افادہ کر رہا ہے کہ اگر مؤذن کی توہین اذان کی وجہ سے ہو تو کفر اور اگر دوسری حیثیت سے ہو تو کفر نہ ہوگی''۔ (ص30)

جواب: منقولہ بالا اقتباس میں مومن کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ عالم ہونے کی حیثیت

سے عالم کی توہین کفر ہے اور دوسری حیثیت سے عالم کی توہین کفر نہیں ہے۔ اذان کی وجہ سے مؤذن کی توہین کفر ہے اور دوسری وجہ سے مؤذن کی توہین کفر نہیں۔

مومن اور ''مومن بہ'' کا حکم

(الف) مومن کا حکم الگ ہے اور مومن بہ کا حکم الگ ہے ۔مومن کی توہین میں حیثیت کا فرق معتبر ہے،لیکن مومن بہ کی توہین میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔

(ب) ''مومن بہ'' کی توہین جس حیثیت سے بھی کی جائے، یہ کفر ہی ہے۔

کفار اور غیر مومن معبود کفار کا حکم

(الف) کافر کا حکم الگ ہے اور غیر مومن معبودان کفار کا حکم الگ ہے ۔کافر کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر ہے اور غیر مومن معبود کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔

(ب) غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم جس حیثیت سے کی جائے، یہ کفر ہی ہے۔

رسالہ صغریٰ کے نظریہ کبریٰ کا بطلان

(1) کتھائی خطاب کے مشمولات کو غیر کفری بتانے والوں کا سب سے بڑا نظریہ یہی ہے کہ جس طرح کافر کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر ہے،اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں بھی حیثیت کا فرق معتبر ہے، حالاں کہ تمام دلائل وشواہد سے یہی واضح ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔اسی طرح ''مومن بہ'' کی توہین میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ہے۔جس حیثیت سے مومن بہ کی تنقیص ہو، یہ کفر ہی ہے۔

اگر رسالہ صغریٰ کے نظریہ کے پیش نظر کوئی دیوبندی کہے کہ جب حضور اقدس تاجدار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص وتوہین رسول ونبی ہونے کی حیثیت سے کی جائے، تب حکم کفر ہوگا۔اگر قبیلہ بنی ہاشم کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے تنقیص نبوی کی جائے تو

حکم کفر نہیں ہوگا، بلکہ یہ صرف ناجائز وحرام ہے، پس اس دیوبندی کو کیا جواب دیا جائے؟

اگر کوئی قادیانی کہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

علمائے اہل سنت وجماعت فرمائیں کہ کسی غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔

وہ قادیانی مذکورہ بالا فتاویٰ کو دکھا کر کہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے کی حیثیت سے کسی غیر نبی کو ان پر فضیلت دی جائے، تب کفر ہے۔ہم نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہونے کی حیثیت سے ان پر مرزا غلام احمد قادیانی کو فضیلت دی ہے اور یہ کفر نہیں ہے۔اب اس قادیانی کو کیا جواب دیا جائے؟

(2): اگر غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر میں حیثیت کا فرق معتبر ہے تو فقہ وعقائد کا کوئی قانون پیش کیا جائے، یا کوئی جزئیہ پیش کیا جائے جس سے واضح ہو سکے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر معبود ہونے کی حیثیت سے ہو تو کفر ہے اور دوسری حیثیت سے تعظیم وتوقیر کفر نہیں ہے۔ہم نے حصہ اول: باب سوم سے باب ہفتم تک بہت سے دلائل وشواہد پیش کیے کہ معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو سجدہ کرنے کو کفر ہی بتایا گیا، حالاں کہ کسی غیر معبود کی تصویر کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے، کفر نہیں۔دراصل معبودان باطل کی تعظیم بھی کفر ہے، لہٰذا ان کو سجدۂ تعظیمی کرنا بھی کفر ہے اور سجدۂ تعبدی کرنا بھی کفر ہے۔

غیر مومن معبود کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں

ایک غیر مومن معبود کفار کی مدح سرائی کی گئی تھی۔اس کے وجود پر تاریخ خاموش ہے۔افسانوی کہانیوں میں اسے راجا اور راج کمار کہا گیا ہے۔متعدد فتاویٰ میں حکم شرعی کے بیان میں اس کی معبودیت کی حیثیت کو ترک کردیا گیا۔بعض نے اس کو کافر فرض کر کے

جواب رقم کیا۔بعض نے راجا وراجکمار فرض کر کے جواب رقم کیا، حالاں کہ غیر مومن معبود کفار کے حکم میں حیثیت کا اعتبار ہی نہیں ہے۔اس جانب توجہ نہیں جاسکی، نیز جب اس کے وجود ہی کا پتہ نہیں تو کافر یا راجا وراجکمار ہونا کیوں کر حکم کی بنیاد بن سکتا ہے۔جب اس کے وجود ہی کا علم نہیں تو اس کو مومن بھی نہیں مانا جاسکتا ہے، پس وہ غیر مومن معبود کفار ہے۔

اس کی متعارف حیثیت یہی ہے کہ وہ معبود کفار ہے۔اسی معبودیت کی حیثیت ہی معتبر ہوگی، نیز اگر وجود فرض کیا جائے تو وہ قوم کفار کی نظر میں اوتار ہے۔اسی وجہ سے اسے معبود بنالیا گیا، کیوں کہ ویدک دھرم (سناتن دھرم/ برہمنی دھرم) میں اوتار کی پوجا کی جاتی ہے۔دیگر بہت سے راجا قوم ہنود میں گزرے ہیں، لیکن وہ اوتار نہیں، اس لیے ان راجاؤں کو معبود نہیں بنایا گیا۔معبودیت کی بنیاد اوتار ہونا ہے۔قوم ہنود کے تمام اوتار فرضی ہی ہیں۔

غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیات واعتبارات کا فرق معتبر نہیں ہے۔ حضرت داؤد وسلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام نبی بھی ہیں اور بادشاہ بھی۔سلطان محمود غزنوی وسلطان عالمگیر بھی بادشاہ ہیں۔اگر کوئی شخص سلطان غزنوی وبادشاہ عالمگیر کی توہین بادشاہ ہونے کی حیثیت سے کرے تو الگ حکم ہے۔اگر کوئی ان دونوں کی توہین محض مسلمان ہونے کی حیثیت سے کرے تو الگ حکم ہے۔کسی کی توہین صرف اس وجہ سے کی جائے کہ وہ مسلمان ہے تو صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی کی توہین کا حکم سخت ہوگا۔

حضرت داؤد وحضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام بادشاہ بھی ہیں، لیکن ان دونوں پیغمبران عظام علیہما السلام کی بے ادبی جس حیثیت سے کی جائے، وہ کفر ہی ہے۔نبی ورسول کی بے ادبی میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔اسی طرح غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔عقائد وفقہ کی کتابوں میں غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم پر مطلقاً حکم کفر ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ’’اگر معبودان کفار کی جے ہے تو

کفر ہے اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں ۔فتوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے:(**لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر–ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر**)

(اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم ''اے استاذ'' کہا تو کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص674-جامعہ نظامیہ لاہور)

معبودان کفار کی جے پکارنا یعنی اس کی تعظیم کرنا ہر صورت میں کفر ہے، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ۔کفار کی تعظیم میں حیثیات کا اعتبار ہے۔

کافر کی تعظیم اس وقت کفر ہے، جب کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کی جائے۔ کسی دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم حرام ہے، کفر نہیں ۔منقولہ بالا عبارت میں بتایا گیا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔درج ذیل عبارت میں ہے کہ کافر کی تعظیم حرام ہے۔

(2)امام اہل سنت نے رقم فرمایا:''شامی میں ہے:(**ای لان فی ذلک تعظیمه وقد نصوا علٰی حرمة تعظیمه**) یعنی اس لیے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور بے شک ائمہ دین نے تصریحیں فرمائیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ:جلد16:ص615-رضا اکیڈمی ممبئی)

اقتباس اول میں کافر کی تعظیم کو کفر بتایا گیا اور اقتباس دوم میں حرام بتایا گیا۔دراصل کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے کی جائے تو یہ کفر فقہی ہے، کیوں کہ اس سے کفر کی تعظیم لازم آتی ہے ۔کافر کی تعظیم دوسری حیثیت سے ہو تو حرام ہے۔کافر کی تعظیم سے کفر ہی کی تعظیم مقصود ہو تو کفر کلامی ہے،لیکن یہ اسی وقت معلوم ہوگا، جب مرتکب کا بیان قطعی موجود ہو کہ اس نے کافر کی تعظیم نہیں کی ، بلکہ اس کے کفر کی ہی تعظیم کی ہے۔غیر مومن معبودان کفار

کی تعظیم کفر ہی ہے۔معبودان کفار کی تعظیم کفر ہی کی تعظیم ہے، کیوں کہ وہ مرجع کفر ہے۔

(3)امام شہاب الدین حموی حنفی نے رقم فرمایا:(**قَوْلُہُ: فَلَوْ سَلَّمَ عَلَی الذِّمِّیِّ تَبْجِیلًا کَفَرَ–قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ:یَجِبُ تَقْیِیدُہُ بِأَنْ یَکُونَ تَعْظِیمًا لِکُفْرِہِ– وَإِلَّا فَقَدْ یَکُونُ لِإِحْسَانِہِ لِلْمُسْلِمِینَ أَوْ لِلْمُعَظِّمِ**(انتہی)

(غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر: بالردۃ: جلد سوم:ص423-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:مؤلف کا قول: پس اگر ذمی کافر کو تعظیم کے طور پر سلام کرے تو وہ کافر ہو گیا۔

بعض فضلا نے فرمایا کہ اس کو اس سے مقید کرنا ضروری ہے کہ اس کی تعظیم اس کے کفر کے سبب ہو،ورنہ کبھی کافر کی تعظیم اس کے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک یا تعظیم کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کے سبب ہوتی ہے۔

کافر ومشرک شرعاً مستحق تعظیم نہیں

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ مشرک کے لے بڑا مرتبہ اور عزت ماننا مطابق اسلام ہے یا نہیں؟اور اس کے استقبال کو شاندار بنانے کے لیے مسلمانوں کا جانا اور مشرک کی تعظیم اور اس کی جے بولنا اور اس کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:’’کیا قسم کھائی ہے کہ قرآن عظیم کا کوئی جملہ سلامت نہ رکھیں۔مشرک کے لیے ہرگز کوئی عزت نہیں اور بڑا درکنار ادنیٰ سے ادنیٰ، چھوٹے سے چھوٹا کوئی رتبہ نہیں۔واحد قہار جل وعلا فرماتا ہے:(**وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون**)عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے،مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

عزیز مقتدر جل وعلا فرماتا ہے:

(**ان الذین یحادون اللّٰہ ورسولہ اولٰئک فی الاذلین**)

بے شک اللہ و رسول کے جتنے مخالف ہیں، سب ہر ذلیل سے بدتر ذلیلوں میں ہیں۔
عزیز منتقم، عز جلالہ فرماتا ہے: (**هم شر البرية**) وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔
مخلوق میں کتا بھی ہے، سور بھی ہے۔ قرآن عظیم شہادت دیتا ہے کہ مشرکین ان سے بھی بدتر ہیں، پھر رتبہ و عزت کے کیا معنی! اس کی تعظیم سخت سے سخت کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من وقر صاحب بدعة فقد اعان علٰی هدم الاسلام)

جو کسی بدعتی بد مذہب کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔
مبتدع کی تعظیم پر حکم یہ ہے۔ مشرک کی تعظیم کس درجہ بیخ کنی اسلام ہوگی: (**ولكن المنٰفقين لا يعلمون**) (مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ ت)

استقبال کو شاندار بنانے کے لیے جانا تو عین تعظیم ہے جو صریح مخالفت قرآن عظیم ہے۔ اس جلوس ناما نوس میں ویسے بھی شرکت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (**من سود مع قوم فهو منهم**)

جو کسی قوم کے جتھے میں شامل ہوا وہ انہیں میں سے ہے۔
دوسری حدیث میں ہے: (**من كثر سواد قوم فهو منهم**)
جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔
تیسری حدیث میں ہے: (**من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله**)
جو مشرک کے ساتھ آئے اور اس کے ساتھ رہے وہ بے شک اسی کے مثل ہے۔
مشرک کی جے نہ بولے گا مگر مشرک۔ حدیث میں ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (**اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذٰلك العرش**)
جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔
مہاتما کے معنی ہیں "روح اعظم"، جو خاص لقب سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا ہے، مشرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفتِ خدا ورسول ہے۔

حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (**لاتقولوا للمنافق یا سید فانه ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل**) منافق کو "اے سردار" نہ کہو، بے شک اگر وہ تمہارا سردار ہے، تو تم نے اپنے رب عزوجل کا غضب لیا۔

اب ادھر تو منافق و مشرک کا فرق دیکھو، اور ادھر سردار و روح اعظم کا موازنہ کرو، انہیں نسبتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا غضب اشد ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص406-408 - جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا فتویٰ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من وقر صاحب بدعة فقد اعان علٰی هدم الاسلام)

جو کسی بدعتی بدمذہب کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔

مبتدع کی تعظیم پر حکم یہ ہے۔ مشرک کی تعظیم کس درجہ بیخ کنی اسلام ہوگی: (**ولکن المنٰفقین لایعلمون**) (مگر منافقوں کو خبر نہیں: ت) (فتویٰ منقولہ بالا)

جب بدعتی کی تعظیم اسلام کی بیخ کنی ہے اور مشرک کی تعظیم اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے تو غیر مومن معبود کفار جو منبع کفر اور مرکز شرک ہوتا ہے، اس کی تعظیم کس قدر تباہ کن ہوگی۔

منقولہ بالا فتویٰ میں ہے کہ فاسق کی مدح وتوصیف پر اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے تو کافر کی مدح پر غضب زیادہ ہوگا اور غیر مومن معبود کفار جو کفر وشرک کا سرچشمہ ہوتا ہے، اس کی مدح سرائی اور زمزمہ خوانی پر غضب الٰہی کتنا شدید ہوگا، لیکن اب لوگ ایسا فیشن بنارہے ہیں۔

"مشرک کی جے نہ بولے گا، مگر مشرک۔ حدیث میں ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (**اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذٰلک العرش**)

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص407 - جامعہ نظامیہ لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں فاسق کی مدح وتعریف اور کافر کی تعظیم سے متعلق مرقوم ہے۔

حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلک العرش)** (رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابویعلی فی مسندہ والبیہقی فی شعب الایمان عن انس بن مالک وابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے) (اسے امام ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبۃ'' میں ابویعلی نے اپنی مسند میں، بیہقی نے شعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

فاسق کا یہ حال ہے، نہ کہ مشرک۔

فتاویٰ امام ظہیر الدین واشباہ علامہ محقق بحر ومتن شیخ الاسلام غزی تمرتاشی وشرح مدقق علائی دمشقی ومجمع الانہر علامہ شیخی زادہ رومی وغیرہا میں ہے: **(تبجیل الکافر کفر فلو سلم علی الذمی تبجیلًا کفر–ولو قال للمجوسی: یا استاذی تبجیلًا کفر)**

(کافر کی تعظیم وتوقیر کفر ہے۔اگر کسی نے ذمی کو بطور توقیر سلام کیا تو یہ کفر ہے۔اگر کسی نے مجوسی کو تعظیماً ''یا استاذ'' کہا تو یہ بھی کفر ہے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص679- جامعہ نظامیہ لاہور)

جب کافر کی تعظیم کفر ہے تو غیر مومن معبود کفار جو منبع کفر ومرکز شرک ہوتا ہے، اس کی تعظیم بدرجہ اولیٰ کفر ہے۔اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدح وستائش تعظیم وتکریم ہے۔

فصل دوم

فقہی اصول وضوابط اور مسئلہ تکفیر

سوال: جب عالم ہونے کی حیثیت سے عالم کی توہین کفر ہے تو طبیب ہونے کی

حیثیت سے طبیب کی توہین کفر کیوں نہیں؟حکیم ہونے کی حیثیت سے حکیم کی توہین کفر کیوں نہیں؟فلسفی ہونے کی حیثیت سے فلسفی کی توہین کفر کیوں نہیں؟ کفر وعدم کفر کا سبب کیا ہے؟

جواب:جب عالم دین ہونے کی حیثیت سے عالم دین کی توہین ہوتو اس سے لزومی طور پر علم دین کی توہین ہوتی ہے اور علم دین کی توہین کفر ہے،لہٰذا عالم دین ہونے کی حیثیت سے عالم دین کی توہین کفر ہے۔طب وحکمت اور منطق وفلسفہ کی توہین کفر نہیں،لہٰذا طبیب وحکیم اور منطقی وفلسفی ہونے کی حیثیت سے طبیب وحکیم اور منطقی وفلسفی کی توہین کفر نہیں۔

الحاصل علم دین کی توہین بنیاد ہے۔علم دین کی توہین دین کی توہین ہے اور دین وایمان اور مومن بہ کی توہین وتحقیر کفر ہے،لہٰذا عالم ہونے کی حیثیت سے عالم کی توہین کفر ہے،کیوں کہ اس سے علم دین کی توہین لازم آتی ہے۔مسئلہ تکفیر میں دو مذہب ہے:مذہب متکلمین اور مذہب فقہا۔فقہائے کرام کے یہاں لازم مذہب مذہب ہے اور متکلمین کے یہاں لازم مذہب مذہب نہیں ہے۔جب کفر لازم آئے گا تو فقہا تکفیر فقہی کرتے ہیں اور لزوم کفر کی صورت میں متکلمین تکفیر نہیں کرتے ہیں،بلکہ التزام کفر کے وقت تکفیر کرتے ہیں۔

بعض فقہی اصول وضوابط سے مسئلہ تکفیر سے متعلق فقہا کے مذہب کو تائید وتقویت فراہم ہوتی ہے،لہٰذا وہ اصول وقوانین مسئلہ تکفیر کے سمجھانے اور اس کی تائید وتقویت کے لیے پیش کیے جاتے ہیں،ورنہ وہ فقہی قوانین قیاسی واجتہادی مسائل کے قوانین ہیں۔وہ خاص کر مسئلہ تکفیر کے قوانین نہیں ہیں۔کفر وایمان کے مسائل کا تعلق علم عقائد سے ہے اور علم عقائد میں قیاس شرعی دلیل نہیں ہے۔فقہ کے چار دلائل ہیں:قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس۔عقائد کے بھی چار دلائل ہیں:قرآن وحدیث اور اجماع وعقل سلیم۔

الغرض دین اور ضروریات دین کا انکار واستخفاف کفر ہے۔اگر دین یا ضروریات دین کا التزامی انکار واستخفاف ہوتو یہ کفر کلامی ہے اور دین یا ضروریات دین کا لزومی انکار

واستخفاف ہوتو یہ کفر فقہی ہے۔فقہا کے یہاں لازم مذہب مذہب ہے، لہذا لزومی انکار واستخفاف کی صورت میں بھی فقہائے کرام تکفیر فقہی کرتے ہیں۔متکلمین کے یہاں لازم مذہب مذہب نہیں،لہذا وہ لزومی انکار واستخفاف کی صورت میں تکفیر نہیں کرتے ہیں۔

فقہی قوانین برائے تفہیم حکم وتاکید حکم

کتھائی خطاب کی بحث میں مسئلہ تکفیر کی تفہیم کے واسطے درج ذیل فقہی اصول وقوانین کواستعمال کیا گیا ہے،لیکن یہ فقہی اصول وضوابط قیاس واجتہاد سے متعلق ہیں۔خاص کر مسئلہ تکفیر سے ان اصول وقوانین کا تعلق نہیں ہے،لہذا ہر مسئلے میں یہ اصول جاری نہیں ہو سکتے ہیں۔جہاں ان اصول سے اعتقادی مسائل کی تائید وتقویت ہوتی ہو، وہاں ان کو پیش کیا جاسکتا ہے اور جہاں تائید وتقویت نہ ہوتی ہو، وہاں پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

درج ذیل فقہی اصول وقوانین کو کتھائی خطاب کے معاملہ میں استعمال کیا گیا ہے۔

(الف)(ان تعليق الحكم بالمشتق يؤذن بعلية مبدأ الاشتقاق)

(غمز عیون البصائر: جلد دوم:ص 87)

ترجمہ:مشتق پر کسی حکم کا معلق کیا جانا مبدائے اشتقاق کے علت ہونے کی خبر دیتا ہے۔

(ب)(المسلم ان الماخذ يكون علة للحكم)

(فواتح الرحموت: جلد دوم:ص 215)

ترجمہ:یہ بات مسلم ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔

(ج)(ان النسبة الى المشتق تدل علٰى علية الماخذ)(توضیح:ص 89)

ترجمہ:مشتق کی طرف حکم کی نسبت اس بات پر دال ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہے۔

منقولہ بالا تینوں اصول وضوابط کا تعلق علم فقہ کے اجتہادی وقیاسی مسائل سے ہے۔ مجتہدین کرام منصوص مسائل کی علت کے ذریعہ غیر منصوص فقہی مسائل کوحل فرماتے ہیں۔

وہ ماخذ اشتقاق کو حکم کی علت قرار دے کر غیر منصوص مسائل کا شرعی حکم بیان فرماتے ہیں۔ یہی اجتہاد وقیاس ہے۔اگر ان فقہی قوانین سے اعتقادی مسائل کی تائید وتقویت ہو جائے تو ان فقہی اصول وقوانین کو تائید وتقویت کے لیے پیش کیا جاسکتا ہے، ورنہ نہیں۔

مذکورہ بالا فقہی اصول وقوانین سے استدلال کرتے ہوئے بعض فتاویٰ میں یہ بتایا گیا کہ غیر مومن معبود باطل کی تعریف وتوصیف اور تعظیم پر حکم کفر اس وقت وارد ہوگا، جب معبود ہونے کی حیثیت سے اس کی تعریف وتوصیف اور تعظیم کی جائے۔اگر معبود ہونے کی حیثیت سے تعریف وتوصیف اور تعظیم نہ ہوتو حکم کفر نہیں ہوگا۔یہ استدلال فاسد ہے۔فقہی اصول وقوانین سے اعتقادی مسائل حل نہیں کیے جا سکتے ہیں۔اس قسم کے استدلال کے سبب بہت سے مفاسد لازم آئیں گے۔اعتقادی مسائل کا حل کلامی اصول سے ہوگا۔

ہاں، جہاں فقہی اصول وقوانین سے اعتقادی مسائل واحکام کی تائید وتقویت ہوسکتی ہوتو وہاں محض تائید وتقویت کے لیے فقہی اصول وقوانین کا استعمال ہوسکتا ہے۔اگر اجتہادی وقیاسی اصول وقوانین یعنی اصول فقہ کو اعتقادی مسائل کے حل کے لیے اصل وقانون قرار دے دیا جائے تو اعتقادی مسئلہ کی چند صورتیں ہو جائیں گی جیسے فقہی مسائل کی چند صورتیں ہوتی ہیں کہ ایک ہی چیز حنفی مذہب میں جائز ہوتی ہے اور شافعی مذہب میں ناجائز ہوتی ہے، پھر وہی چیز مالکی مذہب میں مکروہ اور حنبلی مذہب میں واجب ہوسکتی ہے۔

اہل سنت جماعت کے چار فقہی مذاہب ہیں۔ہر ایک کے قیاسی واجتہادی اصول وقوانین جداگانہ ہیں۔قیاسی اصول وقوانین یعنی اصول فقہ میں اختلاف کے سبب فقہی مسائل میں اختلاف ہوتا ہے۔اعتقادی مسائل کو فقہی اصول وقوانین سے حل کرنے پر اعتقادی مسائل میں بھی فقہی مسائل کی طرح مذاہب اربعہ کا اختلاف ہوگا، حالاں کہ خواص وعوام سب کو معلوم ہے کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد یکساں ہیں، صرف فقہی مسائل میں

اختلاف ہے۔بعض فرعی وظنی اور غیر اجماعی عقائد میں اہل سنت و جماعت کے درمیان اختلاف ہے بھی تو فقہی اصول وقوانین کے سبب وہ اختلاف نہیں، بلکہ اختلاف کا سبب دلیل کا قطعی نہ ہونا اور مسئلہ کا غیر اجماعی ہونا ہے۔الحاصل کلامی اصول وضوابط کے اعتبار سے حل کیا جاتا ہے،جیسے فقہی مسائل کو فقہی قواعد وقوانین کی روشنی میں حل کیا جاتا ہے۔

مسئلہ تکفیر اور علم فقہ کے قیاسی اصول وقوانین

منقولہ بالا اصول وقوانین سے براہ راست مسئلہ تکفیر حل کرنے کی کوئی صورت نہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:(لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا)(سورہ فتح: آیت:9)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو!تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔(کنز الایمان)

آیت مقدسہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا گیا ہے۔ اب کوئی شخص منقولہ بالا تینوں فقہی اصول کے پیش نظر کہے کہ یہاں تعظیم وتوقیر کے حکم کی نسبت رسول کی طرف کی گئی ہے:(وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ) میں ضمیر(ہ)کا مرجع کلمہ رسول ہے ،لہٰذا رسول ہونے کی حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر فرض ہے اور رسول ہونے کی حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کفر ہے۔

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین قبیلہ قریش کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے کی جائے تو یہ صرف حرام ہے،کفر نہیں تو یہ بات قابل قبول نہیں،نہ ہی مذکورہ فقہی اصول وقوانین یہاں جاری ونافذ ہوسکتے ہیں۔یہاں علم عقائد کا قانون نافذ ہے۔

''مومن بہ''یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات،حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام،آسمانی کتابوں ودیگر تمام ضرورت دین اور دین اسلام کا اعزاز واکرام فرض

ہے اوران کی تنقیص و بے ادبی کفر ہے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی جس بھی حیثیت سے کی جائے، وہ کفر ہی ہے۔یہی حکم تمام ''مومن بہ'' کا ہے۔

شرکیہ مذاہب مثلاً ہندودھرم تو وہ برہما، شیو، وشنو، رام وکرشن وغیرہ کو ماننے کا نام سناتن دھرم (ویدک دھرم/ برہمنی دھرم) ہے جو آج کل ہندوازم کے نام سے مشہور ہے۔ اہرمن ویزدان کو ماننے کا نام مجوسی دھرم ہے۔اسی طرح دیگر ادیان باطلہ ہیں۔

غیر مومن معبودان کفار منبع کفر ومرکز شرک ہیں۔ان سب کا کوئی وجود نہیں، بلکہ فرضی وجود ہے۔اگر ان معبودان باطل کا حقیقی وجود ہوتو معبودیت کے علاوہ دوسری حیثیت کا وجود ہوتا۔جب وجود حقیقی نہیں تو دیگر حیثیات کا اعتبار بھی نہیں ہوگا، نیز جتنے بھی جزئیات ایسے غیر مومن معبودان کفار سے متعلق نظر آئے، ان میں حکم مطلق ہے، حیثیات کا فرق کہیں بھی ملحوظ نہیں، جیسے ''مومن بہ'' میں حیثیات کا فرق ملحوظ نہیں۔

غیر مومن معبودان کفار پر کافر کا حکم کیسے منطبق ہوگا۔جس کا وجود ہی نہیں، نہ وہ مومن ہے، نہ کافر، پھر اس پر کافر کا حکم کیسے منطبق ہوگا ؟ حصہ اول (باب سوم تا ہفتم) میں دلائل وشواہد مرقوم ہیں۔ان شواہد سے بالکل واضح ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل ونسئل اللہ العفو والعافیۃ۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا کہ ایک نمازی مسلمان تصویر کو سجدہ کرتا ہے، وہ مومن ہے یا کافر؟ امام اہل سنت کے جواب کا ایک حصہ منقولہ ذیل ہے۔

''سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے، ضرور اس پر حکم کفر ہے۔کفر اگر چہ عقد قلبی ہے، مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں، یو ہیں بعض افعال بھی، جن کو شریعت نے ٹھہرادیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے، مگر کافر سے۔

انہیں میں سے اشیائے مذکورہ کو سجدہ کرنا ہے، یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا، یا کسی نبی کی شان میں گستاخی: کما صرح بہ علمائنا المتکلمون فی

المسايرة وشروح المقاصد والمواقف والفقه الاكبر وغيرها۔

یوہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہو تو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے: **لا شتراک العلة، بل لا فرق بينها وبين الوثن الا بالتسطيح بالتجسيم** ۔ اور اگر ایسی نہیں ہے تو اسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام وکبیرہ ہے، مگر کفر نہیں۔ جب تک بہ نیت عبادت نہ ہو"۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم جز دوم: ص114- رضا اکیڈمی ممبئی)

جو تصویر یا مجسمہ کفار کا معبود نہ ہو، اس کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے۔ ایسی تصویر کو سجدہ کرنا کفر اس وقت ہوگا جب سجدۂ عبادت کی نیت ہو۔ جو تصویر یا مجسمہ یا کوئی زندہ آدمی یا حیوان کفار کے معبود ہوں، ان کو سجدہ کرنا کفر ہے، کیوں کہ کفار اس کو معبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں، اور یہ آدمی کفر یہ عمل میں کفار کی مشابہت اختیار کر رہا ہے۔ یہ مشابہت کفر ہے۔

معبودان باطل کو سجدۂ تعظیمی وسجدۂ عبادت دونوں کفر ہے، کیوں کہ یہ علامت کفر ہے۔ معبودان باطل کے علاوہ دیگر مخلوقات کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے، سجدۂ عبادت کفر ہے۔

غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا اعتبار نہیں

مسلمین ومشرکین کی تعظیم وتنقیص میں حیثیتوں کا اعتبار ہے۔ اسی پر قیاس کر کے معبودان کفار میں بھی حیثیتوں کا اعتبار کر لیا گیا ہے، حالاں کہ اعتقادی مسائل میں قیاس جاری نہیں ہوتا ہے۔ "مومن بہ" اور "غیر مومن معبودان کفار" میں حیثیت کا اعتبار نہیں۔

بالفرض اگر کوئی شخص حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص نبی ورسول ہونے کی حیثیت سے نہ کرے، بلکہ بنی اسرائیل کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے کرے، تب بھی اس پر حکم کفر وارد ہوگا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نبی ورسول کی بے ادبی میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔ جس بھی حیثیت سے نبی ورسول کی تنقیص کی جائے، وہ کفر ہی ہے۔

گوتم بدھ ایک شہزادہ بھی ہے اور بودھ قوم کا معبود بھی ہے۔ کوئی مسلمان گوتم بدھ کے

مجسمہ کو شہزادہ سمجھ کر سجدۂ تعظیمی کرے، تب بھی حکم کفر ہوگا۔اس سے واضح ہوگیا کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کے کفر ہونے میں حیثیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ شہزادہ ہونے کی حیثیت سے گوتم بدھ کے مجسمہ کا سجدہ حرام ہو،اور معبود کفار ہونے کی حیثیت سے اس کے مجسمہ کا سجدہ کفر ہو، بلکہ ہر صورت میں گوتم بدھ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیغمبر اور اولوالعزم رسول ہیں،لیکن عیسائیوں نے ان کو معبود بنالیا ہے،لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجسمہ یا تصویر کو سجدہ کرنا کفر ہے، خواہ سجدۂ تعظیمی کرے، یا سجدۂ عبادت کرے،لیکن کسی دوسرے پیغمبر یا ولی کی تصویر،قبر یا مجسمہ کو سجدۂ تعظیمی حرام ہوگا۔ یہ کفر نہیں ہوگا۔حصہ اول:باب پنجم میں اس کی تفصیل ہے۔

سوال: کفار ومشرکین نے بعض انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بعض مومنین صالحین کو بھی معبود بنالیا ہے۔جب یہ نفوس قدسیہ بھی معبودان کفار ہیں تو کیا ان نفوس عالیہ کی بھی تعظیم وتوقیر نہیں کی جائے گی؟ان حضرات کی تعظیم وتوقیر کا حکم کیا ہے؟

جواب: آیت مقدسہ (**للّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین**)(سورہ منافقون:آیت 8) کے سبب ان نفوس قدسیہ کی تعظیم وتوقیر کی جائے گی،گرچہ کفار ومشرکین نے ان کو معبود بنالیا ہو۔ان کی تعظیم پر حکم کفر نہیں ہوگا۔یہ حضرات حکم سے مستثنیٰ ہیں۔اعتقادی مسائل میں قیاس جاری نہیں ہوتا ہے،لہٰذا ان نفوس قدسیہ کی تعظیم وتوقیر پر قیاس کر کے غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتوقیر کو جائز قرار دینا غلط ہے۔قیاس شرعی باب اعتقادیات میں دلیل نہیں۔

فصل سوم

علم عقائد کی حد اور علم فقہ کا دائرہ

''فقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال وحرام تک منتہیٰ''۔(فتاویٰ رضویہ:جلد نہم:ص 943)

ہر علم وفن کا خاص دائرہ ہے،مثلاً علم نحو میں عربی زبان کے قواعد وقوانین بیان کیے

جاتے ہیں۔فن منطق میں خطائی الفکر سے محفوظ رہنے کے اصول وضوابط کا بیان ہوتا ہے۔

علم فقہ میں عملی احکام کا بیان ہوتا ہے اور علم کلام میں اعتقادی مسائل بیان کیے جاتے ہیں۔ایمان وکفر کی بحث کا تعلق علم عقائد سے ہے،گرچہ فقہی کتابوں میں بھی ایمان وکفر کے مسائل کا بیان ہوتا ہے۔اسی طرح کلامی کتابوں میں ضمنی طور پر بعض فقہی مسائل کا بیان ہو جاتا ہے۔علوم وفنون کے دائرۂ بیان کی بحث فتاویٰ رضویہ کی درج ذیل عبارت میں ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''صدر کلام میں واضح ہو چکا کہ یہ کلام ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔استدلال مسئلہ منصوصہ میں طبع آزمائی مشائخ ہے۔فقہیات میں ائمہ کرام کے بعد مشائخ اعلام کی تقلید بھی علی الراس والعین کہ:

(علینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ کما لوافتونا فی حیاتھم)

(ہمارے ذمہ اسی کا اتباع ہے جسے ان حضرات نے راجح وصحیح قرار دیا،جیسے وہ اپنی زندگی میں ہمیں فتویٰ دیتے تو ہماری ذمہ داری یہی ہوتی۔ت)

مگر ہر سخن نکتہ وہر نکتہ مکانے دارد

(ہر بات میں کوئی نکتہ اور ہر نکتہ کا کوئی موقع ہوتا ہے۔ت)

موافق،مخالف سب اہل عقول کا قدیمی معمول کہ ہر فن کی بات اس کی حد تک محدود ومقبول۔تحقیق حلال وحرام میں فقہ کی طرف رجوع ہوگا اور صحت وضعف حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف۔طبی مسئلہ نحو سے نہ لیں گے،نہ نحوی طب سے۔

علما فرماتے ہیں:شروح حدیث میں جو مسائل فقہیہ کتب فقہ کے خلاف ہوں،مستند نہیں،بلکہ تصریح فرمائی کہ خود اصول فقہ کی کتابوں میں جو مسئلہ خلاف کتب فروع ہو،معتمد نہیں،بلکہ فرمایا جو مسئلہ کتب فقہ ہی میں غیر باب میں مذکور ہو،مسئلہ مذکور فی الباب کا مقادم نہ ہوگا کہ غیر باب میں کبھی تساہل راہ پاتا ہے:(**وقد بیناکل ذلک فی رسالتنا المبارکۃ ان شاء اللّٰہ تعالٰی فصل القضاء فی رسم الافتاء**) (یہ سب ہم نے اپنے رسالہ

:''فصل القضاء فی رسم الافتاء'' میں بیان کیا ہے جو بابرکت ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ت)

جو فرق مراتب گما کر خلط مبحث کرے، جاہل ہے یا غافل ذاہل۔ برزخ ومعاد امور غیبیہ ہیں جن میں قیاس واجتہاد کو دخل نہیں۔ ان کا پتا تو نبی امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے چل سکتا ہے، نہ مشائخ کی رائے سے، بلکہ علمائے کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایک، رسول کو سچا، جنت ونار کو موجود، سوال وعذاب ونعیم قبر کو حق جاننے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے، محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے۔ ہاں، عقائد میں کتاب وسنت واجماعِ اُمت وسواد اعظم اہل سنت کا اتباع ہے، اس لیے کہ خدا رسول نے ہمیں بتا دیا کہ اجماع ضلالت پر ناممکن اور سوادِ اعظم کا خلاف ابتداع ہے۔

اب کتاب مجید دیکھئے تو بلا شبہ ثابت فرما رہی ہے کہ روح میّت نہیں، روح بے ادراک نہیں، روح کے ادراک بدن پر موقوف نہیں، روح فنائے بدن کے بعد باقی ومدرک رہتی ہے برخلاف ان عبارات مشائخ کے جنھیں تم نے روح پر عمل کر کے صریح کتاب اللہ کے خلاف کر دیا۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنئے تو کیسی صریح وصحیح وجلیل وجزیل حدیثیں سماع موتیٰ ثابت فرما رہی ہیں جنھیں سن کر پتھر موم ہو جائے۔ اجماع مانگیے تو اس نقول او پر منقول، سواد اعظم درکار تو اس کا نمونہ مقصد سوم سے آشکار۔ یارب! پھر خلاف کی طرف راہ کدھر، بھلا یہ تو برزخ ومعاد کا مسئلہ ہے جن کے لیے کوئی فصل وباب کُتب فقہ میں نہ پائے گا کہ وہ بحث فقہ سے یکسر جدا ہیں۔

کسی قول یا فعل کا موجب کفر ہونا تو خود افعالِ مکلفین ہی سے بحث ہے۔ اس کے بیان کو کتب فقہ میں ''باب الردۃ'' مذکور اور صدہا اقوال وافعال پر انہی مشائخ کے بے شمار فتوائے کفر مسطور، مگر محققین محتاط تارکین تفریط وافراط باآں کہ سچے دل سے حنفی مقلد اور ان مشائخ کرام کے خادم ومعتقد ہیں۔ زنہار ان پر فتویٰ نہیں دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے احتراز

رکھتے، بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگر چہ دوسرے ہی مذہب کی دربارۂ اسلام مل جائے گی، اسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہولے، کافر نہ کہیں گے، وہی درمختار جس میں (اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه: الخ) تھا، اسی میں ہے:

(الفاظه تعرف فی الفتاوٰی بل افردت بالتالیف مع انه لا یفتی بالکفر بشیء منها الا فیما اتفق المشائخ علیه کما سیجیء–قال فی البحر: وقد الزمت نفیس ان لا افتی بشیء منها)

یعنی الفاظ کفر کتب فتاویٰ میں معروف ہیں، بلکہ ان کے بیان میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں، اس کے ساتھ ہی یہ کہ ان میں سے کسی کی بناء پر فتویٰ کفر نہ دیا جائے گا، مگر جہاں مشائخ کا اتفاق ثابت ہو جیسا کہ عنقریب کلام مصنف میں آتا ہے۔ بحرالرائق میں فرمایا: میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان میں سے کسی پر فتویٰ نہ دوں۔

تنویرالابصار میں ہے: **(لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولوروایة ضعیفة)**

کسی مسلمان کے کفر پر فتویٰ نہ دیا جائے، جب کہ اس کا کلام اچھے پہلو پر اتار سکیں، یا کفر میں خلاف ہو، اگر چہ ضعیف ہی روایت سے۔

ردالمحتار میں ہے: **(قال الخیر الرملی: اقول ولو کانت الروایة لغیر اهل مذهبنا ویدل علٰی ذلک اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعاً علیه)** یعنی علامہ خیرالدین رملی استاد صاحبِ دُرمختار نے فرمایا: اگر چہ وہ روایت دوسرے مذہب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی ہو، اس لیے کہ تکفیر کے لیے اُس بات کے کفر ہونے پر اجماع شرط ہے۔

یہ علامہ بحر صاحب البحر و علامہ خیر رملی و مدقق علائی دربارۂ تقلید جیسا تصلب شدید حق و سدید رکھنے والے ہیں، ان کی تصانیف جلیلہ بحر و اشباہ و رسائل زینیہ و درو فتاویٰ خیریہ وغیرہا کے مطالعہ سے واضح، مگر یہاں اُن کے کلمات دیکھئے کہ جب تک اجماع نہ ہو، فتویٰ مشائخ

پرعمل نہ کریں گے، ہم نے التزام کیا ہے کہ اس پرفتویٰ نہ دیں گے تو وجہ کیا، وہی کہ یہ بحث اگرچہ افعال مکلفین سے متعلق ہے، مگرفقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال وحرام تک منتہی ہوگیا۔

آگے کفر واسلام، اگرچہ یہ اعظم فرض وہ اخبث حرام، مگر اصالۃً اس مسئلہ کا فن علم عقائد وکلام۔ وہاں تحقیق ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریات دین سے کسی شئ کا انکار نہ ہو ،کفرنہیں تو ان کے غیر میں اجماع ہرگز نہ ہوگا، اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع رُک نہیں سکتا، لہٰذا تمام فتاویٰ ونقول سے قطع نظر کر کے مسائل اجماعیہ میں حصر فرما دیا''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: ص942-943- جامعہ نظامیہ لاہور)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب بست وششم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

قانون ماخذ اشتقاق اور اعتقادی مسائل

کھتائی خطاب پر بحث کرنے والی تحریروں میں جو اصول نقل فرمائے گئے کہ مادۂ اشتقاق کا اعتبار ہوگا۔فقہ حنفی کی مشہور ومعتبر حنفی کتابوں سے ہی بعض اعتقادی مسائل اس باب میں منقول ہیں جن سے واضح ہوجائے گا کہ اعتقادی مسائل میں مذکورہ فقہی اصول مدار حکم نہیں ،نیز اگر اعتقادی مسائل میں فقہی اصول پر عمل ہو،تب باب فقہیات کے چار مذاہب کی طرح اعتقادیات میں بھی چار مذاہب: حنفی ومالکی وشافعی وحنبلی ہوجائیں گے، کیوں کہ مذاہب اربعہ کے قیاسی واجتہادی اصول وقوانین یعنی اصول فقہ میں فرق ہے۔

مذکورہ بالا فقہی اصول وقوانین حنفی کتب سے منقول ہیں۔ضروری نہیں کہ فقہائے ثلاثہ کے اصول فقہ میں مذکورہ فقہی اصول کو قبول کیا جاتا ہو، کیوں کہ مذاہب اربعہ کے اصول فقہ میں فرق ہے۔اسی سبب سے فقہی جزئیات میں فرق واختلاف ہے۔

فصل اول

ہر مسئلہ میں حیثیت کا فرق اور ماخذ اشتقاق معتبر نہیں

امام ابن نجیم مصری حنفی نے کفری اقوال وافعال کی بحث میں رقم فرمایا:

(وَبِـوَضْـعِ قَـلَنْسُوَةِ الْمَجُوسِيِّ على رَأْسِهِ على الصَّحِيحِ إلَّا لِضَرُورَةِ دَفْعِ الْـحَـرِّ أو الْبَـرْدِ وَبِشَـدِّ الـزُّنَّارِ في وَسَطِهِ إلَّا إذَا فَعَلَ ذلک خَدِيعَةً في الْحَرْبِ وَطَلِيعَةً لِلْمُسْلِمِينَ.

وبقول(وبقوله)مُعَلِّمُ صِبْيَانِ الْيَهُودِ خَيْرٌ من الْمُسْلِمِينَ بِكَثِيرٍ فَإِنَّهُمْ يَقْضُونَ حُقُوقَ مُعَلِّمِي صِبْيَانِهِمْ–وَبِقَوْلِهِ:الْمَجُوسِيَّةُ خَيْرٌ مِمَّا أنا فيه يَعْنِي فِعْلَهُ–وَبِقَوْلِهِ النَّصْرَانِيَّةُ خَيْرٌ من الْمَجُوسِيَّةِ–لَا بِقَوْلِهِ:الْمَجُوسِيَّةُ شَرٌّ من النَّصْرَانِيَّةِ–وَبِقَوْلِهِ النَّصْرَانِيَّةُ خَيْرٌ من الْيَهُودِيَّةِ–وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ النَّصْرَانِيَّةُ شَرٌّ من الْيَهُودِيَّةِ.

وَبِقَوْلِهِ لِمُعَامَلَةُ الْكُفْرِ خَيْرٌ مِمَّا أنت تَفْعَلُ–عِنْدَ بَعْضِهِمْ مُطْلَقًا وَقَيَّدَهُ الْفَقِيهُ أبو اللَّيْثِ بِأَنْ يَقْصِدَ تَحْسِينَ الْكُفْرِ–لَا تَقْبِيحَ مُعَامَلَتِهِ.

وَبِخُرُوجِهِ إلَى نَيْرُوزِ الْمَجُوسِ–وَالْمُوَافَقَةِ مَعَهُمْ فِيمَا يَفْعَلُونَ في ذلك الْيَوْمِ–وَبِشِرَائِهِ يوم النَّيْرُوزِ شيء لم يَكُنْ يَشْتَرِيهِ قبل ذلك تَعْظِيمًا لِلنَّيْرُوزِ لَا لِلْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَبِإِهْدَائِهِ ذلك الْيَوْمَ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ بضيعة (بيضة)تَعْظِيمًا لِذَلِكَ الْيَوْمِ لَا بِإِجَابَتِهِ دَعْوَةَ مَجُوسِيٍّ حَلَقَ رَأْسَ وَلَدِهِ.

وَبِتَحْسِينِ أَمْرِ الْكُفَّارِ اتِّفَاقًا حتى قالوا لو قال:تَرْكُ الْكَلَامِ عِنْدَ أَكْلِ الطَّعَامِ من الْمَجُوسِيِّ حَسَنٌ أو تَرْكُ الْمُضَاجَعَةِ حَالَةَ الْحَيْضِ منهم حَسَنٌ فَهُوَ كَافِرٌ) (البحر الرائق: کتاب احکام المرتدین: جلد پنجم: ص133 - مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: صحیح قول کے مطابق اپنے سر پر مجوسی کی ٹوپی رکھنے سے کافر ہو جائے گا، مگر گرمی یا سردی دور کرنے کی ضرورت کے سبب اور اپنی کمر میں زنار باندھنے سے کافر ہو جائے گا، مگر جب یہ کام جنگ میں دھوکہ دینے کے لیے کرے اور مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش کے لیے کرے (تب کفر نہیں)

اور یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا کہ یہودی بچوں کے معلم مسلمانوں سے بہت اعتبار سے بہتر ہیں، کیوں کہ وہ اپنے بچوں کے معلم ہونے کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

اور یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا کہ مجوسیت اس سے بہتر ہے جس میں میں ہوں، یعنی جس کام میں میں ہوں اور یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا کہ نصرانیت مجوسیت سے بہتر ہے۔

یہ کہنے سے کافر نہیں ہوگا کہ مجوسیت نصرانیت سے بدتر ہے۔

اور یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا کہ نصرانیت یہودیت سے بہتر ہے۔

اور یہ کہنا جائز ہے کہ نصرانیت یہودیت سے بدتر ہے۔

اور یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا کہ کفر کا معاملہ بہتر ہے اس سے جو تم کرتے ہو۔

بعض کے یہاں یہ قول مطلقاً کفر ہے اور فقیہ ابواللیث نے اس کو اس سے مقید کیا کہ کفر کی تحسین کا قصد کرے تو کافر ہوگا، اس کے معاملہ کو برا بتانے کا قصد ہو تو کافر نہیں۔

اور مجوسیوں کے تہوار نوروز میں شریک ہونے سے اور اس دن کے مجوسیوں کے افعال میں ان کی موافقت کرنے سے کافر ہو جائے گا۔

اور نوروز کی تعظیم کے لیے اس دن ایسی چیز خریدنے سے کافر ہو جائے گا جو پہلے نہیں خریدتا تھا، (اس دن) کھانے پینے کے لیے (وہ چیز) خریدنے سے کافر نہیں ہوگا۔

اور اس دن کی تعظیم کے لیے اس دن مشرکین کو تحفہ دینے سے کافر ہو جائے گا، گرچہ ایک انڈا تحفہ دے۔ مجوسی کے بیٹے کے سر منڈن کی دعوت قبول کرنے سے کافر نہیں ہوگا۔

اور کفار کے کسی کام کو اچھا بتانے سے بالاتفاق کافر ہو جائے گا، یہاں تک کہ فقہا نے فرمایا کہ اگر کھانے کے وقت مجوسیوں کے بات نہ کرنے کو اچھی بات کہے یا حالت حیض میں بیوی کے ساتھ نہ لیٹنے کو مجوسیوں کی اچھی بات کہے، وہ کافر ہے۔

منقولہ بالا اقتباس میں ہے: (**وبقوله: مُعَلِّمُ صِبْيَانِ الْيَهُودِ خَيْرٌ من الْمُسْلِمِينَ بِكَثِيرٍ فَإِنَّهُمْ يَقْضُونَ حُقُوقَ مُعَلِّمِي صِبْيَانِهِم**)

یعنی کسی نے کہا کہ یہودی بچوں کے معلم مسلمانوں سے بہت اعتبار سے بہتر ہیں،

کیوں کہ وہ بچوں کے معلم ہونے کے حقوق ادا کرتے ہیں (تو ایسا کہنا کفر ہے)

مذکورہ بالا جزئیہ میں ایک یہودی معلم کو معلم ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ بہتر ہونے کی وجہ بھی بتادی گئی ہے کہ یہودی معلم معلّمی ومدرسی کے حقوق ادا کرتے ہیں ،لہٰذا وہ مسلمانوں سے بہتر ہے۔قائل نے یہودی معلم کو یہودی ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں سے بہتر قرار نہیں دیا ہے، نہ ہی من کل الوجوہ بہتر قرار دیا ہے۔

اگر من کل الوجوہ بہتر قرار دیتا،تب ارشاد الٰہی (وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ) کی مخالفت ہوتی ۔یہودی معلم کو معلم ہونے کی حیثیت سے بہتر قرار دیا گیا،من کل الوجوہ بہتر نہیں کہا، پھر بھی اس قول کو کفریہ قرار دیا گیا اور مادۂ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

مذکورہ جزئیہ میں معلم کا مادۂ اشتقاق تعلیم ہے۔اگر محض تعلیم وتدریس کے اعتبار سے کسی غیر مسلم کو مسلمان سے بہتر کہے تو بظاہر اسلام کے کسی اصول کی مخالفت نہیں۔اگر ''خیر'' کو مدار حکم مانا جائے تو جب کسی کافر کو مومن سے من کل الوجوہ بہتر قرار دے،تب حکم کفر ہونا چاہئے۔قائل نے ''خیریت مطلقہ'' کی بات نہیں کہی ، بلکہ خیریت مقیدہ کی بات کہی ہے اور وجہ خیریت کی صراحت بھی کردی،اسی لیے متکلمین کے یہاں مذکورہ قول پر حکم کفر وارد نہیں ہوگا، بلکہ مذاہب اربعہ کے فقہائے کرام کا بھی اس کے کفر ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں مادۂ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔مادۂ اشتقاق کا لحاظ فقہی مسائل میں ہوگا اور علت کے ذریعہ علم فقہ کے غیر منصوص مسائل کا حکم بیان کیا جائے گا۔

مذکورہ مسئلہ میں یہودی بچے اور اس کے معلم کے ذکر سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ معلم، یہودی مذہب کی تعلیم یہودی بچوں کو دیتا ہو، اور خود بھی یہودی ہو۔ یہودی مذہب کی تعلیم مذہب اسلام کی تعلیم سے بہتر نہیں، کیوں کہ یہودی مذہب کی تعلیم خلاف اسلام ہے اور اسلام خیر ہے اور خلاف اسلام شر ہے، پس یہ تعلیم خود شر ہے۔شر کی تعلیم دینے والا بھی شر ہوگا،

نہ کہ خیر۔ایسا آدمی جاہل مسلمانوں سے بھی بدتر ہوگا، کیوں کہ مسلمان کفر کی تعلیم نہیں دیتے۔

یہودی معلم یہودی مذہب کے اصول وضوابط کے مطابق معلّمی کے حقوق ادا کرتا ہے، اور یہودی مذہب کے حقوق معلّمی، مذہب اسلام کے حقوق معلّمی سے بہتر نہیں، پھران اصول پر عمل کرنے والا مسلمانوں سے بہتر کیسے ہوسکتا ہے۔گرچہ قائل نے یہودی معلم کومن کل الوجوہ مسلمانوں سے بہتر نہیں کہا،لیکن حقوق معلّمی کی ادائیگی میں بہتر کہا۔یہودی مذہب کے حقوق معلّمی، مذہب اسلام کے حقوق معلّمی کے اعتبار سے خیر نہیں، لہٰذا مذکورہ جزئیہ میں خلاف اسلام اصول کو اسلامی اصول سے بہتر کہنا لازم آیا اور غیر اسلامی اصول کو اسلامی اصول سے بہتر کہنا کفر ہے۔گرچہ قائل نے یہودی اصول کے اسلامی اصول سے بہتر ہونے کی صراحت نہیں کی،لیکن اس کے قول سے یہ لازم آیا، پس کفر لزومی ثابت ہوگیا۔

لفظ خیر اور لفظ شرعربی زبان میں اسم تفضیل ہیں۔دونوں لفظ اصل میں ''اخیر''اور ''اشر''ہیں۔کثرت استعمال کے سبب الف (ہمزۂ تفضیل) حذف ہوگیا ہے۔

اسلام کے علاوہ تمام مذاہب دربار الٰہی میں نا قابل قبول اور مردود ہیں، لہٰذا تمام ادیان باطلہ شر ہیں، خیر نہیں۔ادیان باطلہ کو خیر کہنا قرآن کی مخالفت ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

(وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ)(سورہ آل عمران: آیت85)

ترجمہ:اور جو اسلام کے سوا دین چاہے گا، وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

(کنز الایمان)

جو مذہب دربار الٰہی میں قابل قبول نہیں، وہ خیر کیسے ہوسکتا ہے۔یہودی مذہب اور نصرانی مذہب بھی آسمانی مذاہب ہیں،لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کے بعد یہ مذاہب منسوخ ہوگئے اور ان مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے مذاہب میں تحریف بھی کردی۔منسوخ ومحرف مذہب یعنی انسانوں کا خود ساختہ مذہب خیر نہیں ہوسکتا۔

لفظ خیر کے دو معانی

امام ابن عابدین شامی نے رقم فرمایا کہ لفظ خیر کے دو معانی ہیں۔ایک معنی ہے: افضل وبہتر ہونا۔ دوسرا معنی ہے: قلیل الضرر ہونا۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے ادیان باطلہ میں سے بعض کو بعض سے خیر وبہتر کہنا کفر نہیں اور معنی اول کے اعتبار سے کسی دین باطل کو خیر کہنا کفر ہے، کیوں کہ کسی دین باطل میں کچھ خیر نہیں، بلکہ جو کچھ ہے، سب شر ہے۔علامہ شامی کی طویل عبارت عنوان ''لفظ خیر کے معانی اور شرعی احکام'' کے ذیل میں درج ہے۔

اگر کہا جائے کہ مومن کافر سے بہتر (خیر) ہے تو یہ بالکل صحیح ہے۔اس کا بیان قرآن مقدس میں ہے۔فرمان خداوندی ہے: (وَلَعَبْدٌ مُّؤمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ)

اگر کہا جائے کہ نصرانی مجوسی سے خیر ہے۔نصرانی یہودی سے خیر ہے اور لفظ خیر کا معنی اول مراد ہو تو ایسے تمام کلمات کفریہ ہیں، کیوں کہ کوئی دین باطل خیر نہیں۔تمام ادیان باطلہ شر ہی شر ہیں۔اگر لفظ خیر کو معنی دوم کے اعتبار سے استعمال کیا جائے یعنی قلیل الضرر کے معنی میں استعمال کیا جائے تو ادیان باطلہ میں سے ایک کو دوسرے کی بہ نسبت خیر کہنا کفر نہیں، گر چہ معنی اول کے اعتبار سے کوئی دین باطل خیر نہیں، لیکن بعض دین باطل کا ضرر ونقصان کم اور بعض کا ضرر ونقصان زیادہ ہوسکتا ہے۔

نصرانی مجوسی سے بہتر ہے۔نصرانی یہودی سے بہتر ہے۔اس قسم کے جملوں میں معنی اول مراد ہو تو کفر ہے۔ یہاں نصرانی ومجوسی ویہودی کے مادۂ اشتقاق وماخذ یعنی نصرانیت، یہودیت ومجوسیت کا کوئی لحاظ نہیں، بلکہ اسلام کے اصول کا لحاظ ہے، پس مادۂ اشتقاق وماخذ کا لحاظ اعتقادی مسائل میں نہیں، بلکہ اس مسئلہ سے متعلق اسلام کے اصول کا لحاظ ہے۔

لفظ خیر کے معانی اور شرعی احکام

جو باتیں اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ان کی تفصیل مندرجہ ذیل عبارتوں میں

ہے۔ان عبارتوں میں مذاہب باطلہ اوران کے متبعین کوایک دوسرے کی بہ نسبت خیر کہنے کو کفرقرار دیا گیا، پھرلفظ خیر کے معنی دوم کے اعتبار سے جواز کی صورت بھی بیان کی گئی ہے۔

(1) امام ابن نجیم مصری حنفی: زین الدین بن ابراہیم (۹۲۶ھ-۹۷۰ھ) نے رقم فرمایا:

(ولم يَقُلُ الْمُصَنِّفُ: وَالْكِتَابِيُّ خَيْرٌ من الْمَجُوسِيِّ كما في الْمُحِيطِ وَبَعْضِ الْكُتُبِ-لِأَنَّهُ لا خَيْرَ في دَيْنِ هَؤُلَاءِ الطَّائِفَةِ وَلَكِنْ في كُلٍّ مِنْهُمَا خِلَافُ الْخَيْرِ-وفي الْمَجُوسِيَّةِ أَكْثَرُ فَيَكُونُ شَرًّا منهما

وفي الْخُلَاصَةِ من كِتَابِ أَلْفَاظِ التَّكْفِيرِ: لو قال: النَّصْرَانِيَّةُ خَيْرٌ من الْيَهُودِيَّةِ يَكْفُرُ-وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ: الْيَهُودِيَّةُ شَرٌّ من النَّصْرَانِيَّةِ-اھ

فَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّهُ لو قال: الْكِتَابِيُّ خَيْرٌ من الْمَجُوسِيِّ يَكْفُرُ مع أَنَّ هذه الْعِبَارَةَ وَقَعَتْ لِبَعْضِ مَشَايِخِنَا كما سَمِعْت إلَّا أَنْ يُقَالَ بِالْفَرْقِ وهو الظَّاهِرُ -لِأَنَّهُ لا خَيْرِيَّةَ لِإِحْدَى الْمِلَّتَيْنِ على الْأُخْرَى في أَحْكَامِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ- بِخِلَافِ الْكِتَابِيِّ بِالنِّسْبَةِ إلَى الْمَجُوسِيِّ لِلْفَرْقِ بين أحكامها(أحكامهما) في الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وفي الْخَبَّازِيَّةِ ما يَقْتَضِي أَنَّ الْمَنْعَ إنَّمَا هو لِتَفْضِيلِ النَّصْرَانِيَّةِ على الْيَهُودِيَّةِ وَالْأَمْرُ بِالْعَكْسِ لِأَنَّ الْيَهُودَ نِزَاعُهُمْ في النُّبُوَّاتِ وَالنَّصَارَى في الْإِلَهِيَّاتِ فَالنَّصَارَى أَشَدُّ كُفْرًا-اھ

وَفِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّهُ لو كان كَذَلِكَ لم يَصِحَّ قَوْلُهُ في الْخُلَاصَةِ: وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ الْيَهُودِيَّةُ شَرٌّ من النَّصْرَانِيَّةِ فَعُلِمَ أَنَّ التَّكْفِيرَ إنَّمَا هو لِأَجْلِ إثْبَاتِ الْخَيْرِيَّةِ لِلْكَافِرِ-وَلِذَا قال في جَامِعِ الْفُصُولَيْنِ لو قال النَّصْرَانِيَّةُ خَيْرٌ من الْمَجُوسِيَّةِ كَفَرَ-وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ الْمَجُوسِيَّةُ شَرٌّ من النَّصْرَانِيَّةِ-اھ)

(البحر الرائق: باب نکاح الکافر: جلد سوم: ص225-مکتبہ شاملہ)

اگر کہا جائے کہ نصرانیت یہودیت سے بہتر ہے، تو یہ کفر ہے۔

امام ابن نجیم مصری کے قول (**فَعُلِمَ أَنَّ التَّكْفِيرَ إِنَّمَا هو لِأَجْلِ إِثْبَاتِ الْخَيْرِيَّةِ لِلْكَافِرِ**) سے واضح ہو گیا کہ کفر کا سبب کافر وکفر کے لیے خیر ہونے کا اثبات ہے، کیوں کہ کفر شر ہے۔ صرف اسلام خیر ہے۔ صرف اسلام اور مسلم کو خیر کہا جائے گا۔

(2) امام عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان آفندی حنفی نے رقم فرمایا: (**وبقوله: النصرانية خير من اليهودية-لأنه أثبت الخيرية لما هو قبيح شرعا وعقلا ثابت قبحه بالقطعي**) (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر: جلد دوم: ص511-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا کہ نصرانیت یہودیت سے بہتر ہے، کیوں کہ اس نے اس کے لیے خیر ہونا ثابت کر دیا جو شرعاً اور عقلاً قبیح ہے، اس کا برا ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہے۔

تمام مذاہب باطلہ شر ہیں۔ دلیل قطعی سے ان مذاہب کا شر ہونا ثابت ہے، پس کسی بھی مذہب باطل کو خیر کہنا کفر ہوگا۔

(3) امام حصکفی حنفی نے رقم فرمایا: (**وَفِي جَامِعِ الْفُصُولَيْنِ: لَوْ قَالَ: النَّصْرَانِيَّةُ خَيْرٌ مِنْ الْيَهُودِيَّةِ أَوْ الْمَجُوسِيَّةِ كَفَرَ لِإِثْبَاتِهِ الْخَيْرَ لِمَا قَبُحَ بِالْقَطْعِيِّ.**

لَكِنْ وَرَدَ فِي السُّنَّةِ أَنَّ الْمَجُوسَ أَسْعَدُ حَالَةً مِنْ الْمُعْتَزِلَةِ لِإِثْبَاتِ الْمَجُوسِ خَالِقَيْنِ فَقَطْ وَهَؤُلَاءِ خَالِقًا لَا عَدَدَ لَهُ-بَزَّازِيَّةٌ وَنَهْرٌ)

(الدر المختار: جلد سوم: ص217-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: جامع الفصولین میں ہے: اگر کہے کہ نصرانیت یہودیت یا مجوسیت سے بہتر ہے تو کافر ہو گیا، کیوں کہ اس نے اس کے لیے خیر ثابت کر دیا جو قطعی دلیل کے اعتبار سے قبیح

ہے،لیکن حدیث شریف میں وارد ہوا کہ مجوس معتزلہ سے اچھی حالت میں ہیں، کیوں کہ مجوس نے صرف دو خالق ثابت کیا اور معتزلہ نے بے شمار خالق ثابت کیا۔(فتاویٰ بزازیہ والنہرالفائق شرح کنزالدقائق)

جامع الفصولین کی عبارت (لِإِثْبَـاتِهِ الْخَيْرَ لِمَا قَبُحَ بِالْقَطْعِيّ) سے واضح ہو گیا کہ کفر کا سبب اس کو خیر کہنا ہے جس کا شر ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

(4)امام شامی نے رقم فرمایا:(قَوْلُهُ كَفَرَ إلَخْ) قَالَ فِي الْبَحْرِ :هَذَا يَقْتَضِي أَنَّهُ لَـوْ قَـالَ الْـكِتَـابِـيَّ خَيْـرٌ مِـنْ الْـمَجُوسِيِّ يَكْفُرُ مَعَ أَنَّ هَذِهِ الْعِبَارَةَ وَقَعَتْ فِي الْـمُـحِيـطِ وَغَيْـرِهِ–إلَّا أَنْ يُـقَـالَ بِالْفَرْقِ وَهُوَ الظَّاهِرُ لِأَنَّهُ لَا خَيْرِيَّةَ لِإِحْدَى الْـمِـلَّتَيْـنِ أَيْ الْيَهُـودِيَّةِ وَالـنَّـصْـرَانِيَّةِ عَـلَـى الْأُخْـرَى فِي أَحْكَـامِ الدُّنْيَـا وَالْآخِرَةِ،بِخِلَافِ الْـكِتَـابِيِّ بِالنِّسْبَةِ إلَى الْمَجُوسِيِّ لِلْفُرْقَةِ بَيْنَ أَحْكَامِهِمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ–اه

قُلْت: وَهَذَا كَلَامٌ غَيْرُ مُحَرَّرٍ.

أَمَّـا أَوَّلًا فَلِأَنَّهُ مُخَالِفٌ لِمَا حَرَّرَهُ مِنْ أَنَّ النَّصْرَانِيَّ شَرٌّ مِنْ الْيَهُودِيِّ فِي الـدُّنْيَـا وَالْآخِرَةِ كَمَا تَقَدَّمَ–وَأَمَّا ثَانِيًا فَلِأَنَّ عِلَّةَ الْإِكْفَارِ هِيَ إثْبَاتُ الْخَيْرِ لِمَا قَبُـحَ قَـطْعًا–لَا لِعَدَمِ خَيْرِيَّةِ إحْدَى الْمِلَّتَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى لِأَنَّهُ لَوْ كَانَتْ الْعِلَّةُ هَـذِهِ لَـمْ يَلْزَمْ الْإِكْفَارُ–وَحِينَئِذٍ فَالْقَوْلُ بِأَنَّ النَّصْرَانِيَّةَ خَيْرٌ مِنْ الْيَهُودِيَّةِ مِثْلُ الْـقَـوْلِ بِـأَنَّ الْـكِتَابِيَّ خَيْرٌ مِنْ الْمَجُوسِيِّ لِأَنَّ فِيهِ إثْبَاتَ الْخَيْرِيَّةِ لَهُ مَعَ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِيهِ قَطْعًا–وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ شَرًّا فَالظَّاهِرُ عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ الْعِبَارَتَيْنِ.

وَأَنَّ مَـا فِـي الْـمُـحِيـطِ وَغَيْـرِهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ بِذَلِكَ–وَلَعَلَّ وَجْهَـهُ أَنَّ لَـفْـظَ خَيْرٍ قَدْ يُرَادُ بِهِ مَا هُوَ أَقَلُّ ضَرَرًا كَمَا يُقَالُ فِي الْمِثْلِ:الرَّمَدُ

خَيْرٌ مِنْ الْعَمَى-وَكَقَوْلِ الشَّاعِرِ:وَلَكِنْ قَتْلُ الْحُرِّ خَيْرٌ مِنْ الْأَسْرِ.

ثُمَّ رَأَيْت فِي آخِرِ الْمِصْبَاحِ أَنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ يَقُولُونَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ هَذَا -وَمُرَادُهُمْ أَنَّهُ أَقَلُّ ضَعْفًا وَلَا يُرِيدُونَ أَنَّهُ صَحِيحٌ فِي نَفْسِهِ-ا ه

وَهَذَا عَيْنُ مَا قُلْته-وَلِلَّهِ الْحَمْدُ حِينَئِذٍ،فَالْقَوْلُ بِالْإِكْفَارِ مَبْنِيٌّ عَلَى إرَادَةِ ثُبُوتِ الْخَيْرِيَّةِ سَوَاءٌ اُسْتُعْمِلَ أَفْعَلُ التَّفْضِيلِ عَلَى بَابِهِ أَوْ أُرِيدَ أَصْلُ الْفِعْلِ كَمَا فِي أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ-وَالْقَوْلُ بِعَدَمِهِ مَبْنِيٌّ عَلَى مَا قُلْنَا-وَاَللَّهُ أَعْلَمُ

(قَوْلُهُ لَكِنْ وَرَدَ فِي السُّنَّةِ:إلَخْ)يُوهِمُ أَنَّ هَذَا حَدِيثٌ،وَلَيْسَ كَذَلِكَ.

وَعِبَارَةُ الْبَزَّازِيَّةِ:وَالْمَذْكُورُ فِي كُتُبِ أَهْلِ السُّنَّةِ-إلَخْ.

وَوَجْهُ الِاسْتِدْرَاكِ أَنَّ تَعْبِيرَ عُلَمَاءِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْقَوْلِ بِأَنَّ النَّصْرَانِيَّةَ خَيْرٌ مِنْ الْيَهُودِيَّةِ وَبِأَنَّ الْكِتَابِيَّ خَيْرٌ مِنْ الْمَجُوسِيِّ لِأَنَّ فِيهِ إثْبَاتَ أَسْعَدِيَّةِ الْمَجُوسِ وَخَيْرِيَّتِهِمْ عَلَى الْمُعْتَزِلَةِ.

قَالَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ:أُجِيبَ عَنْهُ بِأَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ هُوَ كَوْنُهُمْ خَيْرًا مِنْ كَذَا مُطْلَقًا لَا كَوْنُهُمْ أَسْعَدَ حَالًا بِمَعْنَى أَقَلَّ مُكَابَرَةً وَأَدْنَى إثْبَاتًا لِلشِّرْكِ،إذْ يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ كُفْرُ بَعْضِهِمْ أَخَفُّ مِنْ بَعْضٍ وَعَذَابُ بَعْضٍ أَدْنَى مِنْ بَعْضٍ وَأَهْوَنُ-أَوْ الْحَالُ بِمَعْنَى الْوَصْفِ كَذَا قِيلَ وَلَا يَتِمُّ-اه

أَيْ لَا يَتِمُّ هَذَا الْجَوَابُ لِأَنَّهُ إذَا صَحَّ تَأْوِيلُ هَذَا بِمَا ذُكِرَ صَحَّ تَأْوِيلُ ذَاكَ بِمِثْلِهِ-وَكَوْنُ أَسْعَدَ مُسْنَدًا إلَى الْحَالِ لِأَنَّهُ فَاعِلٌ مَعْنًى أَوْ كَوْنَ الْحَالِ بِمَعْنَى الْوَصْفِ لَا يُفِيدُ.

قَالَ فِي النَّهْرِ:لَكِنْ مُقْتَضَى مَا مَرَّ عَنْ جَامِعِ الْفُصُولَيْنِ الْقَوْلُ بِالْكُفْرِ فِي الصُّورَتَيْنِ،وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِلتَّعْلِيلِ الْأَوَّلِ،وَكَأَنَّهُ الَّذِي عَلَيْهِ الْمُعَوَّلُ-اه

وَفِيهِ أَنَّ مَا مَرَّ عَنْ الْفُصُولَيْنِ مَعَ تَعْلِيلِهِ هُوَ مَحَلُّ النِّزَاعِ، فَالتَّحْرِيرُ أَنَّ

فِی الْمَسْأَلَةِ قَوْلَیْنِ وَأَنَّ الَّذِی عَلَیْهِ الْمُعَوَّلُ،الْجَوَازُ لِمَا سَمِعْت مِنْ وُقُوعِهِ فِی کَلَامِهِمْ(قَوْلُهُ خَالِقَیْنِ)هُمَا النُّورُ الْمُسَمَّی یَزْدَانُ وَالظُّلْمَةُ الْمُسَمَّاةُ أَهْرَمُنُ ح(قَوْلُهُ خَالِقًا لَا عَدَدَ لَهُ)أَیْ حَیْثُ قَالُوا:إنَّ الْحَیَوَانَ یَخْلُقُ أَفْعَالَهُ الِاخْتِیَارِیَّةَ ح) (ردالمختار جلد دہم:ص327-328-مکتبہ شاملہ)

علامہ شامی کے قول (عِلَّةَ الْإِکْفَارِ هِیَ إثْبَاتُ الْخَیْرِ لِمَا قُبْحَ قَطْعًا) سے واضح ہوگیا کہ کسی کفری مذہب کو خیر کہنے پر کافر ہونے کا سبب مذاہب باطلہ کو خیر کہنا ہے، حالاں کہ قطعی دلیل سے تمام مذاہب باطلہ کا شر ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

علامہ شامی کے قول (وَأَنَّ مَا فِی الْمُحِیطِ وَغَیْرِهِ دَلِیلٌ عَلَی أَنَّهُ لَا یَکْفُرُ بِذَلِکَ-وَلَعَلَّ وَجْهَهُ أَنَّ لَفْظَ خَیْرٍ قَدْ یُرَادُ بِهِ مَا هُوَ أَقَلُّ ضَرَرًا) سے واضح ہوگیا کہ خیر کا معنی دوم یعنی قلیل الضرر ہونا مراد ہوتو ادیان باطلہ کو خیر کہنا کفر نہیں۔

علامہ شامی کے قول (فَالْقَوْلُ بِالْإِکْفَارِ مَبْنِیٌّ عَلَی إرَادَةِ ثُبُوتِ الْخَیْرِیَّةِ سَوَاءٌ اُسْتُعْمِلَ أَفْعَلُ التَّفْضِیلِ عَلَی بَابِهِ أَوْ أُرِیدَ أَصْلُ الْفِعْلِ کَمَا فِی أَیُّ الْفَرِیقَیْنِ خَیْرٌ-وَالْقَوْلُ بِعَدَمِهِ مَبْنِیٌّ عَلَی مَا قُلْنَا-وَاَللَّهُ أَعْلَم) سے واضح ہوگیا کہ کفر وعدم کفر کا مدار اسلامی اصول پر ہے، یعنی ادیان باطلہ کو خیر کہنا کفر ہے، کیوں کہ قطعی دلیل سے مذاہب باطلہ کا شر وقبیح ہونا ثابت ہے۔اگر مادۂ اشتقاق وماخذ کے لحاظ سے حکم ہوتا تو ہر صورت میں حکم کفر ہوتا، کیوں کہ مادۂ اشتقاق وماخذ ہر صورت میں ثابت وموجود ہے۔

(5) کفار ومشرکین کے تمام طبقات یکساں نہیں، بلکہ بعض بعض سے بدتر ہیں۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:''نفرت دینیہ، مکروہ تنزیہی واسائت، مکروہ تحریمی، وحرام صغیرہ وکبیرہ ومراتب بدعت وضلال وانواع کفر وارتداد سب سے حسب مرتبہ ہے جس کے درجات مستحب سے فرض اعظم، بلکہ ضروریات دین تک ہوں

گے،لیکن جو اخبث مراتب سے نفرت نہ کرے،ادون سے ادعائے نفرت میں جھوٹا ہے۔

مکروہ تنزیہی سے اسائت بری ہے، اسائت سے مکروہِ تحریمی بدتر ہے، اس سے کبائر اپنے اپنے مرتبہ پر بدتر ہیں اوران سے بدعت وضلال بدتر ہیں اوران کے بھی مدارج مختلف ہیں اوران سب سے کفر بدتر ہے،اوراس میں بھی مراتب ہیں کفر اصلی سے ارتداد بدتر اوراس میں بھی ترتیب ہے۔کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اوراس سے بدتر مجوسیت، اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سب سے بدتر اورخبیث تر دیوبندیت،افعال کیسے ہی شنیع ہوں کسی کفر کی شناعت کونہیں پہنچ سکتے ،مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بدتر از بدتر سے بدتر ،کافروں، بت پرستوں سے اتحادووداد منایا جاتا ہے۔

کیسا وداد، کہاں کا اتحاد، بلکہ غلامی وانقیاد، اوران سے بھی بدتر کفار وہابیہ کواپنی مجلسوں کی صدارتیں دی جاتی ہیں اوران تمام بدتر از بدتر سے بدتر دیوبندیت کے سر مشیخیت ہند کی پگڑی باندھنے کی فکر کی جاتی ہے۔جب مشرکین ومرتدین سے یہ کچھ اتحاد ہے تو کسی فعل ومعصیت سے نفرت کا ادعا محض سفید جھوٹ ہے۔اگرتمہاری نفرت اللہ کے لیے ہوتی تو افعال سے ایک درجہ ہی، بت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی۔اگر بت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی،دیوبندیوں سے کروڑ درجہ ہوتی تو نفرت کے دعوے محض مکروفریب ہیں۔

(یخٰدعون اللّٰہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون)

آیہ کریمہ:**(لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخریوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ)** کی تلاوت اس جدید پارٹی کے لیے(**رب تالی القراٰن والقراٰن یلعنہ**) کی پوری مصداق ہے۔

کیابت پرست ووہابیہ ودیوبندیہ ''**من حاد اللّٰہ ورسولہ**''،میں داخل نہیں؟ ضرور ہیں۔کیا یہ پارٹی ان سے وداد واتحاد کرکے ''**یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ**''، میں داخل نہ ہوئے؟ضرور ہوئے،اوریہی آیہ کریمہ فرمارہی ہے کہ جو ''**یوادون من حاد اللّٰہ**

ورسوله ''ہیں وہ ''یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر ''نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم :ص3-4-رضا اکیڈمی ممبئ)

معلم صبیان یہود کا مسئلہ اور فقہ حنفی

امام ابن نجیم مصری نے کفری افعال واقوال کے بیان میں رقم فرمایا:(وبقوله:مُعَلِّمُ صِبْيَانِ الْيَهُودِ خَيْرٌ من الْمُسْلِمِينَ بِكَثِيرٍ فَإِنَّهُمْ يَقْضُونَ حُقُوقَ مُعَلِّمِي صِبْيَانِهِم) (البحرالرائق: کتاب احکام المرتدین: جلد پنجم :ص133-مکتبہ شاملہ)

یعنی کسی نے کہا کہ یہودی بچوں کے معلم مسلمانوں سے بہت اعتبار سے بہتر ہیں ، کیوں کہ وہ اپنے بچوں کے معلم ہونے کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

اس قول سے یہودی کا مومن سے افضل ہونا لازم آیا، لہٰذا کفر لزومی کا حکم ہوگا۔

مذکورہ جزئیہ میں ایک یہودی معلم کو معلم ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ بہتر ہونے کی وجہ بھی بتادی گئی کہ یہودی معلم معلّمی ومدرسی کے حقوق ادا کرتے ہیں۔قائل نے یہودی معلم کو یہودی ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں سے بہتر قرار نہیں دیا، نہ ہی من کل الوجوہ بہتر قرار دیا۔اگر من کل الوجوہ بہتر قرار دیتا،تب (ولعبد مؤمن خیر من مشرک) کی مخالفت ہوتی ۔یہودی معلم کو معلم ہونے کی حیثیت سے بہتر قرار دیا،من کل الوجوہ بھی بہتر نہیں کہا، پھر بھی اس قول کو کفریہ قرار دیا گیا اور مادۂ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

وجہ کفر کی تفصیل ماقبل میں مرقوم ہوئی کہ جس امر کا قبیح ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہو، اس کو خیر کہنا کفر ہے۔اس کو خیر کہنے سے قطعی دلیل کی مخالفت وانکار ہے۔معلم صبیان یہود کو مسلمانوں سے بہتر کہنے کے مسئلہ سے متعلق فقہائے شوافع کی رائے مندرجہ ذیل ہے۔

معلم صبیان یہود کا مسئلہ اور فقہ شافعی

(1)امام ابن حجر ہیتمی شافعی نے رقم فرمایا:(قال الشیخان عنهم:لو قال:معلم

الصبیان الیھود خیر من المسلمین بکثیر لانھم یقضون حقوق معلمی صبیانھم کفر-قالوا:ولو قال:النصرانیة خیر من المجوسیة کفر-ولو قال: المجوسیة شر من النصرانیة لا یکفر-زاد النووی:قلت:الصواب لایکفر بقولہ:النصرانیة خیر من المجوسیة،الا ان یرید انھا دین حق الیوم-انتھی.

وظاھر کلامہ تقریر الرافعی علی تقدیرہ لھم فی کفر المعلم-لکن ینبغی ان محلہ ما اذا قصد الخیریة المطقة-فان اراد الخیریة فی الاحسان للمعلم ومراعاتہ لم یکفر-وان اطلق فھو محل نظر-والاقرب عدم الکفر)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص234-235-دار ایلاف کویت)

امام ہیتمی مکی شافعی نے فرمایا کہ مذہب شافعی کے صاحب الترجیح فقیہ،امام رافعی کبیر وامام نووی علیہما الرحمۃ والرضوان نے فقہائے احناف سے نقل کر کے فرمایا کہ جو یہودی بچوں کے معلم کو مسلمانوں سے متعدد وجوہ سے بہتر کہے اور بہتر ہونے کی وجہ یہ بتائے کہ یہودی معلم اپنے معلّمی کے حقوق ادا کرتے ہیں،تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔امام ہیتمی نے فرمایا کہ مذہب شافعی کے دونوں اصحاب الترجیح نے اس قول کو حنفی فقہا سے نقل کر کے سکوت فرمایا، گویا کہ دونوں اسے قبول فرما رہے ہیں،لیکن یہ اس وقت ہے جب خیریت مطلقہ مراد ہو۔

اگر قائل کی مراد یہ ہو کہ یہودی معلم حقوق معلّمی کی رعایت کرتے ہیں تو یہ کفر نہیں اور اگر مطلق رکھا جائے کہ خیریت مطلقہ مراد ہو، یا خیریت مقیدہ، ہر صورت میں کفر ہے تو یہ محل نظر ہے اور عدم کفر زیادہ قریب ہے۔دیگر شافعی فقہا بھی عدم کفر کی طرف گئے۔

(2)امام تقی الدین حصنی دمشقی شافعی(۷۵۲ھ-۸۲۹ھ)نے رقم فرمایا:

(ولو قال:معلم الصبیان إن الیھود خیر من المسلمین بکثیر لأنھم یقضون حقوق معلمی صبیانھم کفر-کذا نقلہ الرافعی عن اصحاب أبی

حنیفة رضی اللّٰہ عنه وسکت علیه وتبعه النووی-قلت:وھذا اللفظ کثیر الوقوع من الصنائعیة والمتعیشة-وفی التکفیر بذلک نظر ظاھر إذ إخراج مسلم عن دینه بلفظة لھا محمل صحیح لا سیما عند القرینة الدالة علٰی أن المراد أن معاملة ھذا أجود من معاملة ھذا لا سیما إذا صرح بأن ھذا مرادہ فی لفظ صریح کالمسألة المنقوله-واللّٰہ أعلم)

(کفایۃ الاخبار: کتاب الحدود: جلد دوم: ص 201-مکتبہ شاملہ)

فصل دوم

کفر کی تحسین کفر اور امر کفار کی تحسین کفر

(1) رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے:

''علامہ زین بن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (وَبِقَوْلِهِ: لَمُعَامَلَةُ الْكُفْرِ خَيْرٌ مِمَّا أنت تَفْعَلُ-عِنْدَ بَعْضِهِمْ مُطْلَقًا وَقَيَّدَهُ الْفَقِيهُ أبو اللَّيْثِ بِأَنْ يَقْصِدَ تَحْسِينَ الْكُفْرِ لَا تَقْبِيحَ مُعَامَلَتِه-وَبِخُرُوجِهِ إلَى نَيْرُوزِ الْمَجُوسِ وَالْمُوَافَقَةِ مَعَهُمْ فِيمَا يَفْعَلُونَ فی ذلک الْيَوْمِ) (البحر الرائق: ج۵: ص:۲۰۷)

صاحب بحر الرائق اقوال کفریہ کے بیان میں فرماتے ہیں:

اور اگر کسی شخص نے کسی مسلمان سے کہا کہ: ''معاملہ کفر بہتر ہے اس سے جو تم کرتے ہو''۔ تو بعض فقہا کے نزدیک یہ قول مطلقاً کفر ہے، لیکن فقیہ ابو اللیث نے اس قول کو مقید فرمایا کہ قائل جب کفر کی تحسین کا قصد کرے گا تو کافر ہوگا۔ البتہ جب اس کے معاملہ کی قباحت کا ارادہ ہو تو کفر نہیں ہوگا اور مجوسیوں کے تہوار نوروز میں شریک ہونے اور اس دن کے مشرکانہ افعال میں ان کی موافقت کرنے کی وجہ سے (مسلمان کافر ہو جاتا ہے)

فقیہ ابو اللیث نے (بان یقصد تحسین الکفر) کی قید سے مقید فرما کر اروز روشن

کی طرح واضح فرما دیا کہ ہمارے فقہائے کرام جو یہ ارشاد فرماتے ہیں: (**اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) یا اسی جیسی دوسری عبارت جو اس طرح کے مواقع پر بیان فرماتے ہیں، وہ حقیقت کے اعتبار سے مطلق نہیں ہے، بلکہ مقید ہے۔

جس شخص کا فقہ سے ادنیٰ بھی تعلق ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ مطلقاً امر کفار کی تحسین کفر ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر وہ قول یا فعل کفری ہے، یا کم از کم قائل کا مقصود کفر کی تحسین ہے تو ایسی تحسین کفر ہوگی، ورنہ نہیں''۔ (ص30-31)

(2) رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے:

''جب کفار کے شرکیہ اور کفریہ افعال کی تحسین اور پسندیدگی ہوگی، تبھی کفر ہوگا اور کفار کے وہ افعال اور وہ امور جن کا کفر سے کوئی تعلق نہ ہو تو ان کی تحسین اور پسندیدگی ہرگز ہرگز کفر نہیں، لہٰذا (**من رای امر الکفار حسنًا فقد کفر**) میں امر مطلق نہیں ہے، بلکہ امر مقید ہے: (**فقد کفر**) اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ وہ امر کفر ہو''۔ (ص48)

جواب: فقیہ ابو اللیث کی قید مذکورہ قول کے لیے ہے۔ ایسا نہیں کہ یہی قید ہر مسئلہ میں جاری ہوگی۔ فقیہ ابو اللیث نے (**لَمُعَامَلَةُ الْكُفْرِ خَيْرٌ مِمَّا أنت تَفْعَلُ**) کے مسئلہ میں (**بان یقصد تحسین الکفر**) کی قید لگائی ہے اور رسالہ صغری نے اس قید کو (**اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) میں لا کر جوڑ دیا ہے۔

اگر فقیہ ابو اللیث قدس سرہ العزیز کی مذکورہ قید کو (اتفق مشائخنا: الخ) سے منسلک کر دیا جائے تو کفار ومشرکین کے صرف ان امور کی تحسین کفر ہوگی جو فی نفسہ کفر ہو۔

یہ بات واضح ہے کہ کفار ومشرکین کے تمام رسوم فی نفسہ کفر نہیں ہیں، بلکہ بہت سے امور کفار کی مشابہت یا شعار کفر ہونے کی وجہ سے کفر ہیں۔ اگر وہ امر شعار کفر نہ ہوتا تو کفر بھی نہ ہوتا۔ زنار باندھنے کو شعار کفر ہونے کی وجہ سے کفر قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہ شعار کفر نہ ہوتا تو

جسم پر ایک دھاگہ یا رسی باندھنا فی نفسہ کفر نہیں۔شعار کفر ہونے کی وجہ سے قشقہ لگانا کفر قرار پایا۔اگر یہ شعار کفر نہ ہوتا تو پیشانی پر رنگ یا صندل وزعفران لگانا فی نفسہ کفر نہیں۔

علامت کفر وشعار کفر اور سبب کفر

بہت سے امور علامت کفر وشعار کفر ہیں۔وہ امور کفار ومشرکین کے ساتھ خاص ہیں ،لہٰذا کفار کی مشابہت کے سبب ان امور کو کفر قرار دیا گیا ہے۔شعار کفر وعلامات کفر میں سے ہر ایک امر فی نفسہ کفر نہیں۔اگر بعض علامت کفر وشعار کفر فی نفسہ کفر ہو تو اس میں دو سبب کفر پایا جائے گا۔سبب اول علامت کفر یا شعار کفر ہونا اور سبب دوم فی نفسہ اس کا کفر ہونا،لیکن تمام علامات وشعار ایسے نہیں ہیں۔مجوس کی ٹوپی پہننا فی نفسہ کفر کیسے ہوسکتا ہے؟

حصہ اول:باب دہم میں شعار کفر کی تفصیلی بحث ہے اور باب دوازدہم میں علامت کفر کی تفصیلی بحث ہے۔دلائل سے واضح ہے کہ ہر شعار کفر وہر علامت کفر فی نفسہ کفر نہیں۔

معاملہ کفر کو کسی امر سے خیر کہنے کا حکم

ایسا نہیں کہ کافر کی صرف کفری بات کی تحسین کفر ہے۔فصل اول میں البحر الرائق کا طویل اقتباس ہے۔رسالہ صغریٰ میں نقل کردہ عبارت اسی اقتباس کا حصہ ہے۔اس اقتباس میں مجوس کی ٹوپی پہننے کو کفر بتایا گیا ہے۔کوئی ٹوپی یا کپڑا پہننا فی نفسہ کفر نہیں ہے۔ نوروز کے میلہ میں جانے کو کفر بتایا گیا۔کسی میلہ میں جانا فی نفسہ کفر نہیں ہے،بلکہ کفار کی جانب نسبت ہونے کی وجہ سے ان امور میں برائی آ گئی ہے۔اس نسبت کے سبب مذکورہ امور کو اختیار کرنا یا ان کو اچھا بتانا کفر کی تعظیم وتحسین ہے اور کفر کی تعظیم وتحسین کفر ہے،لہٰذا جن امور سے کفر کی تعظیم وتحسین لازم آئے،وہ بھی کفر لزومی ہوں گے۔

امام ابن نجیم مصری نے رقم فرمایا:(وَبِقَوْلِهِ:لَمُعَامَلَةُ الْكُفْرِ خَيْرٌ مِمَّا أنت تَفْعَلُ–عِنْدَ بَعْضِهِمْ مُطْلَقًا وَقَيَّدَهُ الْفَقِيهُ أبو اللَّيْثِ بِأَنْ يَقْصِدَ تَحْسِينَ الْكُفْرِ

لَا تَقْبِيحَ مُعَامَلَتِهِ) (البحر الرائق: کتاب احکام المرتدین: جلد پنجم: ص133-مکتبہ شاملہ)

منقولہ بالا عبارت میں فقیہ ابواللیث حنفی کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ اگر خیر کا معنی دوم یعنی قلیل الضرر ہونا مراد لیا جائے تو کفر نہیں، اور خیر کا معنی اول یعنی افضل وبہتر ہونا مراد لیا جائے، یعنی تحسین کفر مقصود ہو تو کفر ہے، پس حکم کا مدار اسلامی اصول ہے، نہ کہ مادۂ اشتقاق وماخذ۔ لفظ خیر کے دونوں معانی کا ذکر فصل اول میں مرقوم ہے۔

مذکورہ قول (لَمُعَامَلَةُ الْكُفْرِ خَيْرٌ مِمَّا أنت تَفْعَل) میں ماخذ یعنی لفظ کفر ہی مستعمل ہے۔ اگر اس ماخذ ہی کا لحاظ ہوتا تو ہر صورت میں مذکورہ جملہ کفریہ ہوتا، کیوں کہ ماخذ یعنی لفظ کفر ہر مراد کی صورت میں موجود ہوتا، لیکن اس قول کا ہر معنی کفر نہیں ہے۔

گرچہ کفر کا خیر ہونا ممکن نہیں، لیکن یہ ممکن ہے کہ کسی کا کفر کسی دوسرے فعل کے اعتبار سے قلیل الضرر ہو۔ ایک شخص مسلمان ہے جو دیگر مسلمانوں کو بلا سبب قتل کرتا ہے۔ ایک کافر ہے جو مسلمانوں کے ساتھ ظلم نہیں کرتا ہے۔ ایسے موقع پر مسلمان کے فعل کی تقبیح اور اس کافر کے عمل سے تقابل کے طور پر یہ کہا جائے کہ فلاں کا کافر ہونا تمہارے عمل یعنی قتل مسلم سے قلیل الضرر ہے تو اس میں کفر نہیں، کیوں کہ یہاں خیر کا معنی دوم یعنی قلیل الضرر ہونا مراد ہے۔

مذکورہ صورت میں کسی کا کافر ہونا مسلمانوں کے حق میں قلیل الضرر ہے۔ کبھی خود مجرم کے حق میں کوئی معاملہ اس کے کافر ہونے سے قلیل الضرر ہو سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص مسلمان کہلاتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان کفر کی تبلیغ کرتا ہے۔ جس سے بے شمار مسلمان کافر ومرتد ہوتے جا رہے ہیں تو اس کا خود کافر ہونا اس کی تبلیغ کفر سے قلیل الضرر ہے۔

معاملہ کفر اور کفر میں بھی فرق ہے۔ یہاں معاملہ کفر یعنی کفر اختیار کرنے کو قلیل الضرر کہا گیا۔ مفہوم یہ ہوگا کہ کسی کا خود کافر ہو جانا مسلمانوں کو کافر بنانے کی بہ نسبت قلیل الضرر ہے۔

مذکورہ اصول کے اعتبار سے دیوبندیت کو بدترین کفر کہا گیا ہے۔ کفار اصلی کا کفر

مسلمانوں کے ایمان کے لیے اس قدر نقصان دہ نہیں ،جس قدر دیوبندیت نقصان دہ ہے، کیوں کہ یہ لوگ دیوبندیت کی تبلیغ کر کے مسلمانوں کو کافر ومرتد بنا دیتے ہیں۔

علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے رقم فرمایا:(**ومن قال:الکفر خیر مما یفعل–ان اراد به ان فی الکفر خیرًا ولو بوجه ما،کان کافرًا–والا فلا**)

(الاعلام بقواطع الاسلام:ص268-دار ایلاف کویت)

ترجمہ:جس نے کہا کہ کفر بہتر ہے اس سے جو یہ کرتا ہے۔اگر اس سے یہ مراد ہو کہ کفر میں بھلائی ہے،گرچہ کسی بھی طریقے سے ہوتو کافر ہے،ورنہ نہیں۔

منقولہ بالاعبارت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ کفر کو بہتر ماننا کفر ہے۔بہتر کے علاوہ کوئی دوسرا معنی مراد ہوتو کفر نہیں،جیسے کہ ماقبل میں خیر سے قلیل الضرر مراد لیا گیا ہے۔

حصہ دوم:باب نوزدہم میں(**اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) کی تشریح رقم کی جا چکی ہے،لیکن قارئین ومستفدین کو ورق گردانی مشکل ہے اور ہمارے لیے نقل آسان ہے،لہٰذا بوجہ حاجت وہ بحث ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

کفر کی حیثیت سے کفریات کی تحسین

کفریات کی تحسین کفر ہی ہے۔اسی طرح کفار کے مذہبی فعل یا خاص قومی فعل کی اس حیثیت سے تحسین کہ وہ کفار کا مذہبی یا خاص قومی فعل ہے، یہ کفر ہے۔دوسری حیثیت سے اس کی تحسین کا حکم الگ ہے۔ایسا مذہبی یا قومی فعل اس کافر جماعت کا مذہبی وقومی شعار ہوتا ہے۔کفار کے مذہبی شعار اور قومی شعار کی تفصیلی بحث حصہ اول:باب دہم میں مرقوم ہے۔

فیصلہ سوم میں مرقوم ہے کہ صرف کفریات کی تحسین کفر ہے۔عبارت درج ذیل ہے۔

''فقہائے کرام کے فرمان:(**من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) میں تحسین کی نسبت امر کفار کی طرف کی گئی ہے جس کا مادۂ اشتقاق ''کفر'' ہے اور قاعدہ ہے کہ اسم مشتق

کی نسبت سے جو حکم ہوتا ہے، مادۂ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے۔

مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت ج ۲ ص ۲۱۵ میں ہے: (**المسلم ان الماخذ یکون علة للحکم**) یعنی یہ بات مسلم ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔

توضیح ص ۸۹ میں ہے: (**ان النسبة الی المشتق تدل علٰی علیة الماخذ**) یعنی مشتق کی طرف حکم کی نسبت اس بات پر دال ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہے۔

قرآن کریم میں زنا کار کے لیے درے مارنے اور چور کے لیے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے تو علمائے اصول فقہ نے اسی قاعدہ سے زنا اور چوری کو ان احکام کی علت بتایا ہے، مثلاً کوئی چوری کرے اور نماز پڑھے تو اس کا ہاتھ چوری کرنے کی وجہ سے کاٹا جائے گا، نماز پڑھنے کی وجہ سے نہیں۔ یوں ہی کوئی زنا کرے اور سچ بولے تو اسے زنا کی وجہ سے درے لگائے جائیں گے، سچ بولنے کی وجہ سے نہیں تو (**تحسین امر الکفار کفر**) میں بھی تحسین کے لیے حکم کفر کی علت تحسین من حیث الکفر ہوگی، مطلق تحسین نہیں، یعنی کوئی شخص کفار کے کسی کفری بات پر تحسین کرے تو کفر ہوگا۔ یہ نہیں کہ کوئی کافر فی نفسہ اچھی بات کہے، یا اچھا کام کرے، اس پر اس کی تعریف کی جائے تو بھی کفر ہو جائے''۔ (ص 12-13)

ان اصول وقوانین پر تفصیلی بحث حصہ سوم میں ہے۔ اس عبارت میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اچھی باتوں پر معبودان کفار کی تعریف وتوصیف کی جائے تو کوئی حکم وارد نہیں ہوگا، لہٰذا کتھائی خطاب پر کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا، نیز کفار وغیر مومن معبودان کفار کو ایک ہی زمرہ میں رکھا گیا ہے، حالاں کہ غیر مومن معبودان کفار اور کفار کے حکم میں فرق ہے۔

منقولہ بالا اقتباس میں یہ بھی بتایا گیا کہ صرف کفری بات میں کافر کی تحسین کفر ہے اور غیر کفری بات میں کافر کے قول وفعل کی تحسین کفر نہیں ہے۔ اس پر ایک سوال عرض ہے:

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''غمز العیون والبصائر میں ہے:(اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر–حتّٰی قالوا فی رجل قال:ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعة عندھم حال الحیض حسن فھو کافر)

(ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھے تو وہ بلاشبہہ کافر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھاتے وقت باتیں نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کہے تو وہ کافر ہے۔ت)(فتاویٰ رضویہ: جلد 24:ص530-جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم:جز اول:ص90-رضا اکیڈمی ممبئی)

مجوس کا خاص طریق کار ہے کہ وہ کھانا کھاتے وقت بات نہیں کرتے ہیں۔اگر کوئی اس طرق کار کو اچھا کہے تو اس کو کفر بتایا گیا ہے، حالاں کہ یہ فی نفسہ کفری بات نہیں ہے، بلکہ مجوسیوں کا ایک طریقہ اوران کی عادت ہے۔اسی طرح حالت حیض میں عورتوں کے ساتھ نہ لیٹنا بھی فی نفسہ کفری بات نہیں، بلکہ یہ ان کا خاص طریق کار ہے۔مذہب اسلام میں بھی حالت حیض میں اپنی بیویوں سے قربت کو منع قرار دیا گیا۔قرآن مقدس میں اس کا ذکر ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:(وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ:الأیة)(سورہ بقرہ: آیت222)

ترجمہ:اورتم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم،تم فرماؤ،وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اوران سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں۔(کنزالایمان)

جب قرآن مجید میں بھی یہی حکم بیان کیا گیا ہے تو یہ بات فی نفسہ کفر نہیں ہوسکتی ہے۔ ہاں، مجوسیوں کی خاص عادت ہونے کی حیثیت اس امر کی تحسین کفر ہوگی:واللہ تعالیٰ اعلم

فیصلہ سوم میں مرقوم ہے:''یہ نہیں کہ کوئی کافر فی نفسہ اچھی بات کہے، یا اچھا کام کرے ،اس پر اس کی تعریف کی جائے تو بھی کفر ہو جائے''۔(ص13)

جب حالت حیض میں بیوی سے قربت کو قرآن عظیم میں بھی حرام قرار دیا گیا ہے تو حالت حیض میں بیوی کی قربت سے باز رہنا فی نفسہ امر محمود وامر مطلوب ہے، لیکن اس کام کو محض اس وجہ سے اچھا کام کہے کہ یہ مجوس کا طریق کار ہے، تب یہ کفر ہے، پس ثابت ہو گیا کہ کفار ومشرکین کے غیر کفری کام کو بھی محض اس وجہ سے اچھا کام کہنا کہ وہ کفار ومشرکین کا کام ہے تو یہ کفر ہے۔ اسی بات کو کسی دوسری حیثیت سے اچھی بات کہنا کفر نہیں، بلکہ درست ہے۔

فیصلہ سوم کی عبارت ہے: فقہائے کرام کے فرمان: (**من رأى امر الكفار حسنا فقد كفر**) میں تحسین کی نسبت امر کفار کی طرف کی گئی ہے جس کا مادۂ اشتقاق ''کفر'' ہے اور قاعدہ ہے کہ اسم مشتق کی نسبت سے جو حکم ہوتا ہے، مادۂ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے''۔

مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت اور توضیح کی عبارت کا اطلاق مشتق پر ہو گا اور (**من رأى امر الكفار حسنا فقد كفر**) میں تحسین کی نسبت کفار کی طرف نہیں، بلکہ ''امر الکفار'' کی طرف کی گئی ہے تو فواتح الرحموت اور توضیح کے اصول کا اطلاق اس پر نہیں ہو گا، کیوں کہ یہاں مصدر امر کی طرف نسبت ہے، نہ کہ مشتق یعنی کفار کی طرف اور معنی ہو گا کہ امر کفار کی تحسین امر کفار ہونے کی حیثیت سے ہو، تب تکفیر ہو گی۔ کفار کی جانب نسبت واضافت کے سبب اس امر کی تحسین کفر ہے۔ اگر کوئی بات فی نفسہ اچھی ہو، اور کفار کی جانب اس امر کی نسبت کے سبب اس امر کی تحسین نہ ہو، بلکہ اس امر کی تحسین اس لیے ہو کہ وہ امر فی نفسہ اچھا ہے تو اس وقت حکم کفر نہیں ہو گا، کیوں کہ اس وقت امر کفار کی تحسین نہیں، بلکہ بلانسبت فی نفسہ اس امر حسن کی تحسین ہے اور وہ امر فی نفسہ حسن اور قابل تحسین ہی ہے۔

جیسے حالت حیض میں بیوی سے قربت نہ کرنا فی نفسہ امر حسن ہے، اسی لیے قرآن مقدس میں بھی بندوں کو یہی حکم دیا گیا۔ حکم قرآنی ہونے کے سبب اس امر کی تحسین کفر نہیں، بلکہ صحیح ہے۔ عادت مجوس ہونے کی وجہ سے اس امر کی تحسین کفر ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب بست و ہفتم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

اجتہاد وقیاس کے اصول وقوانین اور اعتقادی مسائل

کلامی مسائل کا حل فقہی اصول وقوانین یا فقہی جزئیات سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ علم کلام کے مستقل اصول وضوابط ہیں۔فقہی اصول وقوانین سے کبھی تفہیم وتائید کی جاتی ہے۔ کتھائی خطاب کے معاملہ کو درج ذیل تین فقہی قانون سے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

(الف)(ان تعليق الحكم بالمشتق يؤذن بعلية مبدأ الاشتقاق)

(غمز عیون البصائر: جلد دوم:ص 87)

ترجمہ:مشتق پر کسی حکم کا معلق کیا جانا مبدائے اشتقاق کے علت ہونے کی خبر دیتا ہے۔

(ب)(المسلم ان الماخذ يكون علة للحكم)

(فواتح الرحموت: جلد دوم:ص215)

ترجمہ: یہ بات مسلم ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔

(ج)(ان النسبة الى المشتق تدل علىٰ علية الماخذ) (توضیح:ص89)

ترجمہ:مشتق کی طرف حکم کی نسبت اس بات پر دال ہے کہ ماخذ حکم کی علت ہے۔

علم دین کے جاننے والے کو عالم دین کہا جاتا ہے اور استخفاف بالدین کفر ہے۔ جب عالم دین کی توہین عالم دین ہونے کی حیثیت سے کی جائے، تب علم دین کی توہین لازم آئے گی اور علم دین کی توہین کفر ہے۔ جب عالم دین کی توہین سے علم دین کی توہین لازم آئی تو کفر لزومی ثابت ہوگیا۔اذان شعار اسلام ہے۔شعار اسلام کی توہین بھی کفر ہے۔ یہ سب استخفاف بالدین کے جزئیات ہیں۔لزوم والتزام کا فرق ملحوظ رہے گا۔لزومی انکار اور

لزومی استخفاف ہو تو یہ کفر فقہی ہے۔التزامی انکار اور التزامی استخفاف ہو تو یہ کفر کلامی ہے۔

جن صورتوں میں لزومی یا التزامی انکار واستخفاف نہ ہو،ان صورتوں میں حکم کفر نہیں۔

فقہ کے منقولہ بالا اصول وضوابط کا تعلق اجتہادی مسائل سے ہے۔مجتہدین کرام منصوص مسائل کی علت کے ذریعہ غیر منصوص فقہی مسائل کو حل فرماتے ہیں ۔وہ ماخذ اشتقاق کو حکم کی علت قرار دے کر غیر منصوص مسائل کا شرعی حکم بیان فرماتے ہیں۔یہ اجتہاد وقیاس ہے۔قیاس واجتہاد کے اصول وضوابط سے علم فقہ کے غیر منصوص مسائل کا استخراج واستنباط ہوتا ہے۔اسی طرح ایک ہی امر سے متعلق احادیث طیبہ میں بیان کردہ متعدد ظنی مسائل میں تطبیق وترجیح یا کسی کے ترک واختیار کا فیصلہ مجتہدین کرام فرماتے ہیں۔

اعتقادی مسائل کے حل کے لیے فقہی اصول وضوابط کو محض تائید وتفہیم کے واسطے نقل کیا جاتا ہے۔علم عقائد کے ظنی مسائل بھی فقہی اصول وضوابط سے حل نہیں کیے جاتے ہیں، کیوں کہ قیاس شرعی علم عقائد کی دلیل نہیں ہے، پھر قیاس واجتہاد کے اصول وضوابط سے اعتقادی مسائل کا حل کیوں کر ہوگا۔تائید وتفہیم کے لیے فقہی اصول کو نقل کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تینوں فقہی اصول کے پیش نظر یہ بتایا گیا کہ معبودان باطل کی مدح وتعریف پر حکم کفر اس وقت وارد ہوگا، جب معبود ہونے کی حیثیت سے اس کی تعریف وتوصیف ہو۔

حق یہ ہے کہ غیر مومن معبود باطل منبع کفر اور مرجع کفر ہوتا ہے،لہٰذا اس کی تعظیم کفر کی تعظیم ہے،پس وہاں دو حکم یعنی کفر وعدم کفر کی صورت نہیں۔کافر کی تعظیم سے کفر کی تعظیم لازم آتی ہے،لہٰذا فقہائے کرام کے یہاں کافر کی تعظیم کفر ہے،یعنی کفر لزومی وکفر فقہی ہے۔

اگر وہ تعظیم فی نفسہ کفر ہو، جیسے کسی کی تعظیم کی خاطر سجدۂ عبادت کرنا۔یہ فی نفسہ کفر ہے۔ایسی تعظیم کافر کی ہو، یا مومن کی، بہر صورت کفر ہے۔اسی طرح اصنام واوثان کی تعظیم فی نفسہ علامت کفر ہے۔خواہ معبود کفار ہونے کی حیثیت سے وہ تعظیم ہو، یا کسی دوسری

حیثیت سے، وہ بہر صورت علامت کفر ہے۔فقہی اصول کے اعتبار سے کلامی مسائل حل نہیں ہوتے ۔کافر کی تعظیم میں کافرانہ حیثیت کی قید اس واسطے ہے کہ کفر کی تعظیم کفر ہے۔ جب کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے ہو،تب کفر کی تعظیم لازم آتی ہے اور کفر لزومی کا حکم دیا جاتا ہے۔اگر کافر کی تعظیم دوسری حیثیت سے ہوتو حرام ہے، کفر نہیں، کیوں کہ دوسری حیثیت سے کافر کی تعظیم میں کفر کی تعظیم نہیں ہوتی ہے،لہٰذا کفر لزومی کا حکم نہیں ہوگا۔

کافر کی تعظیم کے تین حکم ہوں گے۔ جب کافر کی تعظیم سے کفر ہی کی تعظیم مقصود ہو، اور مرتکب کے بیان قطعی سے ثابت ہو کہ کافر کی تعظیم سے کفر ہی کی تعظیم کیا ہے،تب یہ کفر کلامی ہے۔کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم ہو،تب کفر کی تعظیم لازم آتی ہے اور کفر کی تعظیم کفر ہے،لہٰذا کفر لزومی ثابت ہوا۔اگر کافر ہونے کے سبب تعظیم نہیں کیا، بلکہ دوسری حیثیت سے مثلاً گاؤں کا ایک فرد ہونے کے سبب کافر کی تعظیم کیا،تب کافر کی تعظیم حرام ہوگی۔

امام حموی حنفی نے رقم فرمایا:(**قَوْلُهُ: فَلَوْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَبْجِيلًا كَفَرَ.**

قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ: يَجِبُ تَقْيِيدُهُ بِأَنْ يَكُونَ تَعْظِيمًا لِكُفْرِهِ وَإِلَّا فَقَدْ يَكُونُ لِإِحْسَانِهِ لِلْمُسْلِمِينَ أَوْ لِلْمُعَظِّمِ(اِنْتَهَى)

(غمز عیون البصائر: باب الردة: جلد سوم:ص423-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:مؤلف کا قول: پس اگر ذمی کافر کو تعظیم کے طور پر سلام کرے تو وہ کافر ہوگیا۔

بعض فضلا نے فرمایا کہ اس کو اس سے مقید کرنا ضروری ہے کہ اس کی تعظیم اس کے کفر کے سبب ہو، ورنہ کبھی کافر کی تعظیم اس کے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک یا تعظیم کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کے سبب ہوتی ہے۔

منقولہ بالا عبارت میں کافر کی تعظیم کی دو صورت کا بیان ہے:(1)اگر کافر ہونے کی حیثیت سے تعظیم کیا تو یہ کفر فقہی ہے۔(2)مصلحت وضرورت کے سبب کفار کے ساتھ جو

ظاہری سلوک کیا جائے، جس میں موالات حقیقیہ نہ ہو، بلکہ محض موالات صوریہ ہو تو مصلحت وضرورت کے سبب اور مکافات کے طور پر ایسا جائز ہے۔ حصہ اول: باب ہشتم میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔اس کا شمار مدارات میں ہوگا، نہ کہ تعظیم میں۔کافر کی تعظیم حرام ہے۔

فصل اول

فقہی جزئیات اور فقہی قوانین سے اعتقادی مسائل کا حل

سوال: کیا فقہی کتابوں میں اعتقادی مسائل بھی بیان کیے جاتے ہیں؟

جواب: فقہی کتابوں میں بعض اعتقادی مسائل کا ضمنی طور پر ذکر ہوتا ہے۔ اگر وہ اعتقادی مسائل واحکام ضروریات دین، ضروریات اہل سنت یا اہل سنت وجماعت کے اجماعی عقائد سے ہیں تو مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی وحنبلی مذاہب) کی فقہی کتابوں میں یکساں حکم مرقوم ہوگا۔بعض اعتقادی مسائل ظنی وفرعی اور غیر اجماعی ہیں، ان مسائل میں اہل حق کا اختلاف ہوسکتا ہے اور اس قسم کے ظنی وفرعی وغیر اجماعی اعتقادی مسائل میں ایک فقہی مذہب کے ماننے والوں میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے۔

سوال: کیا فقہی جزئیات یا فقہی اصول وقوانین سے کلامی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے؟

جواب: فقہی جزئیات یعنی علم فقہ کے اجتہادی مسائل سے علم کلام کے غیر منصوص مسائل حل نہیں کیے جاسکتے ہیں۔علم فقہ کے اجتہادی جزئیات فقہی اصول وقوانین کے تابع ہوتے ہیں اور چاروں فقہی مذاہب کے فقہی اصول وقوانین یکساں نہیں ہیں۔اگر فقہی اصول وضوابط کی روشنی میں علم کلام کے غیر منصوص مسائل کا حکم بیان کیا جائے تو اعتقادی احکام میں بھی چار مسلک ہوجائیں گے، حالاں کہ اہل سنت وجماعت کے اعتقادی مسائل میں فرق نہیں، نیز فقہی اصول وقوانین کو مجتہد مطلق عملی مسائل کے حل کے واسطے ترتیب

دیتے ہیں۔اعتقادی مسائل کے حل کے لیے علم عقائد کے مستقل اصول وضوابط ہیں۔

اصول فقہ میں بہت سے قطعی قوانین وضوابط ہیں جو مذہب اسلام کے قطعی دلائل اور یقینی براہین سے ماخوذ ہیں اور اہل اسلام کا ان قوانین سے متعلق اختلاف نہیں ہے۔کلامی مسائل کے حل کے واسطے ایسے قطعی اور اجماعی اصول وقوانین سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ یہ قوانین فقہی مسائل کے ساتھ خاص نہیں ہیں، بلکہ مذہب اسلام کے قطعی احکام ہیں جو تمام مذہبی مسائل پر منطبق ہوتے ہیں،خواہ اعتقادی مسائل ہوں، یا عملی مسائل۔

مثلاً علم عقائد میں بیان کیا جائے کہ جو حکم قرآن مقدس کی قطعی الدلالت بالمعنی الاخص آیت طیبہ سے ثابت ہو، وہ حکم ضروریات دین سے ہے۔اس کا انکار کفر ہے۔اب اصول فقہ کی کتابوں میں اسے تلاش کرنا ہے تو فقہائے کرام کی خاص اصطلاح کو معلوم کرنا ہوگا۔قطعی الدلالت بالمعنی الاخص کو فقہائے احناف ''مفسر'' کہتے ہیں اور مذاہب ثلاثہ کے فقہا اسی کو ''نص'' کہتے ہیں، جب کہ حنفی اصول فقہ میں صرف قطعی الدلالت بالمعنی الاعم کو ''نص'' کہا جاتا ہے۔علم کلام میں جس کو قطعی الدلالت بالمعنی الاخص کہا گیا،حنفی اصول فقہ میں اسی کو مفسر کہا گیا اور فقہائے ثلاثہ کے اصول فقہ میں اسے نص کا نام دیا گیا۔

قطعی الدلالت بالمعنی الاخص کی توضیح وتشریح کے لیے اور اس کے حکم کی وضاحت کے لیے اصول فقہ کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔فقہائے احناف اپنی اصطلاح میں قطعی الدلالت بالمعنی الاخص کو مفسر اور فقہائے ثلاثہ اسے نص کا لقب دیتے ہیں، پس یہ وضاحت کرنی ہوگی کہ متکلمین کے یہاں جو قطعی الدلالت بالمعنی الاخص ہے، حنفی اصول فقہ میں اسی کو ''مفسر'' کہا جاتا ہے اور فقہائے ثلاثہ کے یہاں اسی کو نص کہا جاتا ہے۔اس کے بعد قطعی الدلالت بالمعنی الاخص کے حکم کی وضاحت کے لیے مفسر اور نص کے حکم کو بیان کیا جاسکتا ہے۔

الحاصل اعتقادی مسائل کا حل علم عقائد کے اصول وضوابط کی روشنی میں ہوگا۔علم فقہ

کے اجتہادی وظنی جزئیات اور قیاس واجتہاد سے متعلق فقہی اصول وضوابط چاروں مذاہب کے یکساں نہیں۔علم فقہ کے ظنی مسائل یا غیر منصوص مسائل کو حل کرنے کے واسطے حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اصول وضوابط مرتب فرمائے۔ان اصول وضوابط میں تمام اصول وقوانین قطعی نہیں ہیں، بلکہ بہت سے ظنی اصول وضوابط بھی ہیں،اسی لیے اجتہاد وقیاس کے اصول وضوابط میں بھی حضرات ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف ہے۔

جب اصول وقوانین میں اختلاف ہے تو ان کی روشنی میں مستنبط ہونے والے فقہی جزئیات میں بھی اختلاف ہوگا۔اعتقادی مسائل کا حل علم عقائد کے اصول وضوابط کے مطابق ہوگا،ورنہ اہل سنت وجماعت کے اعتقادی مسائل بھی اسی طرح مختلف ہو جائیں گے،جیسے فقہی مسائل جداگانہ ہیں،حالاں کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ احناف ومالکیہ اور شوافع وحنابلہ کے اعتقادی مسائل یکساں ہیں۔صرف ظنی واجتہادی مسائل میں اختلاف ہے۔

فقہیات اور اعتقادیات کے دلائل بھی جداگانہ ہیں۔

فقہ کے چار دلائل ہیں:قرآن،حدیث،اجماع اور قیاس۔

اعتقادیات کے بھی چار دلائل ہیں:قرآن،حدیث،اجماع اور عقل صحیح۔

علم فقہ میں عقل صحیح دلیل نہیں اور علم عقائد میں قیاس دلیل نہیں۔

جب قیاس شرعی باب اعتقادیات میں دلیل ہی نہیں تو قیاسی واجتہادی مسائل وجزئیات اور قیاس واجتہاد سے متعلق فقہی اصول وقوانین سے اعتقادی مسائل کا حل کیسے ہو گا۔قیاسی مسئلہ کی بنیاد ہی قیاس شرعی پر ہوتی ہے۔وہ مسئلہ قرآن وحدیث میں منصوص نہیں ہوتا ہے، بلکہ مقیس میں علت کے ذریعہ حکم ثابت کیا جاتا ہے۔اعتقادی مسئلہ نہ قیاس سے حل ہوگا،نہ قیاسی مسائل سے حل ہوگا،کیوں کہ قیاس علم عقائد کی دلیل نہیں ہے۔

بعض اہل علم اعتقادی مسائل کو بھی فقہ حنفی کے اجتہادی وظنی جزئیات سے حل فرماتے

ہیں۔اس وجہ سے اعتقادی مسائل میں لغزش واقع ہوجاتی ہے۔وہ خود بھی عندالشرع ماخوذ قرار پاتے ہیں اور بہت سے قارئین بھی غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔سواد اعظم اہل سنت وجماعت بفضل الٰہی مجموعی طور پر ہرگز ضلالت وگمرہی میں مبتلا نہیں ہوسکتا ہے۔چندلوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوسکتے ہیں، پھران لوگوں کے متبعین کی ایک تعداد ہوسکتی ہے۔

قاسم نانوتوی کو دیوبندی جماعت امام المتکلمین قرار دیتی ہے۔اس نے ختم نبوت کا ایک نیا معنی ایجاد کرلیا اور خود بھی اقرار کیا کہ یہ نیا معنی ہے۔اس وقت برصغیر کا کوئی دیوبندی یا غیر دیوبندی اس کے ساتھ نہیں تھا۔کسی نے اس کے جدید معنی کی تائید نہیں کی،لیکن آج اس کے متبعین کی ایک تعداد موجود ہے۔گرچہ آج بھی اس کے بیان کردہ معنی کو دیابنہ نہیں مانتے ہیں،لیکن نانوتوی کو مومن مانتے ہیں۔کافر کلامی کو مومن ماننا ہی کفر کلامی ہے۔

ہمیں بہت افسوس ہے کہ ہمارے درمیان بھی بعض اعتقادی مسائل کی تحقیق میں اہل علم مختلف ہوگئے۔مستقبل میں یہ ناسور بن سکتا ہے۔لوگ مختلف طبقات میں منقسم ہوچکے ہیں۔نوجوان علمائے کرام سے گزارش ہے کہ علم کلام کی جانب توجہ دیں،تاکہ صحیح وغلط سمجھنے کی قوت پیدا ہوسکے۔سواد اعظم بفضل الٰہی حق پر رہے گا۔مسلمانان اہل سنت وجماعت سے بھی گزارش ہے کہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت جس جانب ہو،اسی کو اختیار کریں۔

فقہی اصول وضوابط کی تدوین قیاس واجتہاد کے لیے

(1) فقہی اصول وضوابط سے کلامی مسائل کا حل نہیں ہوسکتا ہے۔

اصول فقہ میں بیان کردہ اکثر اصول وضوابط کا تعلق قیاس واجتہاد سے ہے۔ہر مجتہد مطلق قرآن وسنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریق متوارث سے اپنے اجتہاد وقیاس کے لیے اصول وضوابط کو اخذ کرتے ہیں۔فقہی اصول وضوابط میں مذہب اسلام کے بعض عام قوانین بھی ہوتے ہیں۔ان کا تعلق خاص کر اجتہادی مسائل سے

نہیں ہوتا ہے، مثلاً اصول فقہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی مفسر آیت مقدسہ کے معنی کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ یہ مذہب اسلام کا عام قانون ہے۔ قرآن مجید کی مفسر آیت طیبہ میں کوئی عملی وفقہی مسئلہ بتایا جائے، یا کوئی اعتقادی مسئلہ بیان کیا جائے، ہر صورت میں اس کے معنی کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ فقہ کے تمام قواعد، کلیہ نہیں ہوتے ہیں، بلکہ فقہ کے بہت سے قواعد، اکثریہ ہوتے ہیں، گرچہ ان کو بھی قواعد کلیہ کہا جاتا ہے۔ علم عقائد کے قواعد، کلیہ ہوتے ہیں۔ جو حکم سے مستثنیٰ ہو، وہ قاعدہ کے تحت درج ہی نہیں ہوتا ہے۔

(2) اصول فقہ کے وہ اصول وقوانین جو خاص کر اجتہادی وقیاسی مسائل کے لیے مدون ہوئے ہیں، ان سے اعتقادی مسائل کا حل غلط ہے۔ اعتقادی مسائل کے اصول وضوابط جداگانہ ہیں۔ ماضی قریب میں کتھائی خطاب کے فیصلے کے لیے بعض فقہائے کرام نے ان فقہی اصول وضوابط کا استعمال کیا ہے جن کا تعلق اجتہادی وقیاسی مسائل سے ہے، جب کہ باب اعتقادیات میں ''قیاس'' دلیل شرعی نہیں ہے۔ فقہ کے چار دلائل ہیں: قرآن وسنت اور اجماع وقیاس۔ عقائد کے بھی چار دلائل ہیں: قرآن وسنت اور اجماع وعقل صحیح۔ باب اعتقادیات میں ''قیاس'' دلیل شرعی نہیں، پھر قیاس واجتہاد کے اصول وقوانین سے کلامی مسائل کا حل کیسے ہوسکتا ہے۔ کلامی مسائل کا حل کلامی اصول وضوابط سے ہوگا۔

فصل دوم

اعتقادی مسائل اور اجتہادی وقیاسی مسائل

باب اعتقادیات میں ''قیاس'' دلیل نہیں، بلکہ اس کی جگہ عقل صحیح دلیل شرعی ہے۔

علم عقائد کے غیر منصوص مسائل کا حل فقہی اصول وقوانین سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ فقہی اصول محض تائید وتقویت اور تفہیم وتاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اعتقادی مسائل کا حل کلامی قوانین سے ہوتا ہے۔ مسئلہ تکفیر کا ایک اہم قانون ہے کہ متکلمین کے یہاں لازم

مذہب، مذہب نہیں۔فقہائے کرام کے یہاں لازم مذہب، مذہب ہے۔

کافر کی تعظیم سے کفر کی تعظیم لازم آتی ہے، لہٰذا فقہا فرماتے ہیں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔اگر ملزم کا قطعی بالمعنی الاخص بیان موجود ہو کہ ہمارا مقصد کفر ہی کی تعظیم کرنا تھا، تب متکلمین کے یہاں بھی کفر ثابت ہوگا، کیوں کہ بیان قطعی کے سبب التزامی کفر ثابت ہو گیا۔

علت کے ذریعہ ثابت ہونے والے فقہی مسائل قیاسی اور ظنی ہوتے ہیں۔اگر کلامی مسائل بھی علت کے ذریعہ ثابت ہوں تو علم عقائد کے تمام غیر منصوص مسائل بھی قیاسی وظنی ہو جائیں گے، حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔باب اعتقادیات کے غیر منصوص مسائل عقل صحیح کی دلالت سے ثابت ہوتے ہیں،اسی لیے بے شمار ضروریات دین کا ثبوت عقل صحیح سے ہے۔ ان ضروریات دین کو قیاسی وظنی کہنا کفر کلامی ہوگا۔ضروریات دین قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں۔ان کو ظنی کہنے کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ نہ قطعی بالمعنی الاخص ہیں، نہ قطعی بالمعنی الاعم، بلکہ ظنی ہیں اور جانب مخالف کا احتمال قریب ہے۔ضروریات دین میں احتمال قریب کا قول کرنا کفر کلامی ہے۔ظنی وقیاسی امر کے انکار پر حکم کفر نہیں۔ضروریات دین کے انکار پر حکم کفر ہے۔

ہمارے رسالہ:''کافر کلامی اور کافر فقہی''میں ضروریات دین کو ظنی ماننے کا حکم تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے۔ضروری دینی کو ظنی کہنا کفر ہے۔عقل سے ثابت ہونے والی ضروریات دین کی تفصیلی بحث ہمارے رسالہ:''عقل سلیم اور ضروریات دین''میں ہے۔

قیاسی مسائل قطعی نہیں

قیاس شرعی کی حجیت بھی ضروریات دین سے نہیں ہے، پھر اس سے ثابت ہونے والا کوئی امر ضروری دینی کیسے ہوسکتا ہے۔قیاس کی حجیت ضروریات اہل سنت سے ہے۔

ملا احمد جیون جون پوری قدس سرہ العزیز نے حکم علت کی بحث میں رقم فرمایا:

((والرابع من جملة ما يعلل له تعدية حكم النص الٰى ما لا نص فيه

لیثبت فیه)ای الحکم فیما لا نص فیه بغالب الرأی،دون القطع والیقین)

(نورالانوار: جلد دوم:ص286-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:ان میں سے چوتھی بات جس کے لیے علت بیان کی جاتی ہے،وہ نص کے حکم کومتعدی کرنا ہے،اس تک جس بارے میں نص نہ ہو،تاکہ اس میں حکم کوثابت کیا جائے، یعنی جس کے بارے میں نص نہ ہو،ظن غالب کے طور پر،نہ کہ قطع ویقین کے طور پر۔

منقولہ بالاعبارت سے ثابت ہوا کہ قیاسی مسائل ظنی ہوتے ہیں،قطعی نہیں ہوتے۔

ملا احمد جیون نے رقم فرمایا:(**اما النص الدال علٰی کون الوصف علة صریحًا فغیر وارد**)(نورالانوار: جلد دوم:ص280-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:لیکن نص جو وصف کے علت ہونے پرصراحت کے ساتھ دلالت کرے،پس ایسی نص واردنہیں۔

صدرالشریعہ بخاری نے فرمایا کہ راوی اگر معروف ہو،یعنی روایت میں مجہول نہ ہو، پھر وہ فقہ واجتہاد میں بھی معروف ہوتواس کی روایت قبول کی جائے گی،خواہ قیاس کے موافق ہو یا مخالف ہو۔حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سےاس کے برخلاف ایک روایت ہے۔

صدرالشریعہ بخاری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(**وحکی عن مالک ان القیاس مقدم علیه-ورد بانه یقین من اصله وانما الشبهة فی نقله-وفی القیاس العلة محتملة وهی الاصل-وایضا اذا ثبت ان هذا علة قطعًا،لکن یمکن ان یکون فی الفرع مانع-او لخصوصیة الاصل اثر)**

(التوضیح والتلویح: جلد دوم:ص7-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیاس اس حدیث پر مقدم ہےاوراس کی تردید کی گئی کہ حدیث اپنی اصل کے اعتبار سےیقینی ہےاوراس کی نقل

میں شبہہ ہے اور قیاس میں علت احتمالی ہے اور علت ہی (قیاس میں) اصل ہے اور جب ثابت بھی ہو جائے کہ یہ علت قطعی ہے تو ممکن ہے کہ فرع میں کوئی مانع ہو، یا اصل کی خصوصیت کی کوئی وجہ ہو۔

قرآن مجید کی قطعی الدلالت آیت میں مقیس علیہ کا حکم بیان کیا جائے تو مقیس علیہ کا حکم قطعی ہوگا، جیسے شراب کی حرمت قطعی ہے، کیوں کہ قرآن مجید کی قطعی الدلالت نص میں شراب کو حرام قرار دیا گیا تو شراب کی حرمت قطعی ہوگئی اور قیاس شرعی کے ذریعہ علت سکر کے سبب دیگر نشہ آور چیزوں کو حرام قرار دیا جائے تو ان چیزوں کی حرمت ظنی ہوگی۔

یہاں شراب مقیس علیہ اور دیگر امور مقیس ہیں۔ اگر علت منصوص اور قطعی ہو تو بھی ممکن ہے کہ فرع میں کسی مانع کے سبب وہ حکم نہ ہو، یا وہ حکم مقیس علیہ کے ساتھ خاص ہو۔

جس طرح آیت قرآنیہ قطعی بالمعنی الاخص میں مقیس علیہ کا حکم بیان ہونے کے سبب وہ حکم قطعی اور ضروریات دین سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دلالت عقل سے ثابت ہونے والا حکم قطعی ہوتا ہے۔ اصل ضروریات دین سے ہو تو اس کے جزئیات بھی ضروریات دین سے ہوں گے۔ ان جزئیات کا تعین عقل صحیح کی دلالت سے ہوگا، نہ کہ قیاس شرعی سے۔

ارشاد الٰہی ہے: (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ) (سورہ شوریٰ: آیت 11)

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ بے مثل و بے مثال ہے۔ منقوشہ بالا آیت مقدسہ کی روشنی میں دلالت عقل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے انسان یا مخلوقات کی طرح جسم نہیں۔ کسی مخلوق کی طرح سر، آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں، دل، گردہ وغیرہ نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ دلالت عقل سے مذکورہ عقائد ثابت نہ ہوئے، بلکہ استخراج علت کے بعد بطریق قیاس ثابت ہوئے اور قیاسی مسائل کی طرح مذکورہ عقائد بھی ظنی ہیں۔ عقائد مذکورہ کا منکر ظنی و قیاسی مسائل کے منکر کی طرح ہے۔ اگر مجتہد ہے تو اس کو اختلاف کا بھی حق ہے، پس یہ تمام کفری نظریات

ہیں۔اللہ تعالیٰ کے لیے مثل مخلوق جسم، آنکھ، سر ماننے والا کافر کلامی ہے، کیوں کہ وہ آیت طیبہ کا صریح منکر ہے۔قیاس شرعی اور دلالت عقل دو الگ امر ہیں۔قیاسی مسائل ظنی ہوتے ہیں، جب کہ قطعی حکم سے دلالت عقل کے ذریعہ ثابت ہونے والا حکم بھی قطعی ہوتا ہے۔اس کی تفصیلی بحث ہمارے رسالہ: ''عقل سلیم اور ضروریات دین'' میں مرقوم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جسم وجسمانیات سے پاک ہونا عقل صحیح سے بھی ثابت ہے اور آیت قرآنیہ نے بھی اس کی تائید وتوثیق فرما دی۔جسم مرکب ہوتا ہے اور مرکب حادث ہوتا ہے، جب کہ اللہ قدیم ہے۔اسی طرح جسم کسی مکان وجہت میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ مکان وجہت سے پاک ہے۔مکان وجہت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔بفرض محال اللہ تعالیٰ کو جسم مانا جائے تو مکان وجہت کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کا وجود کس مکان وجہت میں تسلیم کیا جائے، جب کہ مکان وجہت کا وجود ہی نہیں؟ پس جسم ہونا عقلاً بھی باطل ہے۔

علامہ تفتازانی نے بحث الٰہیات میں رقم فرمایا: (**ولا جسم لانہ مرکب و متحیز وذلک امارۃ الحدوث**) (شرح عقائد نسفیہ: ص 58-مجلس برکات مبارکپور)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسم نہیں، کیوں کہ جسم مرکب اور حیز میں ہوتا ہے اور یہ حادث ہونے کی علامت ہے۔

جن امور پر شریعت موقوف ہو، وہ دلالت عقل سے ثابت ہیں اور ضروریات عقلیہ سے ہیں۔ضروریات عقلیہ کی تائید شریعت میں وارد ہو چکی ہے اور ضروری دینی ہونے کے لیے شریعت کی تائید لازم بھی ہے۔اللہ تعالیٰ کا جسم نہ ہونا دلالت عقل سے ثابت ہے۔آیت قرآنیہ (لیس کمثلہ شیء) نے اس کی تائید کر دی۔جب اللہ تعالیٰ کے لیے جسم فرض کیا جائے، لیکن مخلوقات کی طرح جسم فرض نہ کیا جائے تو مخلوقات سے مشابہت ہوگی اور مذکورہ ارشاد الٰہی کا بطلان لازم آئے گا اور مخلوقات کی طرح جسم فرض کیا جائے تو آیت مذکورہ کا من کل الوجوہ بطلان ثابت ہو جائے گا اور ایسا ماننے والا کافر کلامی ہوگا۔

مخلوقات جسم والے ہیں۔اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح نہیں، پس اللہ کے لیے جسم بھی نہیں، ورنہ مثلیت ثابت ہوگی اور آیت قرآنیہ کی مخالفت ہوگی۔ یہ دلالت عقل ہے، قیاس شرعی نہیں۔ یہاں علت کے ذریعہ حکم ثابت نہیں ہوا، بلکہ دلالت عقل کے ذریعہ قطعی اصل یعنی (لیس کمثلہ شیء) کے جزئیات کا تعین ہوا۔جزئیات کا تعین اور غیر منصوص امر کے لیے حکم کا تعدیہ یعنی اظہار حکم دو مغایر امر ہیں۔قیاس اور دلالت عقل دونوں جداگانہ امر ہیں۔

مجسمہ کے دو فرقے ہیں۔ایک پر کفر کلامی کا حکم ہے۔ایک پر کفر فقہی کا حکم ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح جسم والا ہے، وہ کافر کلامی ہے، کیوں کہ اس قول سے آیت کریمہ کا من کل الوجوہ انکار ہو گیا۔جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم والا ہے،لیکن مخلوقات کی طرح جسم والا نہیں، وہ کافر فقہی ہے۔اس قول سے آیت طیبہ کا انکار لازم آیا، گرچہ من کل الوجوہ انکار ثابت نہ ہوسکا، کیوں کہ اس نے مخلوقات سے مشابہت کی نفی کردی، پس من وجہ مثلیت ثابت اور من وجہ مثلیت کی نفی ہوئی اور آیت مقدسہ کا من کل الوجوہ صریح انکار ثابت نہ ہوسکا، بلکہ انکار لازم آیا۔یہی کفر لزومی وکفر فقہی ہے۔

واضح رہے کہ خالق کو مخلوقات کی طرح جسم والا نہ ماننا ضروریات دین سے ہے، اور مطلقاً جسم والا نہ ماننا ضروریات اہل سنت سے ہے۔مجسمہ کے فریق دوم نے تاویل فاسد کے ذریعہ ضروریات اہل سنت کا انکار کیا ہے۔ضروریات دین کا انکار تاویل کے ذریعہ ہو، یا بلا تاویل، دونوں صورت میں کفر کلامی کا حکم ہے، پس فریق اول پر کفر کلامی کا حکم ہوگا۔

تاویل کی بحث ہمارے رسالہ: ''تاویل قریب اور تاویل بعید'' میں ہے۔

دلالت عقل کی توضیح وتشریح

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تنزیہ باری تعالیٰ سے متعلق رقم فرمایا: ''ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں، جن میں باری عزوجل کی تسبیح وتقدیس وپاکی وبے

نیازی و بے مثلی و بے نظیری ارشاد ہوئی۔ آیات تسبیح خود کس قدر کثیر و وافر ہیں۔

وقال تعالیٰ: (اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ)

بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت۔

وقال تعالیٰ: (فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ)

بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

وقال تعالیٰ: (فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ)

بے شک اللہ ہی بے پرواہ ہے، سب خوبیوں سراہا۔

وقال تعالیٰ: (لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ) اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

وقال تعالیٰ: (هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا) کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی۔

وقال تعالیٰ: (وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ کُفُوًا اَحَدٌ) اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

ان مطالب کی آیتیں صدہا ہیں۔ یہ آیات محکمات ہیں۔ یہ ام الکتاب ہیں۔ ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں۔ اصلاً دقت و اشکال نہیں۔ جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن و ہویدا ہے۔ بے تغییر و تبدیل، بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے: وباللہ التوفیق''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 29: ص 119 تا 222: جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا اقتباس میں دلالت عقل کی تشریح ان لفظوں میں ہے: ''یہ آیات محکمات ہیں۔ یہ ام الکتاب ہیں۔ ان کے معنی میں کوئی خفا و اجمال نہیں۔ اصلاً دقت و اشکال نہیں۔ جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن و ہویدا ہے۔ بے تغییر و تبدیل، بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے: وباللہ التوفیق''۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب بست وہشتم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

فیصلہ اول اور تکفیر کلامی کے شرائط

فیصلہ اول میں قائل کی تکفیر کلامی کی گئی ہے یا تکفیر فقہی ۔اس کی وضاحت فیصل اول ہی کرسکتے ہیں ۔اس باب میں محض تکفیر کلامی اور تکفیر فقہی کے طریق کار کی بحث ہے ۔فیصلہ اول کے سوال وجواب میں کسی خاص قائل کا نام مذکورنہیں ۔سوال وجواب درج ذیل ہیں :

سوال: ’’کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی تقریر میں کہا: رام کو کس طرح سے لوگوں نے سمجھا، پرکھا، میں نے بحیثیت مسلمان رام کو کس طرح دیکھا ۔شری رام کا وجود ایسا پاک اور پوتر وجود ہے ۔ان کا کریکٹر اتنا نرالا ، پیارا ....نفرت کے مقابلے میں محبت کے اس نے بادل برسائے ۔

ایسے شخص کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

اسے کسی دینی پروگرام میں بلانا یا اس کی تقریر سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: کفار کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا کھلا کفر ہے ۔فتاویٰ رضویہ مترجم میں ہے ۔کفار کے دیوتاؤں کی تعریف کرنا کفر صریح ہے ۔(ج ۱۴:ص ۶۲۵) لہٰذا ایسا شخص دائرۂ اسلام سے باہر ہے ۔اس پر توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہوتو تجدید نکاح فرض ہے ۔ اس کو پروگراموں میں بلانا اس کی تقریر سننا ناجائز وگناہ ہے: واللہ تعالیٰ اعلم (فیصلہ اول)

داخلی مسائل اور سبب تالیف کتاب

داخلی مسائل پر بحث کی جائے تو لوگ تجسس میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ یہ آدمی کس گروپ کا ہے ۔میرا تعلق کسی ذیلی گروپ سے نہیں اور میں طبقہ بندی کو پسند بھی نہیں کرتا ۔

میری تحریروں میں محض شرعی احکام اور دینی مسائل پر بحث ہوتی ہے۔کسی کی حمایت یا کسی کی مخالفت مقصود نہیں ہوتی، نیز میں اہل سنت و جماعت کے ذیلی طبقات میں سے کسی طبقہ کا فرد نہیں۔دربار اعظم سے میری دستگیری فرمائی جاتی ہے اور میں ہمہ دم حضور اقدس حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی جانب متوجہ رہتا ہوں۔بھلا سمندر کو چھوڑ کر کوئی نہر کی طرف جاتا ہے۔جو چاہے، وہ جائے، میں تو جانے والا نہیں۔اللہ تعالیٰ مجھے استحکام عطا فرمائے: آمین

ہمارا مقصود امت مسلمہ کو غیر مومن معبودان کفار سے دور رکھنا ہے، خاص کر کتھائی خطاب کا حکم بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں۔ہاں، جن تحریروں کو سیکولر و معتدل بننے والے لوگ دستاویز بنا سکتے تھے،ان تحریروں کا تجزیہ کرنا ہوگا،تا کہ آزاد خیال لوگ اسے دلیل نہ بنا سکیں۔

دربار اعظم سے ہمارے مشکل معاملات حل فرمائے جاتے ہیں،پس ادائے شکر کے طور پر میں امت مسلمہ کے مشکل اعتقادی مسائل پر کام کرتا ہوں۔میں حق کو پانے کی کوشش کرتا ہوں اور ایصال الی المطلوب اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔میری تحریروں میں جو کچھ غلط ہے، وہ میری جانب سے ہے اور جو کچھ صحیح ہے، وہ سب فضل الٰہی اور احسان نبوی کا نتیجہ ہے۔

احباب اہل سنت و جماعت غیروں کے اقوال وتحاریر سے متاثر نہیں ہوتے ،لیکن اپنوں کی تحاریر واقوال سے متاثر ہو جاتے ہیں،لہٰذا قابل تبصرہ اقوال وتحاریر پر تبصرہ لازم۔

فصل اول

فیصلہ اول پر فیصلہ سوم میں تبصرہ

فیصلہ سوم میں (ص5 تا 10) تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ فیصلہ اول میں تکفیر کلامی کے شرائط کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے اور تکفیر کلامی کے بعض شرائط بھی رقم کیے گئے ہیں۔

(1) فیصلہ اول سے متعلق فیصلہ سوم میں مرقوم ہے: ''ایسے مسئلہ میں فتویٰ دینے کے

جو تقاضے ہیں، ان کی رعایت کی بجائے صاف چشم پوشی سے کام لیا گیا ہے''۔(ص8)

(2) فیصلہ سوم میں فیصلہ اول سے متعلق مرقوم ہے: ''آڈیو کیسٹ میں صرف آواز ہوتی ہے اور فقہا فرماتے ہیں: (النغمة تشبه النغمة) یعنی آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔

اسی لیے کیسٹ کی بنیاد پر ایسی چیز کا ثبوت جس کے لیے وہ خبر واحد بھی کافی ہے جس سے شرعاً ظن غالب ہو جائے، نہیں ہو پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کیسٹ کی بنیاد پر رویت ہلال کے ثبوت کا حکم نہیں دیا جاتا ہے، مگر اس فتوے میں دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا حکم دے دیا گیا ہے جس کے لیے خبر مشہور جس سے یقین بالمعنی الاعم ہوتا ہے، وہ بھی کافی نہیں، بلکہ اپنا سماع یا خبر متواتر جس سے یقین بالمعنی الاخص ہو جائے، ضروری ہے''۔(ص9)

جواب: جب کسی خاص شخص کی تکفیر کلامی شخصی ہو تو احتمال فی الکلام، احتمال فی التکلم اور احتمال فی المتکلم کا خاتمہ ضروری ہے۔ اگر صرف قول کا حکم بیان کرنا ہو تو صرف کلام میں غور کیا جاتا ہے کہ کوئی احتمال قریب یا احتمال بعید ہے یا نہیں؟ اگر احتمال بعید بھی نہیں تو اس کلام کا حکم بیان کیا جاتا ہے کہ ایسے کلام کا قائل کافر و مرتد ہے۔ ایسے موقع پر شخصی حکم بیان نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ اس کلام کا عام حکم بیان کیا جاتا ہے کہ جو ایسا کہے، وہ کافر و مرتد ہے۔ اس پر توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے۔ ایسا حکم کسی خاص قائل سے متعلق نہیں ہوتا ہے، بلکہ جو کوئی بھی ایسے امر کا مرتکب ہے، اس کا یہ حکم ہوتا ہے۔ فیصلہ اول میں بھی قول کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کسی خاص قائل کا حکم بیان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ قول کے پیش نظر حکم شرعی کا بیان ہے۔ نہ سوال میں کسی خاص قائل کا نام ہے، نہ جواب میں کسی خاص شخص کا نام ہے۔ اس میں تکفیر کلامی شخصی نہیں، بلکہ قول کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

رسالہ: ''اہل قبلہ کی تکفیر'' میں فیصل سوم نے رقم فرمایا ہے کہ اگر مفتی کو خبر مشہور کے ذریعہ کفریہ کلام کی خبر پہنچے تو تکفیر فقہی ہوگی اور خبر متواتر کے ذریعہ کفریہ کلام کی خبر پہنچے تو تکفیر کلامی

ہوگی۔ جب کیسٹ کے ذریعہ خبر پہنچی اور کیسٹ سے ظن غالب بھی حاصل نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے تو فیصل سوم کو اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ فیصلہ اول میں نہ تکفیر کلامی ہے، نہ ہی تکفیر فقہی ہے، بلکہ دونوں سے خارج ہے، لہٰذا صاحب معاملہ فی الوقت بری ہے۔ جب مفتی خبر متواتر یا خبر مشہور کی بنیاد پر کچھ کہے، تب دیکھا جائے گا۔

قول وفعل میں کفر کلامی ہونے کا فیصلہ

کبھی فتاویٰ میں صرف یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس قول یا فعل میں کفر کلامی پایا جاتا ہے۔ کسی خاص قائل وفاعل کی تکفیر شخصی کلامی نہیں کی جاتی ہے۔ ایسے موقع پر قائل وفاعل کا حکم مشروط ہوتا ہے کہ اگر اس نے بلا جبر واکراہ اپنے قصد ورضا سے ہوش وحواس میں ایسے قول وفعل کا ارتکاب کیا ہے اور تکفیر کلامی کی شرطیں پائی جائیں تو وہ شخص کافر کلامی ہے، کیوں کہ قول وفعل میں کفر کلامی پایا جاتا ہے۔ یہ عام حکم کا بیان ہوتا ہے۔ یہ تکفیر کلامی شخصی نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح تکفیر فقہی کا حال ہے کہ کبھی کسی خاص شخص کا حکم بیان کیا جاتا ہے اور کبھی کفر فقہی کا عام حکم بیان کیا جاتا ہے کہ ایسے قول وفعل کا مرتکب کافر فقہی ہے۔ یہ شخصی تکفیر فقہی نہیں ہوتی ہے۔ فتاویٰ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہ کوئی مخفی و پوشیدہ نکتہ نہیں۔

ابتدائی مرحلہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ایک سائل کے سوال پر قادیانی کی مشروط تکفیر کلامی کی تھی کہ اگر اس نے ایسا کہا ہے، تب وہ کافر کلامی ہے۔ چند فتاویٰ منقولہ ذیل ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان اقوال واعمال میں کفر کلامی پایا جاتا ہے، پھر کفر کلامی کا حکم شرعی بیان کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں قائل وفاعل کا حکم مشروط ہوتا ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز سے سوال کیا گیا: ''ایک شخص کہتا ہے کہ ہم کو قرآن وحدیث سے ضرور نہیں، تم آپ ہی اس کے ورق لوٹا کرو، نماز تم ہی پڑھو، سر نیچے اور چوتڑ اوپر کون کرے، ایسے لوگوں کا کیا کہنا چاہئے، اور بیعت ان سے کرنا کس طرح ہے؟ زعم

یہ ہے کہ قرآن مولویوں نے بنایا ہے۔مولویوں کے قرآن کو نہ ماننا چاہئے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص78-رضا اکیڈمی ممبئ)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا:

''اس میں تین الفاظ ملعونہ اور تینوں کفر خالص ہے۔کافر مرتد کے ہاتھ پر بیعت کیا معنی! جوان اقوال پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے، یا اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔بزازیہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہا میں ہے:من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص79-رضا اکیڈمی ممبئ)

استفتا میں ملزم کا نام بھی مرقوم نہیں اور خبر واحد کے ذریعہ ملزم کے اقوال معلوم ہوئے ہیں،لیکن چوں کہ ان اقوال میں کفر کلامی پایا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کافر ہے، یعنی کافر کلامی ہے۔یہاں کسی خاص قائل کا حکم بیان نہیں کیا گیا، بلکہ صرف قول کا حکم بیان کیا گیا۔تکفیر کلامی شخصی کے لیے احتمال فی الکلام واحتمال فی التکلم واحتمال فی المتکلم کا خاتمہ ضروری ہے۔جب کہ استفتا میں قائل کا نام بھی مذکور نہیں، پس یہ محض قول کا حکم ہے۔

(2)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز سے سوال کیا گیا کہ ایک مولوی اور ایک حکیم نانوتوی،گنگوہی اور تھانوی کو اپنا پیشوا وسرتاج اہل سنت مانتے ہیں،ان دونوں کا حکم کیا ہے؟

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص103-رضا اکیڈمی ممبئ)

اسی طرح جو لوگ اس مولوی اور حکیم کے باطل خیال سے مطلع ہو کر ان دونوں کو امام بنائے ،ان کے پیچھے نماز پڑھے ،اور کہے کہ یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں ،ہمیں ان سے کیا کام؟ آخر یہ دونوں بھی تو عالم ہیں،ان کا کیا حکم ہے؟

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص104-رضا اکیڈمی ممبئ)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے جواب میں رقم فرمایا:

''جوان کے خیالات وحالات پر مطلع ہو کر انہیں عالم جانے ، یا قابل امامت مانے ،

ان کے پیچھے نماز پڑھے، وہ بھی انہیں کی طرح کافر و مرتد ہے کہ: من شک فی کفرہ فقد کفر۔
اس کے لیے حسام الحرمین کی وہ عبارتیں کہ سوال سوم میں مذکور ہوئیں، کافی ہیں۔
یوں ہی جو ان احکام ضروریات اسلام کو کہے: یہ مولوی کے جھگڑے ہیں، وہ بھی کافر ہے''۔
(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص109 - رضا اکیڈمی ممبئ)

منقولہ بالا فتویٰ میں بھی صرف قول وفعل کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ کافر کلامی ہیں اور ان کو امام بنانے والے لوگ بھی انہیں کی طرح مرتد ہیں۔ یہاں بھی خبر واحد کے ذریعہ ملزمین کے اقوال وافعال معلوم ہوئے، لیکن چوں کہ ان اقوال وافعال میں کفر کلامی پایا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگ کافر ہیں، یعنی کافر کلامی ہیں۔

منقولہ بالا فتویٰ میں کسی خاص قائل وفاعل کا حکم بیان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ صرف قول وفعل کا حکم بیان کیا گیا۔ تکفیر شخصی کلامی کے لیے احتمال فی الکلام واحتمال فی التکلم واحتمال فی المتکلم کا خاتمہ ضروری ہے، جب کہ یہاں خبر واحد کے ذریعہ کلام موصول ہوا، اور تکلم ومتکلم میں احتمال باقی ہے۔ دراصل اس قسم کے فتاویٰ میں صرف قول وفعل کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

(3) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز سے ایک پیر سے متعلق سوال کیا گیا جو سب کو خدا کہتا تھا، زید وبکر سب کو خدا کہتا۔ خود کو بھی اللہ کہتا۔ نماز، روزہ وحج سے منع کرتا۔ شریعت کو خود ساختہ کہتا، وغیرہ۔ سوال وجواب طویل ہیں۔ جواب کا ضروری حصہ درج ذیل ہے۔

''جو لوگ مرید اس کے ہو چکے ہیں، ان پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہوں، دور بھاگیں کہ وہ بیعت اس کے ہاتھ پر نہیں، ابلیس کے ہاتھ پر ہوئی، پھر ان مریدوں میں جو اس کے ان کفروں سے آگاہ تھے اور اس کے بعد مرید ہوئے، یا بعد مریدی کے آگاہ ہوئے اور اس کی بیعت سے الگ نہ ہوئے، وہ سب بھی اسلام سے خارج ہیں۔ ان پر بھی فرض کہ نئے سرے سے مسلمان ہوں، توبہ کریں، توبہ واسلام کے بعد ان کی عورتیں اگر ان سے دوبارہ نکاح پر راضی نہ ہوں تو ان پر جبر نہیں۔ عورتیں جس سے چاہیں، اگر عدت گزر چکی ہے

تو ابھی، ورنہ بعد عدت اپنا نکاح کرلیں اور اگر انہیں سے دوبارہ نکاح کریں تو مہر جدید لازم آئے گا اور پہلا مہر بھی، اگر باقی ہے، دینا ہوگا''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص195 - رضا اکیڈمی ممبئی)

مذکورہ بالا فتویٰ میں قول کا حکم بیان کیا گیا ہے۔اس میں بتایا گیا کہ ان کی بیویوں سے نکاح ٹوٹ چکے ہیں۔اگر ان کی عدت گزر چکی ہے تو ابھی جس سے نکاح کرنا چاہیں، وہ کرسکتی ہیں۔فسخ نکاح کا حکم کفر کلامی میں ہوتا ہے۔مفہوم یہ ہے کہ اس قول میں کفر کلامی پایا جاتا ہے۔تکفیر کلامی کی دیگر شرطیں موجود ہوں تو ملزم کافر کلامی ہے۔مذکورہ مریدین بھی کافر کلامی ہوں گے، اسی لیے کہا گیا کہ ان کی بیویوں کی عدت گزر چکی ہے تو جس سے چاہیں، نکاح کرسکتی ہیں۔اگر اسی شوہر سے نکاح ہو تو نیا مہر دینا ہوگا، کیوں کہ یہ نیا نکاح ہے۔

منقولہ بالا تینوں فتاویٰ میں کفری کلام کا حکم بیان کیا گیا ہے۔چوں کہ کفریہ کلمات تواتر سے موصول نہیں ہوئے، نہ ہی احتمال فی التکلم واحتمال فی المتکلم کا خاتمہ ہوسکا، پس یہاں تکفیر کلامی شخصی نہیں ہے۔ایسے مواقع پر قول وفعل کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

خبر ظنی کے سبب قادیانی کی مشروط تکفیر

مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ عبارتیں خبر واحد کے ذریعہ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کو موصول ہوئیں تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں خبر واحد کے سبب کیسے اس کا حکم شرعی بیان کردوں، بلکہ آپ نے امت مسلمہ کو قادیانی کے شر وفساد سے محفوظ رکھنے کے واسطے غلام احمد قادیانی مشروط تکفیر فرمائی کہ اگر اس نے ایسا کہا ہے تو وہ کافر ہے۔مشروط تکفیر کا مقصد یہ تھا کہ امت مسلمہ قادیانی کے شر وفساد اور برے عقائد سے محفوظ رہے۔

اگست ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳۲۰ھ میں مولانا پیر عبد الغنی کشمیری امرتسری (م ۱۳۳۸ھ) نے مرزا کی عبارات متفرقہ لکھ کر بریلی شریف بھیجا۔امام اہل سنت نے ان عبارات کے پیش

نظر رسالہ: ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب'' تحریر فرمایا اور آپ نے لکھا کہ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہیں آیا۔ اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں، اور آپ نے اس رسالہ میں لکھا کہ:

''اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر، اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے، وہ بھی کافر''۔

(السوء والعقاب: فتاویٰ رضویہ: جلد 15: ص 590 - جامعہ نظامیہ لاہور)

یہ قادیانی کی مشروط تکفیر ہے کہ اگر اس نے ایسا کہا ہے، تب وہ کافر ہے۔ مشروط تکفیر کرنے کا سبب یہ تھا کہ آپ کو خبر واحد کے ذریعہ قادیانی کی کفریہ عبارتیں موصول ہوئی تھی۔ بعد میں اس کا تیقن حاصل کیا گیا اور قادیانی کی تکفیر کلامی جزمی کی گئی۔

آپ نے اس فتویٰ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں منگوائیں اور ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں ''المعتمد المستند'' میں مرزا قادیانی کی بعض عبارات ذکر کر کے تکفیر فرمائی۔ ۱۳۲۳ھ میں ''قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان'' تحریر فرمایا۔ ۱۳۲۳ھ/۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں علمائے حرمین طیبین نے حسام الحرمین میں قادیانی کے کافر ہونے کی تصدیق فرمائی۔

فصل دوم

کفر فقہی کی صورت میں اسلام سے خروج کا ذکر

رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ''کفر فقہی میں قائل کو ہرگز یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا، یا کافر و مرتد ہو گیا، بلکہ یہ دونوں جملے صرف اور صرف جہاں کفر کلامی ہو، وہاں بولے جاتے ہیں''۔ (ص 50)

بسا اوقات کفر فقہی کی صورت میں بھی اسلام سے خروج اور بیوی سے نکاح ٹوٹ جانے کا ذکر ہوتا ہے، یعنی فقہی اصول وقوانین کے مطابق وہ شخص اسلام سے خارج ہے اور فقہی

اصول کے مطابق بیوی سے نکاح ٹوٹ گیا،لیکن کفر فقہی کی صورت میں اعمال سابقہ کے برباد ہو جانے اور بیوی کے بائنہ ہو جانے کا ذکر نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ دونوں حکم کفر کلامی کے ساتھ خاص ہیں۔فتاویٰ رضویہ کے متعدد فتاویٰ میں کفر فقہی کی صورت میں بھی مرتکب کے اسلام سے خارج ہونے اور بیوی کے نکاح سے نکل جانے کا ذکر موجود ہے،یعنی فقہی اصول وقوانین کے مطابق وہ شخص اسلام سے خارج ہوگا اور فقہی اصول کے مطابق نکاح فسخ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:''علمانے دوسرے کے کفر پر راضی ہونے کو کفر لکھا ہے۔الرضا بالکفر کفر،نہ کہ دوسرے کو کافر بنانے میں کوشش۔یہ بلاشبہہ بحکم فقہا کفر ہے۔بحکم فقہائے کرام ایسے شخص کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی''۔(فتاویٰ رضویہ:جلدششم:ص22-رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالافتویٰ میں بتایا گیا ہے کہ دوسرے کو کافر بنانے کی کوشش کفر فقہی ہے اور فقہی اصول کے مطابق اس کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ کفر فقہی کی صورت میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی بیوی نکاح سے نکل گئی۔

قشقہ لگانا کبھی کفر کلامی اور کبھی کفر فقہی

قشقہ لگانا شعار کفر بھی ہے اور مہادیو کی عبادت بھی۔جب عبادت کی نیت سے قشقہ نہ لگائے تو کفر فقہی ہے۔اگر عبادت کی نیت سے لگائے،یا جائز سمجھ کر لگائے تو کفر کلامی ہے۔

(1)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے، صرف شعار کفار نہیں، بلکہ خاص شعار کفر، بلکہ اس سے بھی اخبث،خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے۔اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لیے ثبوت کفر پر رضا بالاجماع کفر ہے''۔(فتاویٰ رضویہ:جلد چہاردہم:ص676-جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا شعار کفر بھی ہے اور عبادت کفار بھی۔جو عبادت کی نیت سے لگائے،وہ

کافر کلامی ہوگا۔کفر فقہی کا حکم اس وقت ہوگا جب نہ عبادت کی نیت ہو، نہ اسے جائز سمجھے۔

(2)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:''کارڈ میں بعض افعال گاندھو یہ کہ فقہاً کفر ہیں، جیسے قشقہ لگانا، کافر کی جے پکارنا، کافر کی تعظیم، گنا کران کے فاعلوں کو کہا ہے کہ یہ مسلمان یا وہ۔ان میں کون مسلمان ہے۔بلا شبہہ جس طرح کفر فقہی میں مبتلا ہوئے، اور استحلال کریں تو کفر کلامی میں۔بعینہ یہی حالت فقہاً وکلاماً ان افعال واقوال کے مرتکبین کی ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 15:ص160-جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا کفر فقہی ہے۔اسے حلال سمجھنا کفر کلامی ہے۔کسی بھی حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر کلامی ہے۔کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کرنا صرف حرام ہی نہیں، بلکہ کفر فقہی ہے۔کفر فقہی کو حلال سمجھنے والا یقیناً کافر کلامی ہوگا۔کفر فقہی شناعت میں حرام محض سے بڑھ کر ہے۔

(3)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''ماتھے پر قشقہ لگانا خاص شعار کفر ہے،اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو،اس پر لزوم کفر ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (من شبہ بقوم فہو منہ) جو کسی قوم سے مشابہت کرے، وہ انہیں میں سے ہے۔اشباہ والنظائر میں ہے: **(عبادۃ الصنم کفر-ولا اعتبار بما فی قلبہ-وکذا لوتزنر بزنار الیہود والنصاری،دخل کنیستہم اولم یدخل)**:واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم: جز دوم:ص316-رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: بت کی عبادت کفر ہے اور اس کا اعتبار نہیں جو اس کے دل میں ہے اور اسی طرح (کفر ہے) اگر یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا،ان کے کلیسا میں داخل ہو، یا نہ ہو۔

قشقہ لگانا شعار کفر ہے اور اس کے ارتکاب پر کفر لزومی یعنی کفر فقہی کا حکم نافذ ہوگا۔

کفر فقہی کی صورت میں بیوی کا نکاح سے نکل جانا

قشقہ لگانے والوں سے متعلق امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ ذیل میں منقول

ہیں۔ان فتاویٰ میں ملزم سے متعلق نہ کوئی سوال کیا گیا، نہ ہی نسبت کی تحقیق کی گئی، لیکن یہ حکم بیان کیا گیا کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہوگئے اوران کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔ یہ عام حکم کا بیان ہے۔ایسے فتاویٰ میں کسی خاص شخص کا حکم نہیں بیان کیا جاتا ہے، بلکہ ایسے قول وفعل کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔جس پر وہ حالت منطبق ہوگی،اس پر وہ حکم شرعی وارد ہوگا۔

نیز جن صورتوں میں قشقہ لگانا کفرفقہی ہے،ان صورتوں میں بھی بیوی کے نکاح سے نکل جانے اور ملزم کے دائرۂ اسلام سے خارج ہوجانے کی بات کہی گئی ہے اور فقہی اصول وقوانین کے مطابق ایسا کہنا بالکل صحیح ہے اور فقہی قوانین کے مطابق ایسا کہا بھی جاتا ہے۔

قشقہ لگانے سے متعلق فتویٰ اول

مسئلہ:بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم–الحمد للّٰہ العلی العظیم والصلوٰۃ علی النبی الکریم واٰلہ وصحبہ المکرمین–آمین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چندوسی میں مسلمانوں نے ہنود، مشرکین سے اتفاق کرنے میں یہ آثار ظاہر کیے کہ سوائے نوبت نقارے نوازی اور ناچ رنگ نامشروع کے ایسا مبالغہ اور عروج ان کی رسوم جلا دینے میں کہ بعض فریق تلک،قشقہ،سندے برہمنوں کے ہاتھ سے اپنی پیشانی پر کھنچوا کر خوش اور مسرور ہوا،اور بعض فریق برہمنوں کے ساتھ جے رام چندر جی اور جے سیتا جی کی بول اٹھا اور بعض فریق نے ہمراہ ہنود تخت رواں نستہ عورتوں کے گشت کی اور وہ تخت رواں خلاف سالہائے گزشتہ پیوستہ کے بے خوف وخطر گلی کوچہ پھرا کر مسلمانوں کے جائے جلوس پر ہنود لائے،مسلمانوں نے سوائے تواضع پان، پھول اور ہار، الائچی وغیرہ ان کے آنے کا شکریہ بفخر یہ یہ ادا کر کے شیرینی کی تھالی پیش کی ۔اس عمل سے کس فریق کی عورت نکاح سے باہر ہوئی اور کون مبتلائے کفر ہوا،اور کون مرتکب گناہ کبیرہ ہوا،اور ہر فریق کی توبہ کی صورت کیا ہے؟

الجواب: وہ جنہوں نے برہمن سے قشقہ کھنچوایا، وہ جنہوں نے ہنود کے ساتھ وہ جے بولی، کافر ہوگئے۔ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور وہ کہ گشت میں شریک ہوئے اگر کافر نہ ہوئے تو قریب بکفر ہیں۔حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من سود مع قوم فهو منهم)وفی لفظ:(من کثر سواد قوم)

جوکسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

اور وہ جنہوں نے بت کے لانے پر شکریہ ادا کیا اور خوش ہوئے ۔ان پر بھی بحکم فقہا کفر لازم ہے۔غمزالعیون میں ہے:(**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر**) جس نے کافر کے عمل کو اچھا جانا وہ باتفاق مشائخ کافر ہوجاتا ہے۔ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں: واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص318-319-جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا فتویٰ میں دو فریق یعنی قشقہ لگانے والوں اور معبودان کفار کی جے پکارنے والوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہوگئیں۔

اگر عبادت کی نیت سے قشقہ لگایا تو یہ کفر کلامی ہے۔اسی طرح جائز سمجھ کر قشقہ لگایا تو یہ بھی کفر کلامی ہے،جیسا کہ فتاویٰ رضویہ (جلد15:ص160) کے حوالہ سے گزرا۔اس صورت میں اصول متکلمین کے مطابق بھی بیوی نکاح سے نکل گئی اور نکاح ٹوٹ گیا۔

اگر عبادت کی نیت سے قشقہ نہیں لگایا، نہ جائز سمجھ کر لگایا،تو کفر فقہی ہے۔کفر فقہی کی صورت میں فقہا کے اصول کے مطابق عورت نکاح سے نکل جاتی ہے،لیکن چوں کہ متکلمین کے اصول کے مطابق کفر ثابت نہیں ہوتا ہے،لہٰذا فقہائے کرام کفر فقہی کی صورت میں فساد نکاح کا حکم نہیں دیتے ہیں، بلکہ صرف احتیاطی طور پر تجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں۔

کافر فقہی من کل الوجوہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے، بلکہ فقہائے کرام کے اصول

کے مطابق اسلام سے خارج ہوتا ہے، یعنی اسلام سے خارج ہونے کے قریب ہو جاتا ہے۔

استفتا میں صرف قشقہ لگوانے کا ذکر ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ جائز سمجھ قشقہ لگوایا یا ناجائز سمجھ کر۔ اسی طرح یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ مہادیو کی عبادت سمجھ کر قشقہ لگوایا یا محض شعار کفار سمجھ کر۔ کسی چیز کو جائز یا ناجائز سمجھنا اور عبادت یا غیر عبادت سمجھنا مخفی امور میں سے ہے۔ بغیر بتائے دوسرے کو اس کا علم نہیں ہو سکتا ہے اور جب مفتی کو علم نہ ہو کہ جائز سمجھ کر یا عبادت سمجھ کر قشقہ لگایا ہے، اس وقت وہ کفر کلامی کا حکم نافذ نہیں کر سکتا ہے، کیوں کہ اسے ملزم سے متعلق تحلیل حرام یا عبادت غیر اللہ کے قصد کا علم نہیں، پس مفتی صرف قشقہ لگانے کا حکم نافذ کرے گا اور ماقبل میں بتایا جا چکا ہے کہ شعار کفر ہونے کے سبب قشقہ لگانا کفر فقہی ہے۔

الحاصل منقولہ بالا فتویٰ میں قشقہ لگانے والوں کے لیے کفر فقہی کا حکم ہوگا اور فقہی قانون کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں۔

قشقہ لگانے سے متعلق فتویٰ دوم

امام اہل سنت نے اپنی خوشی سے قشقہ لگوانے والوں کے بارے میں رقم فرمایا:

''قشقہ زنار کی طرح شعار کفر، بلکہ اس سے بدتر شعار بت پرستی ہے۔ زنار بعض ملکوں کے یہود ونصاریٰ میں بھی ہے اور قشقہ خاص علامت وشعار مذہب مشرکین وعبدۃ الاصنام۔ وہ لوگ اسلام سے خارج ہو گئے، اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص678-جامعہ نظامیہ لاہور)

ماقبل میں بتایا جا چکا ہے کہ شعار کفر ہونے کے اعتبار سے قشقہ لگانا کفر فقہی ہے۔ منقولہ بالا فتویٰ میں قشقہ کو شعار کفر مان کر ہی بحث ہے، لہٰذا مرتکبین کافر فقہی ہیں اور ان مرتکبین کے اسلام سے خارج ہونے اور ان کی بیویوں کے نکاح سے نکل جانے کی بات کہی گئی ہے، یعنی فقہی اصول کے اعتبار سے یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں اور فقہی اصول کے

اعتبار سے ان کی بیویاں نکاح سے نکل چکی ہیں۔ متکلمین کے اصول کے مطابق یہ لوگ گمراہ ہیں۔ یہ لوگ کافر کلامی نہیں، نیز ان سب فتاویٰ میں قول وفعل کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ خاص کر کسی قائل وفاعل کا شخصی حکم بیان نہیں کیا گیا ہے۔ یہ تکفیر شخصی نہیں، بلکہ حکم عام کا بیان ہے۔

قشقہ لگانے سے متعلق فتویٰ سوم

امام اہل سنت نے ہنود سے قشقہ لگوانے والے دو فریق سے متعلق رقم فرمایا:

''وہ کافر تھے۔ یہ اکفر ہوئے۔ دونوں فریق اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔ ان پر ویسے ہی مجمع کثیر میں علی الاعلان توبہ کرنا، از سر نو مسلمان ہونا فرض ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص 677-جامعہ نظامیہ لاہور)

جب عبادت کی نیت سے قشقہ لگایا جائے، یا حلال سمجھ کر لگایا جائے، تب یہ کفر کلامی ہے اور مرتکب اسلام سے خارج ہے۔ فتویٰ سے قبل نہ مرتکب کا حال دریافت کیا گیا کہ وہ کس اعتبار سے قشقہ لگوایا ہے، نہ ہی استفتا میں مرتکب کے حال کا ذکر ہے، لیکن مرتکب کے اسلام سے خارج ہونے اور نکاح ٹوٹ جانے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ جب مرتکب کا مخفی حال معلوم نہیں کہ وہ عبادت سمجھ کر قشقہ لگوایا، یا حلال سمجھ کر قشقہ لگوایا، یا شعار کفر سمجھ کر لگوایا، پس ایسی صورت میں کفر فقہی کا حکم ہوگا۔ احتمال کی وجہ سے کفر کلامی کی صورت نہیں۔

شعار کفر کے طور پر قشقہ لگانا کفر فقہی ہے اور عبادت کے طور پر یا جائز سمجھ کر قشقہ لگانا کفر کلامی ہے۔ سوال نامہ سے یہ بات واضح ہے کہ مرتکبین نے شعار کفر کے طور پر قشقہ لگوایا ہے اور فتویٰ میں اسلام سے خارج ہونے اور بیوی کے نکاح سے نکل جانے کا حکم فقہائے کرام کے اصول وقوانین کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

کفر فقہی کی صورت میں متکلمین کے اصول کے مطابق بیوی نکاح سے نہیں نکلتی ہے، اس لیے فقہائے کرام اس موقع پر فساد نکاح کا حکم نہیں دیتے ہیں، نہ ہی کافر فقہی کے اعمال

صالحہ کے برباد ہونے کا قول کرتے ہیں، گرچہ فقہی قانون کے مطابق لازم آتا ہے کہ نکاح ٹوٹ جائے اور ملزم اسلام سے خارج ہوجائے ،لیکن حکم کالازم آنا الگ ہے اور حکم کا ثابت ہوجانا الگ ہے۔کبھی کوئی حکم لازم آتا ہے اور کسی مانع کے سبب حکم ثابت نہیں ہوتا ہے۔

الحاصل فتاویٰ رضویہ کی منقولہ بالا عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ کفر فقہی کی صورت میں بھی کبھی اصول فقہا کے مطابق بیوی کے نکاح سے نکل جانے اور ملزم کے خارج اسلام ہونے کی بات کہی جاتی ہے اور فقہی اصول وضوابط کے مطابق ایسا کہنا غلط نہیں ہے۔

منقولہ بالا اقتباس کا استفتا اور مکمل فتویٰ درج ذیل ہے:

مسئلہ:از میرٹھ لال کرتی بازار مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب

مدرس مدرسہ اسلامیہ:۲۰: جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ بتقریب اتفاق ہندو مسلمانان میرٹھ میں ایک جلوس مہاتما گاندھی جی کا نکالا گیا جس میں ہندو مسلمانان سب شریک تھے، علاوہ دیگر واقعات کے ایک واقعہ مسلمانان میرٹھ کا یہ ہوا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے عین جلوس میں قشقہ چندن وغیرہ مسلمانوں کے ماتھے پر لگایا ہے۔ چندن لگوانے اور لگوانے والے مسلمانوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس چندن لگانے میں ہندوؤں کی طرف سے کوئی جبر نہ تھا۔چناں چہ جن مسلمانوں نے انکار کیا،انھوں نے انکار کرنے والے مسلمانوں کے ماتھے پرنہیں لگایا۔اب اس جلوس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تین قسمیں تھیں جو بترتیب ذیل درج سوال ہیں۔امید کہ ہرایک کاحکم شرع شریف علمائے کرام (**لایخافون لومة لائم**) (وہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں رکھتے۔ت) کی شان پیش نظر فرماتے ہوئے تحریر فرما کرعنداللہ ماجور ہوں:

(1) جو مسلمان اس جلسہ میں شریک ہوئے اور چندن لگوانے سے انکار کیا ان کی

شرکت اس جلوس میں از روئے شریعت کیسی تھی؟ (2) جن مسلمانوں نے چندن لگوانے سے ہندوؤں کو روکا نہیں، بلکہ لگوایا، پھر بعد کو اسی وقت یا تھوڑی دیر بعد اس جلسہ میں اپنے ہاتھوں اور رومالوں سے صاف کر لیا، ان کا کیا حکم ہے؟ (3) جن مسلمانوں نے چندن لگوایا اور چندن لگائے ہوئے جلسہ میں شریک رہے، بلکہ چندن لگائے ہوئے اپنے گھروں پر واپس آئے یا شام تک لگائے رہے، ان کی بابت حکم شرع شریف کیا ہے؟

الجواب: حرام حرام سخت حرام تھی، بلکہ فقہائے کرام کے طور پر حکم سخت تر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله)**

(رواہ ابوداؤد بسند حسن وعلقہ الترمذی عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(جس نے کسی مشرک کے ساتھ اتفاق کیا اور اسی کے ساتھ ٹھہرا، وہ اسی کے مثل ہوگا)

(اسے ابوداؤد نے حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن سے اور ترمذی نے تعلیقاً بیان کیا۔ت)

دوسری حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من سود مع قوم فهو منهم) (رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(جس نے کسی قوم کی کثرت بڑھائی، وہ انہی میں سے ہوگا) (اسے خطیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

تیسری حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(من كثر سواد قوم فهو منهم)** (رواہ ابویعلی فی مسندہ وعلی بن معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبداللہ بن مسعود وابن المبارک فی الزھد عن ابی ذر من قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(جس نے کسی قوم کا جتھا بڑھایا، پس وہ انہی میں سے ہوگا) (اسے ابویعلی نے مسند میں اور علی بن معبد نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے مرفوعاً اور ابن مبارک نے زہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے طور پر نقل کیا۔ت)

مجمع الانہر، شرح ملتقی الابحر وفتاویٰ ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہا میں ہے:(**یکفر بتبجیل الکافر حتی لو سلم علی الذمی تبجیلاً کفر وبقوله للمجوسی یا استاذ تبجیلا**)

(کافر کی تعظیم کفر ہے حتی کہ اگر کسی نے ذمی کو تعظیماً سلام کہا تو یہ کفر ہے۔کسی نے مجوسی کو بطور تعظیما ''یا استاذ'' کہا تو یہ بھی کفر ہے۔ت)

(2) قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے،صرف شعار کفار نہیں، بلکہ خاص شعار کفر، بلکہ اس سے بھی اخبث خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے اور اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لیے ثبوت کفر پر رضا بالاجماع کفر ہے۔منح الروض الازہر میں ہے:(**من رضی بکفر نفسه فقد کفر ای اجماعًا–وبکفر غیره اختلف المشائخ**)

(جو اپنی ذات کے کفر پر خوش ہوا، وہ بالاتفاق کافر ہے اور جو کسی کے کفر پر خوش ہوا، اس کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ت)

اور کفر پر رضا جیسی سو برس کے لیے، ویسے ہی ایک لمحہ کے لیے، پونچھ ڈالنے سے کفر جو واقع ہولیا،مٹ نہ جائے گا جب تک ازسرنو اسلام نہ لائے، جیسے جو مہادیو کے آگے دن بھر سجدہ میں پڑ رہے، وہ بھی کافر اور جو سجدہ کرکے سر اٹھائے ،وہ بھی کافر:والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(3) وہ کافر تھے، یہ اکفر ہوئے۔دونوں فریق اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔ان پر ویسے ہی مجمع کثیر میں علی الاعلان توبہ کرنا،ازسرنو مسلمان ہونا فرض ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(**اذا عملت سیئة فاحدث عندها توبة–السر بالسر والعلانیة بالعلانیة**) (رواہ الامام احمد فی الزھد والطبرانی فی الکبیر

بسند حسن عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جب کوئی برائی کا ارتکاب کرے تو توبہ بھی اسی طرح کی جائے ،مثلاً خفیہ گناہ پر خفیہ توبہ اور اعلانیہ گناہ پر اعلانیہ توبہ ضروری ہے) (اسے امام احمد نے زہد میں اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم:ص674-677- جامعہ نظامیہ لاہور)

تینوں فتاویٰ میں قول وفعل پر حکم

منقولہ بالا تینوں فتاویٰ میں قول وفعل کا حکم بیان کیا گیا ہے۔قائلین وفاعلین کا شخصی حکم بیان نہیں کیا گیا ہے، کیوں کہ مفتی کو صرف مستفتی کے ذریعہ یہ خبر ملی اور ایک فرد کی خبر خبر واحد ہوتی ہے۔ایسی صورت میں شخصی تکفیر کلامی یا شخصی تکفیر فقہی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

قانون کا تقاضا اور قانون کا نفاذ

بسا اوقات کوئی قانون کسی امر کا تقاضا کرتا ہے،لیکن کسی مانع کے سبب قانون کا نفاذ نہیں ہوتا ہے،مثلاً اجماع مجرد قطعی بالمعنی الاعم دلیل ہے تو اس سے ثابت ہونے والا ہر حکم قطعی بالمعنی الاعم (ضروری دینی:قسم دوم) ہونا چاہئے اور اس حکم کا منکر فقہائے احناف اور ان کے مؤیدین کے یہاں کافر فقہی ہونا چاہئے ، کیوں کہ فقہائے احناف قطعی بالمعنی الاعم کے انکار پر بھی تکفیر فقہی کرتے ہیں ، جیسے قطعی بالمعنی الاخص (ضروری دینی:قسم اول) کے لزومی انکار پر تکفیر فقہی کرتے ہیں ،لیکن اجماع مجرد کی ہر قسم سے ثابت ہونے والا حکم قطعی بالمعنی الاعم نہیں ہوتا ہے ، بلکہ اجماع مجرد کی چار قسموں میں سے صرف قسم اول سے ثابت ہونے والا حکم قطعی بالمعنی الاعم (ضروری دینی:قسم دوم) ہوتا ہے۔ضروریات دین:قسم دوم کو ضروریات اہل سنت کہا جاتا ہے اور قسم اول کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔

ملا احمد جیون جونپوری (۱۰۴۷ھ-۱۱۳۰ھ) نے اصل کے اعتبار سے اجماع کا حکم

بیان کرتے ہوئے رقم فرمایا:((وحکمه فی الاصل ان یثبت المراد به شرعًا علی سبیل الیقین)یعنی ان الاجماع فی الامور الشرعیة فی الاصل یفید الیقین والقطعیة فیکفر جاحده-وان کان فی بعض المواضع بسبب العارض لا یفید القطع کالاجماع السکوتی)(نورالانوار:ص221-طبع ہندی)

ترجمہ:(اجماع کا حکم اصل کے اعتبار سے یہ ہے کہ اس سے مطلوب،شرعی طور پر یقین کے ساتھ ثابت ہو)یعنی امور شرعیہ میں اجماع اصل کے اعتبار سے یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتا ہے،پس اس کا منکر کافر ہوگا،اگر چہ بعض مقامات میں عارض کے سبب اجماع یقین کا فائدہ نہیں دیتا ہے،جیسے اجماع سکوتی۔

اصل اور قانون کے اعتبار سے اجماع مجرد کی ہر قسم سے ثابت شدہ حکم قطعی(قطعی بالمعنی الاعم)ہونا چاہئے ،لیکن کسی عرض عارض کے سبب اجماع مجرد کی ہر قسم سے ثابت ہونے والا حکم قطعی(بالمعنی الاعم)نہیں ہوتا ہے،جیسے اجماع سکوتی میں عدم اتفاق کا احتمال ہوتا ہے،لہٰذا اجماع سکوتی سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنی الاعم نہیں ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر فقہی نہیں ہوتا ہے۔اسی طرح عرض عارض کے سبب مجتہدین غیر صحابہ کے اجماع سے ثابت ہونے والا حکم بھی قطعی(بالمعنی الاعم)نہیں ہوتا ہے،لہٰذا مجتہدین غیر صحابہ کے اجماع سے ثابت ہونے والے حکم کا انکار کفر فقہی نہیں۔واضح رہے کہ فقہائے کرام اپنی خاص اصطلاح کے مطابق ہر اجماعی امر کو قطعی کہتے ہیں۔یہ فقہا کی خاص اصطلاح ہے۔اجماع متصل اور اجماع مجرد کی تفصیلی بحث ہمارے رسالہ:''اجماع متصل اور ضروریات دین''میں مرقوم ہے۔

اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنی الاعم

اجماع مجرد کی چار قسموں میں سے صرف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع منصوص(اجماع قولی)سے ثابت شدہ مسئلہ قطعی بالمعنی الاعم ہوتا ہے۔اجماع کی

دیگر تین قسموں سے ثابت شدہ حکم کسی عرض عارض کے سبب قطعی بالمعنی الاعم نہیں ہوتا ہے۔

ملا احمد جیون جون پوری (۱۰۴۷ھ-۱۱۳۰ھ) نے اجماع کی بحث میں رقم فرمایا:

((ثم هو علٰی مراتب)ای فی نفسه مع قطع النظر عن نقله له مراتب فی القوة والضعف والیقین والظن(فالاقوی اجماع الصحابة نصا)مثل ان یقولوا جمیعا، اجمعنا علی کذا(فانه مثل الأیة والخبر المتواتر)حتی یکفر جاحده ومنه الاجماع علی خلافة ابی بکر.

(ثم الذی نص البعض وسکت الباقون)من الصحابة وهو المسمی بالاجماع السکوتی-ولا یکفر جاحده وان کان من الادلة القطعیة.

(ثم اجماع من بعدهم)ای بعد الصحابة من اهل کل عصر(علی حکم لم یظهر فیه خلاف من سبقهم)من الصحابة فهو بمنزلة الخبر المشهور یفید الطمانیة دون الیقین.

(ثم اجماعهم علی قول سبق فیه مخالف)یعنی اختلفوا اولًا علی قولین ،ثم اجمع من بعدهم علی قول واحد ،فهذا دون الکل فهو بمنزلة خبر الواحد یوجب العمل دون العلم،ویکون مقدما علی القیاس کخبر الواحد)

(نورالانوار:ص222-223:طبع ہندی)

ترجمہ:اجماع (اجماع مجرد) کے چند درجات ہیں،یعنی اس کی نقل سے قطع نظر کرتے ہوئے،قوت وضعف اور یقین وظن کے اعتبار سے اجماع کے چند مراتب ہیں۔

(1) پس سب سے قوی صحابہ کرام کا اجماع منصوص ہے،جیسے تمام صحابہ کرام ارشاد فرمائیں کہ ہم نے اس پر اجماع کیا،پس یہ آیت قرآنیہ اور خبر متواتر کی طرح ہے، یہاں تک کہ اس کا منکر کافر ہو جائے گا اور اسی میں سے خلافت صدیقی پر اجماع صحابہ ہے۔

(2) پھر وہ اجماع صحابہ جس کا بعض اظہار کریں اور باقی صحابہ کرام سکوت فرمائیں، اور اسی کا نام اجماع سکوتی ہے، اور اس کا منکر کافر نہیں، گرچہ یہ دلائل قطعیہ میں سے ہے۔

(3) پھر حضرات صحابہ کرام کے بعد ہر زمانے والوں کا اجماع کسی ایسے حکم پر جس میں سابقین یعنی صحابہ کرام کا اختلاف نہ ہو، پس یہ خبر مشہور کی منزل میں ہے، یہ علم طمانیت کا افادہ کرتا ہے، علم یقینی کا نہیں۔

(4) پھر غیر صحابہ کا اجماع ایسے قول پر جس میں مخالف گزر چکا ہو، یعنی پہلے دو قول پر مختلف ہو چکے ہوں، پھر ان حضرات کے بعد ایک قول پر اجماع ہو تو یہ اجماع سب سے کم درجے کا ہے، پس یہ خبر واحد کی منزل میں ہے جو عمل کو واجب کرتا ہے، نہ کہ یقین کو، اور یہ خبر واحد کی طرح قیاس پر مقدم ہے۔

منقولہ بالا عبارت میں اجماع مجرد کی چار قسموں کا ذکر ہے۔ حضرت صحابہ کرام کے اجماع منصوص و اجماع سکوتی کا ذکر ہے اور حضرات مجتہدین غیر صحابہ کے دونوں قسم کے اجماع کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ وہ اجماعی امر جس بارے میں عہد صحابہ میں اختلاف ہو، پھر کسی ایک صورت پر مجتہدین کرام کا اجماع ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو خبر واحد کا حکم ہے۔ خبر واحد کے انکار کی متعدد صورتیں ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ خبر واحد سے ثابت شدہ حکم کے انکار کا جو حکم ہے، وہی حکم اس اجماعی امر کے انکار کا ہے۔

صحابہ کرام کا اجماع سکوتی بھی دلیل قطعی ہے، لیکن عرض عارض کے سبب وہ قطعیت کا افادہ نہیں کرتا ہے۔ صرف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع منصوص (غیر سکوتی) سے ثابت شدہ مسئلہ قطعی بالمعنی الاعم ہوتا ہے۔ اس اجماعی مسئلہ کا منکر فقہائے احناف کے یہاں کافر فقہی ہے، لیکن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اجماع سکوتی سے ثابت شدہ مسئلہ قطعی بالمعنی الاعم نہیں، بلکہ ظنی ہے۔

فقہائے کرام نے حضرات صحابہ کرام کے اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح آیت قرآنیہ اور خبر متواتر کا انکار کفر ہے، اسی طرح اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم کا انکار بھی کفر ہے۔اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم کے انکار اور آیت قرآنیہ وحدیث متواتر کے انکار میں فرق یہ ہے کہ آیت قرآنیہ وحدیث متواتر کا انکار کفر کلامی ہے اور اجماع منصوص سے ثابت شدہ حکم کا انکار کفر فقہی ہے۔

اجماع مجرد کی چار قسموں میں سے صرف پہلی قسم سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنی الاعم ہوتا ہے، لہٰذا فقہائے کرام نے صرف اجماع مجرد کی قسم اول سے ثابت شدہ حکم کے انکار کو کفر فقہی قرار دیا ہے، گرچہ اجماع مجرد کی دیگر قسمیں بھی اپنی اصل کے اعتبار سے اس درجہ میں تھیں کہ ان سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنی الاعم ہوتا، پھر اس کا انکار کفر فقہی ہوتا، لیکن عرض عارض کی وجہ سے باقی تینوں قسموں سے ثابت شدہ حکم قطعی بالمعنی الاعم نہیں ہوتا ہے، لہٰذا ان تینوں قسموں سے ثابت ہونے والے اجماعی احکام کا انکار کفر فقہی نہیں۔

اسی طرح کفر فقہی کا مرتکب فقہی اصول کے مطابق دین اسلام سے خارج ہونا چاہئے، لیکن کفر فقہی ضروری دینی کا ایسا انکار ہے جس میں عدم انکار کا احتمال بعید ہو۔اسی احتمال بعید کے سبب وہ انکار کفر کلامی کے درجہ سے فروتر رہتا ہے۔فقہائے کرام احتمال بعید کو قبول نہیں کرتے ہیں اور تکفیر فقہی کرتے ہیں۔متکلمین اسی احتمال بعید کے سبب تکفیر کلامی نہیں کرتے ہیں اور جس طرح فقہی اصول وقوانین قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت ہیں، اسی طرح کلامی اصول وضوابط بھی قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔

ایسی صورت میں گرچہ فقہی اصول کے مطابق کافر فقہی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، لیکن کلامی اصول کا لحاظ کرتے ہوئے فقہائے کرام کافر فقہی کو من کل الوجوہ اسلام سے خارج نہیں مانتے اور نہ من کل الوجوہ خارج مان سکتے ہیں، کیوں کہ کلامی اصول بھی قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں، پس فقہائے کرام کبھی

فقہی اصول کے مطابق کافر فقہی کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ شخص اسلام سے خارج ہے اور اس کا نکاح نکاح ٹوٹ گیا ہے، لیکن اس حکم کو نافذ نہیں کرتے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کافر فقہی کو کافر ومرتد کہنا

رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ''کفر فقہی میں قائل کو ہرگز یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا، یا کافر ومرتد ہوگیا، بلکہ یہ دونوں جملے صرف اور صرف جہاں کفر کلامی ہو، وہاں بولے جاتے ہیں''۔(ص50)

کافر فقہی کو فقہی اصول کے مطابق کافر ومرتد کہا جاتا ہے اور کافر کلامی کو کلامی اصول کے مطابق کافر ومرتد کہا جاتا ہے۔ دونوں طبقہ کی اپنی اصطلاح اور اپنے اصول وقوانین ہیں۔

کافر فقہی کو فقہا کافر ومرتد کہتے ہیں۔ متکلمین کافر فقہی کو گمراہ کہتے ہیں ۔ ہمارے درجنوں رسائل میں اس سے متعلق تفصیلی مباحث مرقوم ہیں۔ کافر فقہی کے لیے بھی قتل کا حکم ہے۔ ہمارے رسالہ: ''کفر کلامی اور کفر فقہی''(خاتمہ) میں تفصیل ہے۔ کافر فقہی کے لیے بھی ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا استعمال ہوتا ہے۔ ہمارے رسالہ: (1) تکفیر فقہی میں من شک کا استعمال (2) معروضات وتاثرات (حصہ ششم) (3) اسماعیل دہلوی اور اکابر دیوبند (4) مناظراتی مباحث اور عقائد ونظریات و دیگر رسائل میں تفصیلی بحث ہے۔

(1) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''اور وہ جنہوں نے بت کے لانے پر شکریہ ادا کیا اور خوش ہوئے۔ ان پر بھی بحکم فقہا کفر لازم ہے۔ غمز العیون میں ہے: (**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسناً فقد کفر**) جس نے کافر کے عمل کو اچھا جانا وہ باتفاق مشائخ کافر ہوجاتا ہے۔ ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم: ص318-319- جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا اقتباس میں صراحت ہے کہ بت لانے پر خوش ہونے والوں اور شکریہ ادا کرنے والوں پر بحکم فقہا کفر لازم ہے اور کفار کے کسی امر کو اچھا سمجھنے والا باتفاق مشائخ کافر ہو جاتا ہے، یعنی کافر فقہی ہو جاتا ہے۔منقولہ بالا فتویٰ میں بت لانے پر خوش ہونے اور شکریہ ادا کرنے والوں کو کفر فقہی کے سبب ہی تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم دیا گیا۔

(2) عہد ماضی کے تبرائی روافض کافر فقہی تھے۔فتاویٰ رضویہ میں ان کافر فقہی تبرائی روافض کو کافر اور مرتد کہا گیا ہے۔امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''جواب سوال دوم: بلاشبہہ رافضی تبرائی بحکم فقہائے کرام مطلقاً کافر مرتد ہے۔اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل کو ہمارا رسالہ ''ردالرفضہ'' بحمداللہ کافی ووافی۔یہاں دو چار سندوں پر اقتصار''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص36-رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالا اقتباس میں عہد ماضی کے تبرائی روافض کو بحکم فقہا کافر ومرتد لکھا گیا ہے، یعنی یہ لوگ فقہی اصول کے مطابق کافر ومرتد ہیں۔عہد ماضی کے تبرائی راوافض کسی ضروری دینی کا صریح انکار نہیں کرتے تھے، لہٰذا وہ کافر کلامی نہیں تھے۔عہد حاضر کے تبرائی روافض ضروریات دین کے صریح انکار کے سبب کافر کلامی ہیں۔امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے رسالہ رد الرفضہ میں تبرائی روافض کے دونوں طبقات کی تفصیل ہے۔ہمارے رسالہ: ''معروضات وتاثرات''(حصہ ششم) میں روافض کے متعدد طبقات کی بحث ہے۔

(3) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے سبحان السبوح میں کافر فقہی سے متعلق رقم فرمایا:''امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ ''اعلام'' میں فرماتے ہیں: (**انہ یصیر مرتدا علیٰ قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا**) وہ ایک جماعت علما کے قول پر مرتد ہو گیا اور اس قدر خسران وزیاں میں بس ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص272-رضا اکیڈمی ممبئی)

ایک جماعت یعنی جماعت فقہا کے قول پر مرتد ہو جائے گا۔اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ کافر فقہی کو مرتد بھی کہا جاتا ہے اور اصول وقانون کے اعتبار سے ایسا کہنا صحیح ہے۔

(4) حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: "حکم ارتداد فقہی وکلامی میں فرق ہے۔ جس لفظ کے ظاہر معنی کفر ہوں، تاویل کی گنجائش نہ رکھتا ہو، یعنی اس کے لیے کوئی تاویل صحیح نہ ہو کہ تاویل فاسد کو یہ نہ کہیں گے کہ اس میں تاویل کی جگہ ہے، فقہا اس پر تکفیر کرتے ہیں، لیکن متکلمین کتنی ہی تاویل بعید ہو، جب تک عرفاً حد امکان میں ہو، اسے موجب احتیاط جانتے ہیں۔ ہاں، تاویل متعذر کہ حقیقۃً تاویل ہی نہیں ہوتی، اسے کوئی نہ سنے گا۔ اس پر تکفیر قطعی اجماعی ہے۔ یہی وہ کافر ہے کہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے"۔

(فتاویٰ مفتی اعظم: جلد ہفتم: ص 247-248)

منقولہ بالا عبارت میں کفر فقہی کو ارتداد فقہی اور کفر کلامی کو ارتداد کلامی کہا گیا ہے۔ ارتداد فقہی کا مرتکب مرتد فقہی ہوگا۔ ارتداد کلامی کا مرتکب مرتکب کلامی ہوگا: اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

فصل سوم

فیصلہ اول میں روایت بالمعنی

رسالہ صغریٰ میں فیصلہ اول سے متعلق مرقوم ہے:

"ہمارے ناظرین کرام پہلے ناگ پوری فتوے کے متن پر ایک نظر دوبارہ ڈال لیں۔

الجواب: کفار کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا کھلا کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ مترجم میں ہے۔ کفار کے دیوتاؤں کی تعریف کرنا کفر صریح ہے۔ (ج ۱۴: ص ۶۲۵) لہٰذا ایسا شخص دائرۂ اسلام سے باہر ہے۔ اس پر توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اس کو پروگراموں میں بلانا اس کی تقریر سننا ناجائز و گناہ ہے: واللہ تعالیٰ اعلم

اس فتوے میں خیانت اور جہالت دونوں کا امتزاج ہے۔ خیانت یہ ہے کہ حوالہ تو دیا جا رہا ہے فتاویٰ رضویہ کا۔ جلد اور صفحہ نمبر بھی نقل کیا جا رہا ہے اور بات کہی جا رہی ہے اپنی خود ساختہ، من گڑھت جس کا واقعیت اور نفس الامر سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ فریب نہیں تو کیا ہے؟

ع/ قیامت کیوں نہیں آتی الٰہی ماجرا کیا ہے

اہل نظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ میں فرمایا ہے: ''صریح کلمہ کفر'' جو کفر فقہی ہونے پر روشن دلیل ہے اور ان حضرات نے خیانت کر کے لفظ کلمہ کو اڑا دیا اور ''کفر صریح'' لکھ دیا، تا کہ تکفیر مسلم کی راہ آسان ہو سکے۔ اس خیانت سے بڑی دوسری خیانت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ''مذہبی جذبات'' فرمایا: ''اور کفار کے مذہبی جذبات کو عزت دینا بلا شبہ کفر ہے'' لیکن یہ مذہبی جذبات کو مکمل طور سے گول کر گئے۔

''**یحرفون الکلم عن مواضعه**''۔ اس قطع و برید اور حذف و اضافہ کے بعد بھی سکوت اختیار کیا جا سکتا تھا، اگر اعلیٰ حضرت کی عبارت اور فتویٰ میں منقولہ عبارت دونوں کا مطلب و مفہوم ایک ہوتا، مگر یہاں یہ بھی نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مطلب ہمارے قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ کفار کے مذہبی کفری جذبات اور ان کے دیوتاؤں کو عزت دینے کو صریح کلمہ کفر کہا گیا ہے اور کفار کے مذہبی جذبات کی تحسین اور پسندیدگی کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

<u>البتہ کفار کے دیوتا کی تعریف مطلقاً کفر نہیں</u>۔ اس پر مفصل بحث گزر چکی ہے۔

اور اس میں جہالت اور رسم افتا سے ناآشنائی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ صریح کلمہ کفر فرما رہے ہیں اور توبہ، تجدید ایمان و نکاح کا حکم دے رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہاں کفر فقہی ہے اور کفر فقہی میں قائل دائرۂ ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور یہ حضرات اسے دائرۂ ایمان سے خارج کر رہے ہیں۔ یہ کھلی ہوئی جہالت ہے''۔ (ص 53-54)

کیا دیوتاؤں اور بتوں کی تعریف و توصیف کفر نہیں؟

رسالہ صغریٰ میں ہے: ''<u>البتہ کفار کے دیوتا کی تعریف مطلقاً کفر نہیں</u>''۔

جواب: کفار کے دیوتا کی تعریف اس کی قولی تعظیم ہے اور دیوتا کی تعظیم کفر ہے۔ غیر

مومن معبودان کفار کے حق میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ۔جس حیثیت سے دیوتاؤں اور بتوں کی تعظیم کی جائے ، وہ کفر ہی ہے، جیسے معبودان کفار کو سجدہ کرنا بہر صورت کفر ہے،خواہ سجدۂ تعظیمی کرے یا سجدۂ تعبدی ، بہر صورت کفر ہے۔حصہ اول: باب پنجم میں تفصیل ہے۔

غیر مومن معبودان کفار کے حق میں حیثیت کا فرق غیر معتبر ہونے کی بحث حصہ اول (باب سوم تا ہفتم) میں مرقوم ہے ۔کافر کے حق حیثیت کا فرق معتبر ہے ۔اسی بات کو غیر مومن معبودان کفار پر منطبق کر دیا گیا ،حالاں کہ کفار و معبود کفار میں فرق ہے ۔غیر مومن معبود کفار منبع کفر و مرکز شرک ہوتا ہے ۔حصہ سوم کے تین ابواب (بست و پنجم تا بست و ہفتم) میں تفصیلی بحث ہے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتو قیر میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ۔

رسالہ صغریٰ میں بلا اعتقاد معبودیت بتوں وشیطانوں کی تعریف کو عظمت دینا قرار دیا گیا ہے اور بتوں کو عزت دینا کفر ہے، پس بلا اعتقاد معبودیت بھی تعریف کرنا کفر ہوا۔فتویٰ اول میں خیانت نہیں، بلکہ روایت بالمعنی ہے اور رسالہ صغریٰ میں تسامح ہے۔

(1) رسالہ صغریٰ میں ہے:''پوری بحث کا حاصل یہ نکلا کہ اصل شرک وکفر غیر خدا کو معبود جاننا ہے اور معبود جان کر ان سے مدد مانگیں تو شرک ، پکاریں تو شرک ، چڑھاوا چڑھائیں تو شرک ،اگر بتی جلائیں تو شرک اور اگر معبود نہ جانیں تو ان میں سے ایک بھی شرک نہیں ۔ البتہ بتوں اور شیاطین کی تعریف وتوصیف کرنا ،عزت دینا اور ان سے مدد مانگنا ، ان کے استھان پر اگر بتی سلگانا وغیرہ حرام و گناہ ضرور ہوگا ،اس لیے اس میں ایک تو بتوں اور شیاطین کی عظمت ہے، دوسرے ان کے پجاریوں سے مشابہت ،لیکن شرک وکفر نہ ہوگا''۔(ص 38)

(2) رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے:''یوں ہی اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ بتوں ، شیاطین سے مدد مانگنا ، مدد کے لیے پکارنا حرام و گناہ ہے، اس لیے کہ اس میں ایک تو بتوں اور شیاطین کی عظمت ہے، دوسرے ان کے پجاریوں سے مشابہت ۔ہاں ،اگر ان بتوں اور

شیاطین کو معبود سمجھ کر کے مدد مانگی جائے تو کفر وشرک ہو جائے گا''۔(ص33)

دیوتاؤں کی تعظیم سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا جواب

بتوں اور دیوتاؤں کی تعظیم سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا سوال وجواب درج ذیل ہے۔

سوال: ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو، ان کے دیوتا کی باتوں کو، ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں ۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں۔

جواب: کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: **ولللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون** ۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** ۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئ)

فیصلہ ال میں تعریف وتوصیف کو عزت دینا قرار دیا گیا ہے اور یہ صحیح ہے، کیوں کہ مدح وستائش قولی تعظیم ہے۔حصہ دوم: باب بستم وبست ودوم میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں مرقوم ہے کہ دیوتاؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے اور مدح وستائش قولی تعظیم ہے، لہٰذا یہ کفر ہے۔فتاویٰ رضویہ کے سوال نامہ میں بھی ہے کہ محض زبانی طور پر کہا گیا تھا کہ ہنود کے دیوتا کی باتوں کو اور پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں۔عملی تعظیم کا ذکر نہیں۔محض زبانی طور پر اتنا کہنے کو کفر بتایا گیا۔سوال نامہ میں عملی تعظیم کا ذکر نہیں۔قولی تعظیم

قول ہی سے ہوتی ہے اور بتوں کی قولی تعظیم بھی کفر ہے، جیسے بتوں کی عملی تعظیم کفر ہے۔

فیصلہ اول میں مذہبی جذبات کو عزت دینے کا ذکر نہیں

رسالہ صغریٰ میں ہے: ''اس خیانت سے بڑی دوسری خیانت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ''مذہبی جذبات'' فرمایا: ''اور کفار کے مذہبی جذبات کو عزت دینا بلاشبہ کفر ہے'' لیکن یہ مذہبی جذبات کو مکمل طور سے گول کر گئے''۔ (اقتباس سابق)

جواب: فیصلہ اول میں روایت بالمعنی ہے۔ اس میں فتاویٰ رضویہ کی عبارت منقول نہیں ہے اور ملزم کا حکم ظاہر کرنے کے لیے ایک سبب کفر کو بیان کر دینا بھی کافی ہے، لہٰذا فیصلہ اول میں مذہبی جذبات کو عزت دینے کا ذکر نہیں کیا گیا، حالاں کہ کتھائی خطاب میں یہ بھی پایا جاتا ہے۔ معبود کفار کی مدح وستائش سے ان کے مذہبی جذبات کا اعزاز ہوتا ہے۔

فیصلہ اول میں کفار کے مذہبی جذبات کو عزت دینے کی بات رقم ہونی چاہئے تھی۔ کتھائی خطاب میں متعدد وجوہ سے کفر پایا جاتا ہے۔ کتھائی خطاب میں کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز ہے۔ کسی قوم کے معبود یا مذہبی پیشواؤں کی تعریف وتوصیف سے اس قوم کے مذہبی جذبات کا اعزاز واکرام ہوتا ہے اور کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز کفر ہے۔

کتھائی خطاب میں کفر کے متعدد اسباب موجود ہیں۔ تین سبب درج ذیل ہے۔

(الف) معبود کفار کی تعریف کفار کے مذہبی جذبات کا اعزاز ہے اور یہ کفر ہے۔

(ب) غیر مومن معبود کفار کی تعریف وتوصیف اس کی قولی تعظیم ہے اور یہ کفر ہے۔

(ج) کتھائی خطاب میں متعدد آیات قرآنیہ کی مخالفت ہے اور یہ کفر ہے۔

صریح کلمہ کفر اور صریح کفر میں کیا فرق ہے؟

رسالہ صغریٰ میں ہے: ''اہل نظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ میں فرمایا ہے: ''صریح کلمہ کفر'' جو کفر فقہی ہونے پر روشن دلیل ہے اور ان

حضرات نے خیانت کر کے لفظ کلمہ کو اڑا دیا اور ''کفر صریح'' لکھ دیا، تا کہ تکفیر مسلم کی راہ آسان ہو سکے''۔(اقتباس سابق)

جواب: صریح کلمہ کفر اس کلام کو بھی کہا جائے گا جس میں کفر فقہی پایا جاتا ہو، اور اس کلام پر بھی اس کا اطلاق ہوگا جس میں کفر کلامی پایا جاتا ہو۔ضروری دینی کا صریح متبین انکار کفر فقہی ہے اور صریح متعین انکار کفر کلامی ہے۔اس کفریہ کلام میں جیسا انکار ہوگا، لفظ صریح سے وہی معنی مراد ہوگا۔''صریح کفر'' اور ''صریح کلمہ کفر'' میں فرق صرف یہ ہوگا کہ صریح کفر کا اطلاق قولی کفر اور فعلی کفر دونوں پر ہوگا اور صریح کلمہ کفر کا اطلاق صرف قولی کفر پر ہوگا۔

باب بست ونہم (فصل پنجم) میں لفظ صریح سے متعلق تفصیلی بحث مرقوم ہے۔

فتاویٰ شارح بخاری اور مفتی اعظم ہند کا طریق کار

رسالہ صغریٰ میں فتاویٰ شارح بخاری (ص:545-546) کی طویل عبارت منقول ہے۔اس عبارت میں کفر کلامی وکفر فقہی کی تشریح ہے۔اس کا آخری حصہ درج ذیل ہے۔

فتاویٰ شارح بخاری میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز سے متعلق مرقوم ہے:

''اس کو یوں سمجھئے کہ مفتی صاحب کے دوقسم کے الفاظ ہوتے ہیں۔کبھی فرماتے ہیں: کافر ومرتد ہوگیا، اسلام سے خارج ہوگیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کفر میں نہ کوئی تاویل ہے، نہ کوئی احتمال ہے۔یہ شخص قطعی کافر ہے اور کبھی فرماتے ہیں: قائل پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔کبھی فرماتے ہیں: اس کو توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا چاہئے۔ ان دونوں کلمات کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مفتی نے قائل کو کافر کہا، بلکہ بر بنائے احتیاط توبہ وتجدید ایمان ونکاح کا حکم دیا۔خواہ اس وجہ سے کہ اس کا کفر مختلف فیہ ہے، خواہ اس وجہ سے کہ ظاہر کفر ہے، گرچہ اس میں تاویل بعید واحتمال بعید بھی ہے جس کی بنا پر کفر سے بچ سکتا ہے۔حضرت مفتی اعظم ہند کے فتویٰ کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے کافر کہا، بلکہ بر بنائے

احتیاطاً توبہ وتجدید ایمان ونکاح کا حکم دیا''۔(رسالہ صغریٰ:ص 52)

جواب: فتاویٰ شارح بخاری کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز اپنے والد ماجد امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرح مسئلہ تکفیر میں مذہب متکلمین پر ہیں، لہٰذا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کافر فقہی کو کافر نہیں کہتے ہیں، کیوں کہ متکلمین کافر فقہی کو کافر نہیں کہتے ہیں، بلکہ گمراہ کہتے ہیں، لیکن چوں کہ ایسا شخص فقہی مذہب کے مطابق کافر فقہی ہوتا ہے، لہٰذا اس مرتکب کو تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا، تا کہ کفر فقہی کے شرعی تقاضے پورے ہو جائیں اور مرتکب بری الذمہ ہو جائے۔

فتاویٰ شارح بخاری کی عبارت کا یہ مفہوم نہیں کہ کافر فقہی کو کافر نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ کافر فقہی کو کافر ومرتد کہا جاتا ہے۔اسی باب کی فصل دوم میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔

فیصلہ اول میں تکفیر کلامی یا تکفیر فقہی؟

رسالہ صغریٰ میں ہے:''اس میں جہالت اور رسم افتا سے نا آشنائی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ صریح کلمہ کفر فرما رہے ہیں اور توبہ، تجدید ایمان ونکاح کا حکم دے رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہاں کفر فقہی ہے اور کفر فقہی میں قائل دائرۂ ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور یہ حضرات اسے دائرۂ ایمان سے خارج کر رہے ہیں۔ یہ کھلی ہوئی جہالت ہے''۔

جواب: فیصلہ اول میں کفر کلامی کا فتویٰ بھی ہو سکتا ہے، کیوں کہ کتھائی خطاب میں متعدد آیات قرآنیہ کی مخالفت ہے جس کا تفصیلی ذکر حصہ دوم: باب نوزدہم وباب بستم میں ہے۔اگر کتھائی خطاب میں احتمال بعید کی صورت موجود ہے تو فیصلہ اول میں کفر فقہی کا حکم ہوگا اور اگر کتھائی خطاب میں احتمال بعید کی صورت نہیں ہے تو کفر کلامی کا فتویٰ ہوگا۔

احتمالات وتاویلات کی بحث علم کلام کے مشکل ترین مباحث میں سے ہے۔ ہر ایک کو اس کی قدرت ومہارت حاصل نہیں۔امام غزالی قدس سرہ العزیز کی کتاب (1) التفرقۃ

بین الاسلام والزندقہ (2) قانون التاویل میں تاویل واحتمال کی تفصیلی بحث ہے۔ہمارے رسالہ(1) تاویل قریب اورتاویل بعید(2)قطعیات اربعہ اور ظنیات میں بھی بحث ہے۔

اسلام سے خروج اور نکاح ٹوٹ جانے کی بات فقہی اصول وقوانین کے مطابق بھی کہی جاتی ہے۔اسی باب کی فصل دوم میں اس کی تفصیلی بحث رقم کی جا چکی ہے۔تکفیر فقہی میں ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ہمارے رسائل میں تفصیل ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

باب بست ونہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

رسالہ صغریٰ کی تاویلات وتدقیقات

متعدد ابواب میں رسالہ صغریٰ کے قابل بحث مندرجات ومشمولات پر بحث رقم کی جا چکی ہے۔بعض دیگر امور پر تبصرہ وتجزیہ اس باب میں رقم کیا گیا ہے: واللہ الموفق والہادی

فصل اول

غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں

(1) رسالہ صغریٰ میں ہے:''پوری بحث کا حاصل یہ نکلا کہ اصل شرک وکفر غیر خدا کو معبود جاننا ہے اور معبود جان کر ان سے مدد مانگیں تو شرک، پکاریں تو شرک، چڑھاوا چڑھائیں تو شرک، اگر بتی جلائیں تو شرک اور اگر معبود نہ جانیں تو ان میں سے ایک بھی شرک نہیں۔ البتہ بتوں اور شیاطین کی تعریف وتوصیف کرنا، عزت دینا اور ان سے مدد مانگنا، ان کے استھان پر اگر بتی سلگانا وغیرہ حرام وگناہ ضرور ہوگا، اس لیے اس میں ایک تو بتوں اور شیاطین کی عظمت ہے، دوسرے ان کے پجاریوں سے مشابہت، لیکن شرک وکفر نہ ہوگا''۔(ص38)

(2) رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے:''یوں ہی اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ بتوں، شیاطین سے مدد مانگنا، مدد کے لیے پکارنا حرام وگناہ ہے، اس لیے کہ اس میں ایک تو بتوں اور شیاطین کی عظمت ہے، دوسرے ان کے پجاریوں سے مشابہت۔ہاں، اگر ان بتوں اور شیاطین کو معبود سمجھ کر کے مدد مانگی جائے تو کفر وشرک ہو جائے گا''۔(ص33)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے بتوں کو عزت دینے کو کفر بتایا ہے، لیکن رسالہ صغریٰ کی عبارتوں میں ہے کہ بتوں کو عظمت دینا حرام وگناہ ہے، لیکن کفر وشرک نہیں۔ پہلے

یہ ثابت کر دیا جائے کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم میں حیثیت کا اعتبار ہوگا۔اس سے متعلق جو بھی شواہد پیش کیے جاتے ہیں، وہ تمام کفار ومشرکین سے متعلق ہیں کہ کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے اور دیگر حیثیات سے کافر کی تعظیم حرام ہے، کفر نہیں۔

حصہ اول (باب سوم تا باب ہفتم) اور حصہ سوم کے تین ابواب میں تفصیلی مباحث ہیں کہ غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم وتکریم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ہے۔حصہ اول: باب ہشتم میں کفار ومشرکین کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر ہونے کا تفصیلی ذکر ہے۔

فتاویٰ رضویہ کے درج ذیل فتویٰ میں ہے کہ بتوں کو عزت دینا کفر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''کفار کے مذہبی جذبات اوران کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: **وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون**۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ**۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

دیوتاؤں یعنی غیر مومن معبودان باطل کو عزت دینا یعنی ان کی تعظیم کرنا کفر ہے۔

فصل دوم

بتوں کو مدد کے لیے پکارنا کفار ومشرکین کا مذہبی شعار

بتوں کو مدد کے لیے پکارنا کفار ومشرکین کا مذہبی طریق کار اور شعار کفار ہے۔مسلمان یہ کام نہیں کرتے ہیں۔ایسی صورت میں بتوں کو مدد کے واسطے پکارنا کفر کیوں نہیں ہوگا؟

حصہ اول: باب دہم میں کفار ومشرکین کے مذہبی شعار وقومی شعار کی بحث ہے۔
کسی جماعت کے شعار کو اختیار کرنے کے سبب اس جماعت سے تشبہ ہوتا ہے۔
تشبہ کی دو قسمیں ہیں: (1) لزومی (2) التزامی۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:
''اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں۔ت)
اس جنس مسائل میں حق تحقیق وتحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے: التزامی ولزومی۔
التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز ووضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے، ان سے مشابہت حاصل کرے، حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے:

فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کما لایخفی (اس لیے کہ قصد اور تکلف کے مفہوم کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں، مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی۔ التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:
اوّل: یہ کہ اس قوم کو محبوب ومرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے۔
یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت، اور کفّار کے ساتھ معاذ اللہ کفر۔
حدیث: (**من تشبہ بقوم فھو منھم**) (جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ت) حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔

غمز العیون والبصائر میں ہے: (**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنًا فقد کفر حتّٰی قالوا فی رجل قال: ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ عندھم حال الحیض حسن فھو کافر**)

(ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھے تو وہ بلاشبہہ کافر ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھاتے وقت باتیں

نہ کرنے کو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ لیٹنے کو مجوسیوں اور آتش پرستوں کی اچھی عادت کہے تو وہ کافر ہے۔ت)

دوم: کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے۔

وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا۔اگر ضرورت غالب ہوتو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبہ کفر کیا معنی، ممنوع بھی نہ ہوگا، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر ،بھیس بدل کر کام فرمایا، اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا۔اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے زمانے میں، جب کہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی، دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کو بجھا دیا۔

خلاصہ میں ہے: (**لو شد الزنار علٰی وسطه و دخل دارالحرب لتخليص الاسارى لا يكفر - ولو دخل لاجل التجارة يكفر - ذكره القاضى الامام ابو جعفر الاستروشنى**)

(اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زُنار باندھے، اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے دار حرب میں داخل ہوتو کافر نہیں ہوگا، اور اگر اس مدت میں تجارت کے لیے جائے تو کافر ہو جائے گا۔امام ابوجعفر استروشنی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ت)

ملتقط میں ہے: (**اذا شد الزنار او اخذ الغل اولبس قلنسوة المجوس جادا اوهازلا يكفر - الا اذا فعل خديعة فى الحرب**)

(جب کسی شخص نے زُنار باندھا، یا طوق لیا، یا آتش پرستوں کی ٹوپی پہنی، خواہ سنجیدگی کے ساتھ، یا ہنسی مذاق کے طور پر تو کافر ہو گیا، مگر جنگ میں (دشمن کو مغالطے میں ڈالنے کے لیے) بطور تدبیر اُیسا کرے تو کافر نہ ہوگا۔ت)

منح الروض میں ہے:(**ان اشد المسلم الزنار ودخل دار الحرب للتجارة کفر-ای لانه تلبس بلباس کفر من غیر ضرورة شدیدة،ولا فائده مترتبة- بخلاف من لبسها لتخلیص الاساری علٰی ما تقدم**)

(اگر مسلمان زنار باندھ کر دارالکفر میں کاروبار کے لیے جائے تو کافر ہوجائے گا، اس لیے کہ اس نے بغیر کسی شدید مجبوری کے اور بغیر کسی ترتب فائدہ کے لباس کفر پہنا (جو اس کے لیے روانہ تھا) بخلاف اس شخص کے جس نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے لباس کفر (برائے حیلہ) استعمال کیا، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ت)

سوم: نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے، بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے، یا یوہیں بطور ہزل واستہزا اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں۔

اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار، قشقہ، چُٹیا، چلیپا، تو علمانے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا: کماسمعت آنفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا۔ت)، اور فی الواقع صورت استہزا میں حکم کفر ظاہر ہے: کمالایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے، جب کہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں، جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، اُلٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں، مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ، ولہٰذا علمانے فسّاق کی وضع کے کپڑے، موزے سینے سے ممانعت فرمائی۔

فتاوٰی خانیہ میں ہے:(**الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علٰی خیاطة شیء من زی الفساق ویعطی له فی ذٰلک کثیر اجر لایستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة**)

(موچی یا درزی فسّاق وفجّار کی وضع کے مطابق معمول سے زیادہ اُجرت پر لباس تیار کرے تو اس کے لیے یہ کام مستحب نہیں، اس لیے کہ یہ گناہ پر امداد واعانت ہے۔ت)

مگراس کے تحقق کواس زمان ومکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں، اوران میں اوران کے غیر میں مشترک نہ ہو، ورنہ لزوم کا کیا محل۔ ہاں، وہ بات فی نفسہٖ شرعاً مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی، نہ کہ تشبہ کی راہ سے"۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 24:ص530-532-جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم: جزاول:ص90-91-رضا اکیڈمی ممبئ)

منقولہ بالا اقتباس کی درج ذیل عبارت سے واضح ہے کہ بتوں کو پکارنا کفر ہے۔

سوم: نہ توانہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے، بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے، یا یو ہیں بطور ہزل واستہزا اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں۔

اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علما نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا"۔(اقتباس سابق)

بتوں کو پکارنا مشرکین کا مذہبی ودینی شعار ہے۔قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر ہے:

(1)(إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ::أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ادْعُوا شُرَكَائَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلا تُنْظِرُونِ)(سورہ اعراف: آیت194-195)

(2)(وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لا يُبْصِرُونَ)(سورہ اعراف: آیت197-198)

(3)(ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ::إِنْ تَدْعُوهُمْ لا يَسْمَعُوا دُعَائَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ)

(سورہ فاطر: آیت13-14)

(4)(وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ)(سورہ احقاف: آیت5)

بتوں کو پکارنا مشرکین کا مذہبی شعار، علامت کفر اور اس میں کفار سے مشابہت ہے۔

رسالہ صغریٰ کی ایک تشریح سے ظاہر ہے کہ بتوں کو جو بھی پکارے گا تو معبود ہونے کی حیثیت سے ہی پکارے گا۔ فتاویٰ رضویہ کے ایک سوال کی تشریح میں رسالہ صغریٰ میں ہے:

سوال: ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو، ان کے دیوتا کی باتوں کو، ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

رسالہ صغریٰ میں منقولہ بالا سوال کی درج ذیل طویل تشریح مرقوم ہے۔

''پہلے فتویٰ کا مطلب یہ ہے کہ سائل ارکان مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تعلق سے پوچھ رہا ہے کہ اس تنظیم کے ارکان نے ہندوؤں سے ایک معاہدہ کیا ہے۔ان معاہدہ کرنے والوں کے الفاظ یہ تھے، ان کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

''ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو، ان کے دیوتا کی باتوں کو، ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں''۔

مذکورہ جملوں میں ایمان وکفر کو گڈمڈ کرنے کا ارادہ پایا جاتا ہے اور من تو شدم تو من شدی کا معاملہ ہے کہ ہم مسلمان کفار اور مشرکین کے کفریہ اور شرکیہ معاملات میں ان کا ساتھ دیں اور کفار ومشرکین اپنے دیوتا اور پیشواؤں کی جیسی عزت کرتے ہیں، ویسی ہی ہم ان کی عزت کریں اور ظاہر بات ہے کہ کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتا ہے، انہیں دیوتا مان کر کرتا ہے۔یہ ہے سوال کا مطلب''۔(ص46-47)

منقولہ بالا تشریح سے یہی ظاہر ہے کہ بتوں کو جو بھی پکارے گا، وہ دیوتا مان کر ہی پکارے گا، جیسا کہ رسالہ صغریٰ کا فرمان ہے کہ: ''کفار ومشرکین اپنے دیوتا اور پیشواؤں کی

جیسی عزت کرتے ہیں، ویسی ہی ہم ان کی عزت کریں اور ظاہر بات ہے کہ کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتا ہے، انہیں دیوتا مان کر کرتا ہے۔ یہ ہے سوال کا مطلب''۔

اس مطلب سے یہ مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ دیوتاؤں کو جو بھی پکارے گا، وہ دیوتا مان کر ہی پکارے گا، کیوں کہ ہنود اسے دیوتا و معبود مان کر ہی اسے پکارتے ہیں۔

فصل سوم

کیا کافر مستحق تعظیم ہے؟

رسالہ صغریٰ میں شرح حموی کی ایک عبارت نقل کرنے کے بعد خلاصہ مرقوم ہے:

''شرح حموی کی پوری عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ کافر کی تعظیم وتوقیر اگر اس کے کفر کی وجہ سے ہوتو کفر اور اگر کفر کے علاوہ اس کے ذاتی اوصاف وکمالات، جود وسخا، انسانی ہمدردی اور غربا ومساکین کی امداد واعانت، ظلم وناانصافی کے خلاف جنگ کی وجہ سے ہوتو وہ جائز ومباح ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک، مروت اور کرم کے باب سے ہے، لہٰذا مطلقاً کفار کی تعظیم کو کفر کہنا درست نہیں''۔(ص29)

شرح حموی میں تعظیم کی بات نہیں کی گئی ہے، بلکہ مروت کی بات کی گئی ہے، نیز یہ واقعہ ایک ذمی کا تھا اور دیگر کفار کی بہ نسبت ذمیوں کے حکم میں کچھ تخفیف ہے۔ جب برصغیر میں ذمی کافر کا وجود ہی نہیں تو اس کی بحث بھی بے فائدہ ہے۔ برصغیر میں حربی کفار ہیں۔ ان کے احکام جداگانہ اور سخت ہیں۔ شرح حموی کی عبارت میں کافر کی تعظیم کا ذکر کہاں ہے؟

بوجہ مصلحت کفار سے مدارات کی اجازت ہے۔ اسی کو شرح حموی میں مروت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کفار ومشرکین سے مدارات ودیگر امور کی بحث باب ہشتم میں مرقوم ہے۔

شرح حموی کی عبارت اور تشریح

عہد ماضی میں ایک ذمی کافر کے بیٹے کے بال مونڈن کی تقریب میں شرکت اور اس

کو تحفہ دینے کے سبب ایک عالم نے مسلمانوں پر سخت الزام عائد فرمایا تھا، حالاں کہ وہ ذمی کافر تھا۔ ذمیوں کے احکام جداگانہ ہیں، نیز وہ مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا۔ نیک سلوک کا بدلہ نیک سلوک ہے: (هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان) (سورہ رحمٰن)

امام حموی حنفی نے رقم فرمایا: (قَوْلُهُ: وَلَا تُكْرَهُ ضِيَافَتُهُ–أَيْ الذِّمِّيِّ.

أَقُولُ فِي فَتَاوَى شَيْخِ الْإِسْلَامِ أَبِي الْحَسَنِ السُّغْدِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ حَكَى أَنَّ وَاحِدًا مِنْ الْمَجُوسِ كَانَ كَثِيرَ الْمَالِ حَسَنَ التَّعَهُّدِ لِفُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ يُطْعِمُ جَائِعَهُمْ وَيَكْسِي عَارِيَهُمْ وَيُنْفِقُ عَلَى مَسَاجِدِهِمْ وَيُعْطِي أَدْهَانَ سُرُجِهَا وَيُقْرِضُ مَحَاوِيجَ الْمُسْلِمِينَ فَدَعَا النَّاسَ مَرَّةً إلَى دَعْوَةٍ اتَّخَذَهَا لِجَزِّ نَاصِيَةِ وَلَدِهِ فَشَهِدَهَا كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَأَهْدَى اليه بَعْضُهُمْ هَدَايَا.

فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى مُفْتِيهِمْ فَكَتَبَ إلَى أُسْتَاذِهِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ أَنْ أَدْرِكْ أَهْلَ بَلَدِكَ فَقَدْ ارْتَدُّوا بِأَسْرِهِمْ فَذَكَرَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ أَنَّ إجَابَةَ دَعْوَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ مُطْلَقَةٌ فِي الشَّرِيعَةِ وَمُجَازَاتُ الْمُحْسِنِ بِإِحْسَانِهِ مِنْ بَابِ الْكَرَمِ وَالْمُرُوئَةِ–وَحَلْقُ الرَّأْسِ لَيْسَ مِنْ شَعَائِرِ أَهْلِ الضَّلَالِ–وَالْحُكْمُ بِرِدَّةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ بِهَذَا الْقَدْرِ غَيْرُ مُمْكِنٍ.

كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ فِي النَّوْعِ السَّادِسِ مِنْ الْفَصْلِ السَّابِعِ مِنْ كِتَابِ السِّيَرِ

(غمز عیون البصائر: باب احکام الذمی: جلد ششم: ص378-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: ذمی کی ضیافت مکروہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام ابوالحسن سغدی کے فتاویٰ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا کہ ایک مجوسی بہت مال دار تھا، غریب مسلمانوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا۔ بھوکے مسلمانوں کو کھانا کھلاتا۔ ننگوں کو کپڑے پہناتا۔ مساجد پر خرچ کرتا۔ اس کے چراغوں کے واسطے تیل دیتا اور ضرورت مند مسلمانوں کو قرض دیتا۔

اس نے اپنے بچے کے بال منڈانے کے وقت مسلمانوں کو دعوت دی، پس کثیر تعداد میں اہل اسلام نے شرکت کی، اور بعض نے اسے تحائف بھی دیئے۔

یہ بات اس شہر کے مفتی پر بہت شاق گزری، پس انہوں نے اپنے استاذ شیخ الاسلام سغدی کو لکھا کہ آپ اپنے شہر والوں کی خبر گیری اور دستگیری فرمائیں، تمام لوگ مرتد ہو گئے۔

پس شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شریعت اسلامیہ میں ذمیوں کی دعوت قبول کرنے کی اجازت ہے اور محسن کے احسان کا بدلہ دینا کرم ومروت کے باب سے ہے، اور بال مونڈن اہل کفر وضلال کے شعار میں سے نہیں اور محض اس بنیاد پر مسلمانوں کو مرتد قرار دینا ممکن نہیں۔

مفتی شہر نے بال مونڈن کی تقریب کو مجوس کا قومی شعار سمجھا، حالاں کہ یہ ایک انسانی تمدن کا حصہ ہے کہ کسی خوشی کے موقع پر ایسی دعوتیں اور تقاریب مناتے ہیں، مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر تمام ممالک کے انسان دھوم دھام کے ساتھ تقریب مناتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، تزئین وآرائش کرتے ہیں۔ ایسے امور کسی قوم کے قومی یا مذہبی شعار نہیں ہوتے۔

شیخ الاسلام علی بن حسین سغدی حنفی (م ۴۶۱ھ) نے بھی فرمایا کہ بال مونڈن کی تقریب اہل کفر کا شعار نہیں، نیز حسن سلوک کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا انسانیت ومروت کا تقاضا ہے۔ اسلام میں اس کی ممانعت نہیں۔ یہ مدارات کے قبیل سے ہے۔ ذمی وغیر ذمی کفار کے حکم میں بھی فرق ہے۔ حربی غیر معاہد کے احکام سخت ہیں۔ مرتدین کے احکام سب سے زیادہ سخت ہیں کہ ان سے معاملات مجردہ یعنی بیع وشرا وغیرہ بھی جائز نہیں۔

امام ابن نجیم مصری حنفی نے کفریہ کلمات کے بیان میں رقم فرمایا:

(وَبِخُرُوجِهِ إِلَى نَيْرُوزِ الْمَجُوسِ وَالْمُوَافَقَةِ مَعَهُمْ فِيمَا يَفْعَلُونَ فى ذلك الْيَوْمِ وَبِشِرَائِهِ يوم النَّيْرُوزِ شىء لم يَكُنْ يَشْتَرِيهِ قبل ذلك تَعْظِيمًا لِلنَّيْرُوزِ -لَا لِلْأَكْلِ وَالشُّرْبِ- وَبِإِهْدَائِهِ ذلك الْيَوْمَ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ بيضة تَعْظِيمًا لِذَلِكَ الْيَوْمِ -لَا بِإِجَابَتِهِ دَعْوَةَ مَجُوسِيٍّ حَلَقَ رَأْسَ وَلَدِهِ.

وَبِتَحْسِينِ أَمْرِ الْكُفَّارِ اتِّفَاقًا حتى قالوا: لو قال تَرْكُ الْكَلَامِ عِنْدَ أَكْلِ الطَّعَامِ من الْمَجُوسِيِّ حَسَنٌ أو تَرْكُ الْمُضَاجَعَةِ حَالَةَ الْحَيْضِ منهم حَسَنٌ فَهُوَ كَافِرٌ) (البحر الرائق: کتاب احکام المرتدین: جلد پنجم: ص 133 - مکتبہ شاملہ)

ترجمہ: (اور کافر ہو جائے گا) مجوسیوں کے نوروز کی طرف جانے سے، اور مجوسیوں کی موافقت کرنے سے ان امور میں جن کو اس دن وہ انجام دیتے ہیں، اور نوروز کے دن اس چیز کے خریدنے سے جو اس سے قبل وہ نہیں خریدتا تھا، نوروز کی تعظیم کے لیے، نہ کہ کھانے پینے کے لیے، اور اس دن اس دن کی تعظیم کے لیے مشرکین کو تحفہ دینے سے، گرچہ ایک انڈا ہو، نہ کہ مجوسی کی دعوت کو قبول کرنے سے اس کے بیٹے کے بال مونڈن کے دن۔

اور (کافر ہو جائے گا) کفار کے کسی امر کو اچھا قرار دینے سے یہاں تک کہ علما نے فرمایا کہ اگر کہا: کھانے کے وقت مجوسی کا ترک کلام اچھا ہے، یا مجوسیوں کا حالت حیض میں (بیوی کے) ساتھ نہ سونا اچھا ہے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن نجیم کے قول (لَا بِإِجَابَتِهِ دَعْوَةَ مَجُوسِيٍّ حَلَقَ رَأْسَ وَلَدِهِ) سے واضح ہو گیا کہ مجوسی اپنے بیٹے کے بال مونڈن کی تقریب کی دعوت دے تو اسے قبول کرنا کفر نہیں۔ چوں کہ یہ محض انسانی تمدن کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی خاص اہل مذہب کا شعار نہیں۔ کھانے کے وقت چپ رہنا مجوسیوں کا مذہبی عمل ہے، اس کی تحسین کفر ہے۔

بال مونڈن کا رواج انسانی تمدن ومعاشرت کا حصہ ہے۔ انسانوں کے درمیان رواج یافتہ امور میں سے کسی امر کو شریعت اسلامیہ منع فرما دے، یا وہ اصول شرع سے متصادم ہو تو وہ ممنوع ہے، جیسے بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا کفار عرب کا مذہبی شعار یا قومی شعار نہیں تھا، بلکہ ایک رواجی معاملہ تھا۔ بوجہ عار اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ جب جنگوں میں بیٹیاں قید ہو جاتیں تو لشکر مخالف ان سے جماع کرتے۔ یہ کیفیت اہل عرب کی غیرت کو ناقابل برداشت تھی، پس بیٹیوں کو دفن کر دیتے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

حربی معاہد کو تحفہ دینا جائز اور ذمی کے احکام میں تخفیف

تمام کفار کے احکام یکساں نہیں۔ کفار میں سے ذمی کفار کے احکام میں سختی کم ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''تمام عبارات ودلائل کہ یہاں تک مذکور ہوئے ،مطلقاً ہر کافر میں ہیں ،اگر چہ کافر ذمی ہو جو سلطنت اسلامیہ میں فرماں بردار وجزیہ گزار ہوکر رہتا ہے اور اکثر معاملات میں اس کا حکم مسلمانوں کا سا رکھا گیا ہے، نہ کہ حربی جس سے انقطاع کلی کا حکم ہے اور امان لے کر بھی دارالاسلام میں سال بھر تک رہ ہی نہیں سکتا''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد16:ص615-جامعہ نظامیہ لاہور)

کفار میں سے حربی غیر معاہد کو تحفہ دینا جائز نہیں۔حربی معاہد، ذمی ومستامن کو تحفہ دینا جائز ہے۔کفار کی مختلف قسموں کے احکام جداگانہ ہیں۔بیان حکم کے وقت اس پر غور کیا جائے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''عبارت موطائے امام محمد:

(لا باس بالهدية الى المشرک المحارب ما لم يهد اليه سلاح او درع-وهو قول ابی حنيفة والعامة من فقهائنا)

حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو،اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا ہے۔

وصیت بھی ہدیہ ہی ہے کہ تملیک عین مجاناً ہے،اور امام محمد جامع صغیر میں صاف فرما چکے کہ ان کے لیے وصیت باطل تو ہدیہ کیسے جائز ہوسکتا ہے،مگر اسی فرق سے کہ معاہد کے لیے جائز اور غیر معاہد کے لیے ناجائز،جس طرح خود امام نے سیر کبیر میں اشعار فرمایا اور کتاب الاصل میں ارشاد امام نے تو بالکل کشف حجاب فرمادیا کہ فرمایا حربی کے لیے باطل، پھر فرمایا:مستامن کے لیے جائز''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد14:ص463-جامعہ نظامیہ لاہور)

حربی غیر معاہد کافر کو ہدیہ دینا جائز نہیں۔حربی معاہد، ذمی ومستامن کے لیے جائز ہے۔

کفار اصلی کی تعظیم وتکریم کے احکام

کافر اصلی کی تین قسمیں ہیں: (1) ذمی (2) مستامن (3) حربی۔ حربی کافر کی بھی دو قسمیں ہیں: حربی معاہد اور حربی غیر معاہد۔ تمام کفار کے احکام یکساں نہیں ہیں۔ ذمی کے احکام میں کچھ تخفیف ہے۔ کافر کی تعظیم حرام ہے، لیکن حاجت ومصلحت کے سبب مدارات کی اجازت ہے۔ حصہ اول: باب ہشتم ونہم میں کفار ومشرکین اور مرتدین کے احکام مرقوم ہیں۔

کافر کی تعظیم کی دو صورت ہے۔ کافر ہونے کی حیثیت سے کافر کی تعظیم کفر ہے، کیوں کہ اس صورت میں کفر کی تعظیم ہے، اور کفر کی تعظیم کفر ہے، جیسے اسلام کی تنقیص واستخفاف کفر ہے۔ کافر کی تعظیم کسی دوسری حیثیت سے ہو تو حرام ہے، کفر نہیں۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اگر معبودان کفار کی جے ہے تو کفر ہے، اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں۔ فتوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے: (**لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر–ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر**)

(اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہو جائے گا، کیوں کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم ''اے استاذ'' کہا تو کفر ہے۔ ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہار دہم: ص 674 - جامعہ نظامیہ لاہور)

(2) امام اہل سنت نے رقم فرمایا: ''شامی میں ہے: (**ای لان فی ذلک تعظیمه وقد نصوا علیٰ حرمة تعظیمه**) یعنی اس لیے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے، اور بے شک ائمہ دین نے تصریحیں فرمائیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 16: ص 615 - رضا اکیڈمی ممبئ)

اقتباس اول میں کافر کی تعظیم کو کفر بتایا گیا اور اقتباس دوم میں حرام بتایا گیا۔ دراصل

کافر کی تعظیم کافر ہونے کی حیثیت سے کی جائے تو یہ کفرفقہی ہے۔کافر کی تعظیم دوسری حیثیت سے ہوتو حرام ہے۔کفر ہی کی تعظیم مقصود ہوتو کفر کلامی ہے،لیکن یہ اسی وقت معلوم ہوگا، جب مرتکب کا بیان قطعی ہوکہ ہم نے کافر کی تعظیم نہیں کی ، بلکہ اس کے کفر کی تعظیم کی ہے۔غیر مومن معبودان کفار کی تعظیم کفر کلامی ہے، کیوں کہ معبودان کفار کی تعظیم کفر ہی کی تعظیم ہے۔

(3)امام شہاب الدین حموی حنفی نے رقم فرمایا:(قَوْلُهُ:فَلَوْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَبْجِيلًا كَفَرَ–قَالَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ:يَجِبُ تَقْيِيدُهُ بِأَنْ يَكُونَ تَعْظِيمًا لِكُفْرِهِ–وَإِلَّا فَقَدْ يَكُونُ لِإِحْسَانِهِ لِلْمُسْلِمِينَ أَوْ لِلْمُعَظِّمِ(انْتَهَى)

(غمزعیون البصائرشرح الاشباہ والنظائر: بالردۃ: جلدسوم:ص423-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:مؤلف کا قول:پس اگر ذمی کافر کوتعظیم کے طور پرسلام کرے تو وہ کافر ہوگیا۔

بعض فضلا نے فرمایا کہ اس کواس سے مقید کرنا ضروری ہے کہ اس کی تعظیم اس کے کفر کے سبب ہو،ورنہ کبھی کافر کی تعظیم اس کے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک یا تعظیم کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کے سبب ہوتی ہے۔

کافرومشرک شرعاً مستحق تعظیم نہیں

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ مشرک کے لے بڑا مرتبہ اور عزت ماننا مطابق اسلام ہے یا نہیں؟اوراس کے استقبال کوشاندار بنانے کے لیے مسلمانوں کا جانا اور مشرک کی تعظیم اوراس کی جے بولنا اوراس کومہا تما کہنا کیسا ہے؟

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''کیا قسم کھائی ہے کہ قرآن عظیم کا کوئی جملہ سلامت نہ رکھیں۔مشرک کے لیے ہرگز کوئی عزت نہیں اور بڑا درکنار ادنیٰ سے ادنیٰ، چھوٹے سے چھوٹا کوئی رتبہ نہیں۔واحد قہار جل وعلا فرماتا ہے:(وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون)عزت توصرف اللہ اوراس کے رسول اور

ایمان والوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

عزیز مقتدر جل وعلا فرماتا ہے:

(ان الذین یحادون اللّٰہ ورسولہ اولٰئک فی الاذلین)

بے شک اللہ ورسول کے جتنے مخالف ہیں، سب ہر ذلیل سے بدتر ذلیلوں میں ہیں۔

عزیز منتقم، عز جلالہ فرماتا ہے: **(ھم شر البریۃ)** وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔

مخلوق میں کتا بھی ہے، سور بھی ہے۔ قرآن عظیم شہادت دیتا ہے کہ مشرکین ان سے بھی بدتر ہیں، پھر رتبہ وعزت کے کیا معنی! اس کی تعظیم سخت سے سخت کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علٰی ھدم الاسلام)

جو کسی بدعتی بد مذہب کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی۔

مبتدع کی تعظیم پر حکم یہ ہے۔ مشرک کی تعظیم کس درجہ بیخ کنی اسلام ہوگی: **(ولٰکن المنٰفقین لایعلمون)** (مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ ت)

استقبال کو شاندار بنانے کے لیے جانا تو عین تعظیم ہے جو صریح مخالفت قرآن عظیم ہے۔ اس جلوس نامانوس میں ویسے بھی شرکت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(من سود مع قوم فھو منھم)**

جو کسی قوم کے جتھے میں شامل ہوا وہ انہیں میں سے ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: **(من کثر سواد قوم فھو منھم)**

جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

تیسری حدیث میں ہے: **(من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ)**

جو مشرک کے ساتھ آئے اور اس کے ساتھ رہے وہ بیشک اسی کے مثل ہے۔

مشرک کی جے نہ بولے گا مگر مشرک۔ حدیث میں ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فرماتے ہیں:(**اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذٰلک العرش**)
جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔
مہاتما کے معنی ہیں ''روح اعظم''جو خاص لقب سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے،مشرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفتِ خدا ورسول ہے۔
حدیث میں ہے،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(**لاتقولوا للمنافق یا سید فانه ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل**) منافق کو''اے سردار'' نہ کہو،بے شک اگر وہ تمہارا سردار ہے،تو تم نے اپنے رب عزوجل کا غضب لیا۔
اب ادھر تو منافق ومشرک کا فرق دیکھو،اور ادھر سردار وروح اعظم کا موازنہ کرو، انہیں نسبتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا غضب اشد ہے''۔
(فتاویٰ رضویہ:جلد14:ص406-408-جامعہ نظامیہ لاہور)

فصل چہارم

غیر مومن معبود کفار سے متعلق دوقسم کا فتویٰ کیوں؟

کسی تحریر میں ایک شعر سے متعلق اعتراض کیا گیا تھا کہ فیصل دوم نے اس شعر پر کفر کے فتویٰ کی تصدیق کی تھی اور کھتائی خطاب کو کفر سے بری قرار دیا ہے۔حالاں کہ دونوں میں رام کی تعریف وتوصیف ہے۔رسالہ صغریٰ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔
رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے:''کلام علما کو سمجھنے کے لیے لیاقت درکار ہے۔بلا شبہ دونوں فتوے برحق وصحیح ہیں۔پہلا فتویٰ جس میں اس شعر پر تکفیر کی گئی ہے: ع

کڑ کڑ میں رام بسے من میں سیتا رام

یہ شعر بلا شبہ کفر ہے اور اس کا قائل کافر،کیوں کہ اس شعر میں ہندوؤں کا بنیادی کفری عقیدہ کہ کائنات کے ذرے ذرے میں رام سمائے ہوئے اور حلول کیے ہوئے ہیں اور رام کو

رام اسی لیے کہتے ہیں کہ رام رمنے سے بنا ہے جس کا معنی سرایت کرنا اور حلول کرنا ہے تو قائل اپنے اس شعر میں ہندؤں کی طراح رام کو بھگوان کی حیثیت دے رہا ہے، لہٰذا اس شعر کے کفر ہونے میں کیا شبہ؟ اس بنیاد پر محقق مسائل جدیدہ نے قائل کی تکفیر پر تصدیق فرمائی جو یقیناً حق وصواب ہے۔

اور رہا اعظمی صاحب کا معاملہ تو انہوں نے ہندی تاریخ میں رام ایک راجا کے بیٹے اور بہادر انسان کی حیثیت سے متعارف ہے۔ بہادری، ظالموں سے جنگ اور اسی طرح کی دوسری خوبیوں کے اعتبار سے اس کی تعریف کی ہے۔ ایسی تعریف ہرگز کفر سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی‘‘۔(ص56-57)

جواب اول: غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں ہے۔ حیثیت کے فرق کا نظریہ خود ساختہ ہے۔کوئی ایسا جزئیہ یا کلیہ پیش کیا جائے جو غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کے فرق کو واضح کرتا ہو۔ہم نے اپنے موقف پر بہت سے شواہد پیش کر دیئے ۔حصہ اول :باب سوم تا ہفتم میں تفصیل ہے ۔معبودان کفار کی تعظیم علامت کفر ہے۔حصہ اول: باب یازدہم وباب دوازدہم میں علامت کفر کی تفصیلی بحث ہے۔

جواب دوم: رسالہ صغریٰ کی ایک تشریح سے ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف جو بھی کرے گا تو معبود ہونے کی حیثیت سے ہی کرے گا۔فتاویٰ رضویہ کے ایک سوال کی تشریح میں رسالہ صغریٰ میں ایسا ہی مرقوم ہے۔وہ سوال اور رسالہ صغریٰ کی تشریح درج ذیل ہے۔

سوال: ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو،ان کے دیوتا کی باتوں کو،ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں ۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

رسالہ صغریٰ میں منقولہ بالا سوال کی درج ذیل طویل تشریح مرقوم ہے۔

''پہلے فتویٰ کا مطلب یہ ہے کہ سائل ارکان مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تعلق سے پوچھ رہا ہے کہ اس تنظیم کے ارکان نے ہندؤں سے ایک معاہدہ کیا ہے۔ان معاہدہ کرنے والوں کے الفاظ یہ تھے،ان کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

''ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو،ان کے دیوتا کی باتوں کو،ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں''۔

مذکورہ جملوں میں ایمان وکفر کو گڈ مڈ کرنے کا ارادہ پایا جاتا ہے اور من تو شدم تو من شدی کا معاملہ ہے کہ ہم مسلمان کفار اور مشرکین کے کفریہ اور شرکیہ معاملات میں ان کا ساتھ دیں اور کفار ومشرکین اپنے دیوتا اور پیشواؤں کی جیسی عزت کرتے ہیں، ویسی ہی ہم ان کی عزت کریں اور ظاہر بات ہے کہ کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتا ہے،انہیں دیوتا مان کر کرتا ہے۔یہ ہے سوال کا مطلب''۔(ص46-47)

منقولہ بالا تشریح سے یہی ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف جو بھی کرے گا، وہ دیوتا مان کر ہی کرے گا ،جیسا کہ رسالہ صغریٰ کا فرمان ہے کہ :''کفار ومشرکین اپنے دیوتا اور پیشواؤں کی جیسی عزت کرتے ہیں، ویسی ہی ہم ان کی عزت کریں اور ظاہر بات ہے کہ کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتا ہے،انہیں دیوتا مان کر کرتا ہے۔یہ ہے سوال کا مطلب''۔اس مطلب سے یہ مطلب ظاہر ہوتا ہے کہ دیوتاؤں کی تعریف جو بھی کرے گا، وہ دیوتا مان کر ہی کرے گا، کیوں کہ ہنود اسے دیوتا ومعبود مان کر ہی اس کی تعریف کرتے ہیں۔

جواب سوم: کتھائی خطاب میں رام کو امام ہند اور ملک بھر میں سب سے بلند رتبہ کہا گیا ہے۔ہندو دھرم کا اوتار ہونے کی وجہ سے قوم ہنود رام کو امام اور ملک بھر میں بلند رتبہ مانتی ہے، نہ کہ راجہ ہونے کی حیثیت سے، پس جس طرح مذکورہ شعر قوم ہنود کے کفری عقیدۂ پر مشتمل ہے،اسی طرح کتھائی خطاب بھی قوم ہنود کے کفری عقیدہ پر مشتمل ہے۔

ملک ہند میں مومن بھی رہتے ہیں اور غیر مومن کو مومن سے افضل ماننا کفر ہے۔جب

رام کو ملک بھر میں سب سے افضل اور بلند رتبہ مانا گیا ہے تو مومن سے بھی بلند رتبہ مانا گیا۔ رام کا وجود ہی ثابت نہیں تو کوئی غیر موجود کسی مومن سے افضل کیسے ہوسکتا ہے۔اگر وجود فرض کیا جائے تو معتبر حوالوں سے اس کا کافر اور داعی کفر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ باب بست وسوم (فصل اول) میں رام کے فرضی ہونے اور بصورت وجود کافر واوتار ہونے کا ذکر ہے۔

اشوک سمراٹ اور رام چندر

اگر ملک ہند کے راجا ہونے کے اعتبار سے قوم ہنود کسی کو بلند رتبہ مانتی تو اشوک سمراٹ (۳۰۴؁ق م-۲۳۲؁ق م) کو مانتی، کیوں کہ تاریخ ہند میں اسی کی سلطنت و بادشاہت سب سے وسیع اور سب سے طاقتور تھی۔افغانستان بھی اس کی سلطنت میں شامل تھا۔

قوم ہنود اکھنڈ بھارت کا نعرہ لگاتی ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ اشوک سمراٹ کے عہد میں بھارت میں جو حصے شامل تھے، وہ سب بھارت کے حصے ہیں۔

بھارتی پرچم میں اشوک چکر کا نشان ہوتا ہے۔ یہ ایک گول دائرہ ہوتا ہے جس میں چوبیس لکیریں ہوتی ہیں۔22: جولائی 1947 کو اسے بھارت کے قومی جھنڈا میں شامل کیا گیا۔اس سے پہلے بھارت کے قومی جھنڈا میں چرخہ کا نشان ہوتا تھا۔

بھارتی حکومت کی جانب سے بہادری کا سب سے بڑا انعام بھی اشوک سمراٹ کے نام سے منسوب ہے۔اسے بھی اشوک چکر کہا جاتا ہے۔ بھارت کا ریاستی نشان جو چار شیروں کی شکل میں ہوتا ہے۔ یہ بھی اشوک سمراٹ کی طرف منسوب ہے۔26: جنوری 1950 کو یہ نشان اختیار کیا گیا جس دن بھارت کا جمہوری دستور نافذ العمل ہوا تھا۔ یہ نشان بھارت کے سرکاری لیٹر پیڈ، روپیوں، بھارتی پاسپورٹ وغیرہ میں چھپا ہوتا ہے۔

تاریخ ہند میں اشوک سمراٹ کی سلطنت موریہ سلطنت کے نام سے متعارف ہے۔ پشیا متر شنگ نامی برہمن نے موریہ سلطنت کے آخری راجہ کو قتل کر کے اس کی حکومت پر قبضہ

کر لیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قوم ہنود رام سے پشپا متر شنگ کو مراد لیتی ہے۔اس کا دار السلطنت اجودھیا تھا۔ باب بست وسوم: فصل اول میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔

فصل پنجم

صریح کلمہ کفر کا اطلاق کس پر ہوگا؟

رسالہ صغریٰ میں فتاویٰ رضویہ کے درج ذیل سوال وجواب کو نقل کر کے تشریح کی گئی ہے۔ پہلے سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے،اس کے بعد رسالہ صغریٰ کی تشریح منقول ہے۔

سوال: ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو،ان کے دیوتا کی باتوں کو،ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں ۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں۔

جواب: کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ: **ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لايعلمون** ۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے،مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الكفار كفر باتفاق المشائخ** ۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں،تجدید اسلام کریں،تجدید نکاح کریں: واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص125-126- رضا اکیڈمی ممبئی)

رسالہ صغریٰ میں منقولہ بالا سوال وجواب کی درج ذیل طویل تشریح مرقوم ہے۔

"پہلے فتویٰ کا مطلب یہ ہے کہ سائل ارکان مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تعلق سے پوچھ رہا ہے کہ اس تنظیم کے ارکان نے ہندوؤں سے ایک معاہدہ کیا ہے۔ان معاہدہ کرنے

والوں کے الفاظ یہ تھے، ان کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

''ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو، ان کے دیوتا کی باتوں کو، ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں''۔

مذکورہ جملوں میں ایمان وکفر کو گڈمڈ کرنے کا ارادہ پایا جاتا ہے اور من تو شدم تو من شدی کا معاملہ ہے کہ ہم مسلمان کفار اور مشرکین کے کفریہ اور شرکیہ معاملات میں ان کا ساتھ دیں اور کفار ومشرکین اپنے دیوتا اور پیشواؤں کی جیسی عزت کرتے ہیں، ویسی ہی ہم ان کی عزت کریں اور ظاہر بات ہے کہ کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتا ہے، انہیں دیوتا مان کر کرتا ہے۔یہ ہے سوال کا مطلب۔

ماقبل میں مفصل بحث گزر چکی ہے کہ کفار اور مشرکین کے کفریہ اور شرکیہ فعل کی تحسین کفر ہوگی۔ذرا چشم بصیرت سے اعلیٰ حضرت کے فتوے میں جو قید مذکور ہے، اس پر نظر فرمائیں کہ سائل نے سوال میں ملکی برادروں کے جذبات کو عزت دینے کے بارے میں پوچھا تھا، حالاں کہ ملکی برادروں کے دیگر انسانی جذبات جن کا کفر سے تعلق نہ ہو، اگر کوئی شخص ان کو عزت دے تو ہرگز کفر نہ ہوگا۔کفر اس وقت ہوگا جب کفار کے مذہبی کفری جذبات ہوں تو ان کو عزت دینا بلاشبہہ کفر ہوگا، اسی لیے اعلیٰ حضرت نے اپنے جواب میں مذہبی کی قید کو بڑھایا ہے، مگر سیاسی، سماجی، ملکی قسم کے معاملات میں کفار کے جذبات کو عزت دینا کفر نہیں۔

(2) اعلیٰ حضرت قدس سرہ کفار کے مذہبی جذبات کے عزت دینے کو صریح کلمہ کفر فرمارہے ہیں۔کلمہ کا صریح کفر ہونا الگ چیز ہے اور قائل کا کافر ہونا الگ چیز، جیسا کہ ماقبل میں اس پر بحث گزر چکی ہے، نیز بعض اوقات بعض کلمات صریح کلمہ کفر ہوتے ہیں، پھر بھی قائل کی تکفیر مختلف اسباب کی وجہ سے درست نہیں ہوتی ہے۔

شبہ فی الکلام، شبہ فی التکلم، شبہ فی المتکلم ان تینوں میں سے کوئی ایک بھی متحقق ہو جائے گا تو وہ مانع تکفیر ہوگا جیسا کہ خدام فقہ پر یہ بات روشن ہے۔

(3) جن لوگوں کو فقہ وافتا سے ادنیٰ بھی ممارست ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ جہاں پر فقہا یہ بولتے ہیں کہ یہ صریح کلمہ کفر ہے، وہاں پر کفر فقہی مراد ہوتا ہے، کفر کلامی مراد نہیں ہوتا اور کفر فقہی میں ہرگز یہ نہیں کہا جاتا کہ قائل کافر ومرتد ہو گیا یا خارج از اسلام ہو گیا، بلکہ فقہا کفر فقہی کے مرتکب کو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں''۔(ص46-48)

لفظ صریح اور کفر کلامی وکفر فقہی

رسالہ صغریٰ میں ہے:''جن لوگوں کو فقہ وافتا سے ادنیٰ بھی ممارست ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ جہاں پر فقہا یہ بولتے ہیں کہ یہ صریح کلمہ کفر ہے، وہاں پر کفر فقہی مراد ہوتا ہے ، کفر کلامی مراد نہیں ہوتا اور کفر فقہی میں ہرگز یہ نہیں کہا جاتا کہ قائل کافر ومرتد ہو گیا یا خارج از اسلام ہو گیا، بلکہ فقہا کفر فقہی کے مرتکب کو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں''۔

جواب:صریح کی دو قسمیں ہیں:صریح متعین اور صریح متبین ۔

صریح کلمہ کفر اس کلام کو بھی کہا جاتا ہے جس میں کفر فقہی پایا جاتا ہو،اور اس کلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جس میں کفر کلامی پایا جاتا ہو۔ضروری دینی کا صریح متبین انکار کفر فقہی ہے اور صریح متعین انکار کفر کلامی ہے ۔اس کفریہ کلام میں جیسا انکار ہوگا ، لفظ صریح سے وہی معنی مراد ہوگا۔''صریح کفر''اور''صریح کلمہ کفر''میں فرق صرف یہ ہوگا کہ صریح کفر کا اطلاق قولی کفر پر بھی ہوگا اور فعلی کفر پر بھی اور صریح کلمہ کفر کا اطلاق صرف قولی کفر پر ہوگا۔فعلی کفر کو صریح کلمہ کفر نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ وہ قول نہیں ہوتا، بلکہ فعل ہوتا ہے۔

الموت الاحمر میں صریح کی دو قسموں کا بیان

(1)حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''متعین میں دوسرا پہلو ہے ہی نہیں جس کی نیت کا احتمال ہو''۔(الموت الاحمر:ص63-جامعۃ الرضا بریلی شریف)

جب متعین میں دوسرا احتمال ہوتا ہی نہیں تو کسی کو اس میں دوسرا احتمال نظر کیسے آ سکتا

ہے۔صریح متعین کلام میں دیگر معنی کے احتمال کا قول غلط ہے۔

(2)حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''صریح بے شک متعین ومتبین دونوں کو شامل جس کا ثبوت فتوائے مبارکہ میں عبارات ہدایہ وفتح القدیر سے دے دیا گیا۔فتوے میں دونوں شقوں کا ذکر تھا۔تمہید ایمان خاص مسلک ومعتمد ومختار مذہب کلامی پر ہے۔(مقدمہ ۵) بحث کلامی میں صریح خاص بمعنی متعین متعین،اس کے لیے دوسرا محمل ناممکن (مقدمہ ۳)اس صریح میں بے شک ادعائے تاویل مردود جس پر''شفا وشروح شفا'' سے تصریحات موجود۔اس سے مطلق صریح کا نافی احتمال یا ہر صریح میں ہر تاویل کا نامقبول وہذیان سمجھ لینا اس لباس کا کام نہیں،دوسرے لباس کا دیوبندی ہذیان ہے''۔

(الموت الاحمر:ص53-جامعۃ الرضا بریلی شریف)

منقولہ بالا عبارت میں متعدد امور کا ذکر ہے:(1)صریح کی دو قسمیں ہیں:متعین ومتبین (2)متکلمین کے یہاں صریح سے صریح متعین مراد ہوتا ہے(3)صریح متعین میں دوسرے معنی کا احتمال ناممکن ہے۔اس میں تاویل کا دعویٰ نا قابل قبول ہے(4)صریح کی قسم دوم یعنی صریح متبین میں احتمال بعید ہوتا ہے،لہٰذا اس میں تاویل کی گنجائش ہے،پس یہ کہنا درست نہیں کہ صریح کی ہر قسم میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے،بلکہ یہ دیوبندیوں کی غلط فہمی ہے۔صریح متعین میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔اس میں احتمال بعید نہیں ہوتا۔

(3)''مگر متعین ہرگز نہ ہوگا جب تک ہر ضعیف سا ضعیف،بعید سا بعید احتمال بھی منتفی نہ ہو جائے''۔(الموت الاحمر:ص56-جامعۃ الرضا بریلی شریف)

متعین فی المفہوم اس کلام کو کہا جاتا ہے جس میں نفس الامر کے اعتبار سے کسی قسم کا احتمال نہ ہو،پھر کسی کی نظر میں اس میں احتمال کیسے ہوسکتا ہے۔متعین کے متعین ہونے کا دار ومدار محقق کی تحقیق پر نہیں ہے،بلکہ نفس الامری حقیقت کی بنا پر وہ کلام متعین ہوتا ہے۔جب نفس احتمال معدوم ہو،تب کوئی کلام متعین فی المفہوم قرار پاتا ہے۔

(4) حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق علیہ ہے، مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین کہ مراد متعین اور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر اور فقہا کے طور پر صریح متعین ومتبین کو شامل اور تاویل متعذر و بعید کو ، یوں ہی کسی قول کفری پر یہ حکم کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی کہ کوئی دوسرا پہلو ہی نہیں، اگر چہ بعید، اور بحث فقہی میں ہے تو مفاد تبین اور جگہ نہ ہونا نفی تحمل یعنی قابل قبول نہیں، خواہ راساً احتمال ہی نہ ہو، یا بعید ہو''۔ (الموت الاحمر: ص50 - جامعۃ الرضا بریلی شریف)

منقولہ بالا اقتباس میں ہے: (فقہا کے طور پر صریح متعین ومتبین کو شامل)

یعنی فقہا کے یہاں صریح سے صریح متعین وصریح متبین دونوں مراد ہوتے ہیں۔

کلام کو دیکھ کر معلوم ہوگا کہ یہ صریح متعین ہے یا صریح متبین ۔

منقولہ بالا اقتباس میں ہے: (مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین)

یعنی متکلمین کے یہاں صریح سے صرف صریح متعین مراد ہوتا ہے۔

تکفیر کلامی کی بحث میں صریح سے صریح متعین مراد ہے اور صریح متعین میں احتمال نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس میں فی نفسہ کوئی احتمال ہی نہیں ہوتا ہے۔ معنی متعین کے علاوہ دوسرے مفہوم کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ تکفیر فقہی کی بحث میں صریح سے صریح متبین مراد ہوتا ہے۔ اس میں احتمال قریب نہیں ہوتا ہے، لیکن احتمال بعید ہوتا ہے اور احتمال بعید فقہا کے یہاں قابل قبول نہیں۔ احتمال بعید کے باوجود تکفیر فقہی کی جاتی ہے۔ متکلمین احتمال بعید کا لحاظ کرتے ہیں اور احتمال بعید کے وجود کے وقت تکفیر کلامی نہیں کی جاتی ہے۔

صریح متبین میں گرچہ جانب مخالف کا احتمال بعید ہوتا ہے جس کے سبب تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے، لیکن تاویل بعید کا بالفعل وجود لازم نہیں، بلکہ اس کا احتمال کافی ہے۔

دلیل صحیح سے جو تاویل ہو، وہ تاویل قریب اور تاویل صحیح ہے۔ دلیل غیر صحیح کی بنیاد پر

جو تاویل ہو، وہ تاویل بعید و تاویل فاسد ہے۔ بلا دلیل یعنی شبہات باطلہ کے سبب جو تاویل ہو، وہ تاویل متعذر اور تاویل باطل ہے۔شبہات باطلہ کا کوئی اعتبار نہیں۔دلیل غیر صحیح اور شبہات باطلہ میں فرق ہے۔دلیل غیر صحیح سے مراد یہ ہے کہ اس کو دلیل سمجھا جائے،لیکن اس امر پر اس کے منطبق ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو،مثلاً جن کبھی انسان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

زید مجھے ایک قلم تحفہ میں دیا، پھر وہ مر گیا۔ممکن ہے کہ وہ زید نہ ہو، بلکہ کوئی جن زید کی شکل اختیار کر کے میرے پاس آیا ہو،اور قلم دیا ہو،لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ زید کی بجائے جن تھا۔زید بھی مر چکا ہے۔اب اس سے دریافت کرنے کی راہ بھی موجود نہیں۔

الحاصل صریح کی دو قسمیں ہیں: صریح متعین اور صریح متبین۔اگر کلام کفری معنی میں صریح متعین ہو تو تکفیر کلامی ہوگی۔اگر کلام کفری معنی میں صریح متبین ہو تو تکفیر فقہی ہوگی۔

رسالہ صغریٰ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ:''جہاں پر فقہا یہ بولتے ہیں کہ یہ صریح کلمہ کفر ہے ،وہاں پر کفر فقہی مراد ہوتا ہے،کفر کلامی مراد نہیں ہوتا''۔(اقتباس سابق)

سوال: فقہا جب صریح کلمہ کفر بولیں کے تو صریح متبین مراد ہوگا اور کلام جب کفری معنی میں صریح متبین ہو تو وہ کفر فقہی ہوتا ہے، نہ کہ کفر کلامی، پس جب فقہا صریح کلمہ کفر کہیں تو اس سے کفر فقہی مراد ہوگا،جیسا کہ رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے؟

جواب اول: الموت الاحمر کے حوالہ سے گزرا کہ فقہا کے یہاں صریح سے صریح متعین اور صریح متبین دونوں مراد ہوتے ہیں۔ہاں، متکلمین کے یہاں صریح سے صرف صریح متعین مراد ہوتا ہے۔رسالہ صغریٰ میں معاملہ کو برعکس کر دیا گیا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق علیہ ہے،مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین کہ مراد متعین اور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر اور فقہا کے طور پر صریح متعین و متبین کو شامل اور تاویل متعذر و بعید کو''۔

(الموت الاحمر:ص50-جامعۃ الرضا بریلی شریف)

جواب دوم: امام اہل سنت قدس سرہ العزیز مسئلہ تکفیر میں مذہب متکلمین پر ہیں، پس جب وہ کسی کلام کو صریح کہیں تو صریح متعین مراد ہوگا اور جب کلام کفری معنی میں صریح متعین ہو تو وہ کفر کلامی ہوگا، نہ کہ کفر فقہی۔ رسالہ صغریٰ میں بہت سی باتیں بلاحوالہ مرقوم ہیں۔

فتاویٰ رضویہ کے سوال وجواب کا مطلب

رسالہ صغریٰ میں فتاویٰ رضویہ کے سوال کا مطلب درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا:

''پہلے فتویٰ کا مطلب یہ ہے کہ سائل ارکان مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تعلق سے پوچھ رہا ہے کہ اس تنظیم کے ارکان نے ہندوؤں سے ایک معاہدہ کیا ہے۔ان معاہدہ کرنے والوں کے الفاظ یہ تھے،ان کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

''ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو،ان کے دیوتا کی باتوں کو،ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں۔ایسی بھی امید رکھتے ہیں''۔

مذکورہ جملوں میں ایمان وکفر کو گڈ مڈ کرنے کا ارادہ پایا جاتا ہے اور من تو شدم تو من شدی کا معاملہ ہے کہ ہم مسلمان کفار اور مشرکین کے کفریہ اور شرکیہ معاملات میں ان کا ساتھ دیں اور کفار ومشرکین اپنے دیوتا اور پیشواؤں کی جیسی عزت کرتے ہیں، ویسی ہی ہم ان کی عزت کریں اور ظاہر بات ہے کہ کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتا ہے، انہیں دیوتا مان کر کرتا ہے۔یہ ہے سوال کا مطلب۔(اقتباس سابق)

جواب: سوال میں مطلق کہا گیا ہے کہ ہم ملکی برادروں کے دیوتا کی باتوں کو اوران کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں۔رسالہ صغریٰ نے جو مطلب بیان کیا ہے،اس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جیسے کفار اپنے دیوتا کی عزت بحیثیت دیوتا کے کرتے ہیں، ویسے ہی یہ مسلمان لوگ بھی دیوتاؤں کی عزت بحیثیت دیوتا کرنے کا معاہدہ کیے ہیں۔یہ تشریح اس

نظریہ کے پیش نظر کی گئی ہے کہ بتوں اور دیوتاؤں کی عزت جب بت اور دیوتا کی حیثیت سے ہو، تب کفر ہے، ورنہ کفر نہیں ہے، لہٰذا سوال کی تشریح بھی اپنے خودساختہ نظریہ کے مطابق کی گئی ہے اور جواب کی تشریح بھی اپنے نظریہ کے مطابق کی گئی ہے۔ اس طرح مطلق حکم کو مقید بنانے کی کوشش کی گئی ہے، حالاں کہ سوال و جواب دونوں مطلق ہیں۔

رسالہ صغریٰ میں فتاویٰ رضویہ کے جواب کی تشریح درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

''اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مطلب ہمارے قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ کفار کے مذہبی کفری جذبات اور ان کے دیوتاؤں کو عزت دینے کو صریح کلمہ کفر کہا گیا ہے اور کفار کے مذہبی جذبات کی تحسین اور پسندیدگی کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

البتہ کفار کے دیوتا کی تعریف مطلقاً کفر نہیں''۔ (ص53-54)

جواب: غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں۔ جس حیثیت سے دیوتاؤں اور بتوں کی تعظیم کی جائے، وہ کفر ہی ہے، جیسے معبودان کفار کو سجدہ کرنا بہر صورت کفر ہے، خواہ سجدۂ تعظیمی کرے یا سجدۂ تعبدی۔ حصہ اول: باب پنجم میں تفصیل ہے۔

غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کا فرق غیر معتبر ہونے کی بحث حصہ اول (باب سوم تا ہفتم) میں مرقوم ہے۔ کافر کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر ہے۔ اسی بات کو غیر مومن معبودان کفار پر منطبق کر دیا گیا، حالاں کہ کفار و معبود کفار میں فرق ہے۔ غیر مومن معبود کفار منبع کفر و مرکز شرک ہوتا ہے۔ غیر مومن معبودان کفار کے حکم میں حیثیت کا فرق غیر معتبر ہونے کی بحث حصہ سوم کے تین ابواب (باب بست و پنجم تا بست و ہفتم) میں بھی ہے۔

رسالہ صغریٰ میں بلا اعتقاد معبودیت بتوں و شیطانوں کی تعریف کو عظمت دینا قرار دیا گیا ہے اور بتوں کو عزت دینا کفر ہے، پس بلا اعتقاد معبودیت بھی تعریف کرنا کفر ہوا۔

رسالہ صغریٰ میں ہے: ''پوری بحث کا حاصل یہ نکلا کہ اصل شرک و کفر غیر خدا کو معبود جاننا ہے اور معبود جان کر ان سے مدد مانگیں تو شرک، پکاریں تو شرک، چڑھاوا چڑھائیں تو

شرک، اگر بتی جلائیں تو شرک اور اگر معبود نہ جانیں تو ان میں سے ایک بھی شرک نہیں۔ البتہ بتوں اور شیاطین کی تعریف وتوصیف کرنا، عزت دینا اور ان سے مدد مانگنا، ان کے استھان پر اگربتی سلگانا وغیرہ حرام وگناہ ضرور ہوگا، اس لیے اس میں ایک تو بتوں اور شیاطین کی عظمت ہے، دوسرے ان کے پجاریوں سے مشابہت، لیکن شرک وکفر نہ ہوگا''۔(ص38)

کتھائی خطاب اور شبہ فی التکلم اور شبہ فی المتکلم

رسالہ صغریٰ میں مرقوم ہے: ''اعلیٰ حضرت قدس سرہ کفار کے مذہبی جذبات کے عزت دینے کو صریح کلمہ کفر فرما رہے ہیں۔کلمہ کا صریح کفر ہونا الگ چیز ہے اور قائل کا کافر ہونا الگ چیز جیسا کہ ماقبل میں اس پر بحث گزر چکی ہے، نیز بعض اوقات بعض کلمات صریح کلمہ کفر ہوتے ہیں، پھر بھی قائل کی تکفیر مختلف اسباب کی وجہ سے درست نہیں ہوتی ہے۔

شبہ فی الکلام، شبہ فی التکلم، شبہ فی المتکلم ان تینوں میں سے کوئی ایک بھی متحقق ہوجائے گا تو وہ مانع تکفیر ہوگا جیسا کہ خدام فقہ پر یہ بات روشن ہے''۔(اقتباس سابق)

جواب:رسالہ صغریٰ کی یہ بات ضرورحق ہے کہ کلام اگر صریح متعین ہو تو بھی تکفیر کلامی کے لیے شبہ فی التکلم اور شبہ فی المتکلم کا خاتمہ ضروری ہے، ورنہ احتمال بعید کے سبب تکفیر کلامی نہیں ہوگی، لیکن فیصلہ اول میں قول کا حکم بیان کیا گیا ہے۔کسی خاص قائل کا شخصی حکم بیان نہیں کیا گیا ہے۔باب بست وہشتم (فصل اول) میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔

جب بعد میں خود خطیب نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے اسٹیج پر مجمع عام کے سامنے اپنے خطاب کا اعتراف کیا، جیسا کہ رسالہ صغریٰ (ص79) میں مرقوم ہے اور پھر خطیب نے اپنے خطاب کے خاص اقتباسات کو استفتا میں نقل کیا اور اس کی جانب سے یہ بات متواتر ہوگئی تو شبہ فی التکلم ختم ہوگیا اور اسی استفتا میں خطاب کا پس منظر بھی مرقوم ہے جس سے خطیب کا بوقت خطاب ہوش وحواس میں ہونا، بقصد ورضا خطاب کرنا، جبر واکراہ نہ ہونا

معلوم ہو جاتا ہے جس سے شبہ فی المتکلم بھی ختم ہو گیا، اس وقت خواص وعوام کے نزدیک فیصلہ اول کے حکم کا خطیب پر منطبق ہونا واضح ہو گیا اور پھر بعد توبہ سب کچھ ختم۔

(التائب من الذنب کمن لا ذنب له) (سنن ابن ماجہ: باب ذکر التوبہ)

کفر کلامی کی صورت میں تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم

رسالہ صغریٰ میں ہے: ''جن لوگوں کو فقہ وافتا سے ادنیٰ بھی ممارست ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ جہاں پر فقہا یہ بولتے ہیں کہ یہ صریح کلمہ کفر ہے، وہاں پر کفر فقہی مراد ہوتا ہے ،کفر کلامی مراد نہیں ہوتا اور کفر فقہی میں ہرگز یہ نہیں کہا جاتا کہ قائل کافر ومرتد ہو گیا یا خارج از اسلام ہو گیا، بلکہ فقہا کفر فقہی کے مرتکب کو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں''۔

جواب: فقہی اصول وقوانین کے مطابق کافر فقہی کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ باب بست وہشتم (فصل دوم) میں اس کی تفصیلی بحث ہے۔

کافر کلامی اور کافر فقہی دونوں کو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔ توبہ کا حکم تو ہر گناہ پر دیا جاتا ہے، گرچہ وہ کفر نہ ہو۔ کفر فقہی میں تجدید ایمان کا حکم اس لیے دیا جاتا ہے کہ مذہب فقہا کے مطابق اسلام سے خروج ثابت ہو گیا ہے اور تجدید نکاح کا حکم احتیاطاً دیا جاتا ہے، کیوں کہ مذہب فقہا کے مطابق نکاح فاسد ہو چکا ہے، گرچہ کسی مانع کے سبب حکم فساد نافذ نہ ہو سکا۔ باب بست وہشتم (فصل دوم) میں اس کی تفصیلی بحث ہے۔

کفر کلامی میں نکاح ٹوٹ جانے کے سبب تجدید نکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔ الغرض دونوں میں توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہے، لیکن حکم کا سبب جداگانہ ہے۔ کفر فقہی میں اعمال سابقہ کے برباد ہونے کا حکم اور بیوی کے بائنہ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا ہے اور کفر کلامی کی صورت میں اعمال سابقہ برباد اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے، کیوں کہ کفر کے سبب وہ نکاح کے قابل نہ رہا۔ کافر کا نکاح مومنہ سے نہیں ہو سکتا، نہ نکاح سابق برقرار رہ سکتا ہے۔

سود کی حرمت ضروریات دین سے ہے۔اس کا منکر کافر کلامی ہے۔درج ذیل فتویٰ میں سود کو حلال کہنے والے کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیا گیا ہے، کیوں کہ قائل کافر کلامی ہو چکا ہے اور نکاح ٹوٹ چکا ہے۔یہ شخص سود کو حلال کہتا تھا اور اس کی تحلیل پر اصرار کرتا تھا۔اس فتویٰ سے واضح ہو گیا کہ توبہ،تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم کفر کلامی کی صورت میں بھی دیا جاتا ہے اور اصول وقوانین کے اعتبار سے یہ حکم بالکل صحیح ہے۔

سود کو حلال کہنے والے سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا سوال وجواب مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ:از سرائے چھبیلہ ضلع بلند شہر

مرسلہ راحت اللہ صاحب امام مسجد جامع ۱۹:رمضان ۱۳۳۸ھ

زید کہتا ہے کہ سود کے معنی اور ہیں اور بیاج کے معنی اور۔ہم بہت نہیں لیتے ہیں اور کھلم کھلا سود کھاتا ہے اور اوروں کو کہتا ہے کہ تم سود کے معنی نہیں جانتے اور جائز کہتا ہے،اس کے اصرار پر شرع کا کیا حکم ہے؟

الجواب:سود مطلقاً حرام ہے، بہت ہو یا تھوڑا۔قال اللہ تعالیٰ:(**وَحَرَّمَ الرِّبٰو**)

زید کا اسے حلال کہنا،اس کی حلت پر اصرار کرنا موجب کفر ہے۔اس پر توبہ فرض ہے۔از سرِ نو مسلمان ہو، پھر اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح جدید کرے اور اگر نہ مانے تو مسلمان اسے قطعاً چھوڑ دیں۔اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا حرام ہے۔قال تعالیٰ:(**وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ**) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص 78-رضا اکیڈمی ممبئ)

فصل ششم

کفر فقہی اور متکلمین اسلام وفقہائے کرام

رسالہ صغریٰ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفر فقہی کفر ہی نہیں، بلکہ غیر کفر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے کفر لزومی کی تشریح میں رقم فرمایا: ''تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں، بدعت وبد مذہبی وضلالت وگمرہی ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: ج ششم: ص: 266)

رسالہ صغریٰ میں کفر فقہی اور کافر فقہی کے بارے میں مرقوم ہے:

''کفر لزومی جو کفر فقہی ہوتا ہے، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں کہ: ''تحقیق یہ ہے کہ حقیقتاً کفر نہیں، بلکہ بدعت وبد مذہبی وضلالت وگمرہی ہے''۔ اور کفر فقہی میں قائل کو ہرگز یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا، یا کافر ومرتد ہوگیا، بلکہ یہ دونوں جملے صرف اور صرف جہاں کفر کلامی ہو، وہاں بولے جاتے ہیں''۔ (ص50)

تکفیر فقہی میں من شک کا استعمال

رسالہ صغریٰ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفر فقہی کفر ہی نہیں، لہٰذا کفر فقہی کے مرتکب کو کافر ومرتد نہیں کہا جائے گا، حالاں کہ کافر فقہی کو بھی کافر ومرتد کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیلی بحث باب بست وہشتم (فصل دوم) میں مرقوم ہوئی۔ کفر فقہی کفر کی ایک مستقل قسم ہے۔ کفر فقہی میں بعض اجماعی وبعض غیر اجماعی اور بعض قطعی (قطعی بالمعنی الاعم) اور بعض ظنی ہوتے ہیں۔ ہمارے رسالہ: ''کفر کلامی اور کفر فقہی'' میں تفصیلی مباحث مرقوم ہیں۔

کافر فقہی فقہی اصول وقوانین کے مطابق کافر ومرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ فقہائے کرام کافر فقہی قطعی کے لیے (من شک فی کفرہ فقد کفر) کا استعمال کرتے ہیں۔

(1) حضور شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے کافر فقہی سے متعلق رقم فرمایا:

''جمہور فقہا جس کو کافر کہتے ہیں، وہ بھی ان کے نزدیک قطعی کافر ہی ہوتا ہے، اسی لیے وہ بھی ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' اور اس جیسی عبارت تحریر فرماتے ہیں''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص64 - دائرۃ البرکات گھوسی)

(2) حضرت شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اس سے معلوم ہوا کہ جو

لوگ شیخین کو گالی دینے کی وجہ سے رافضیوں کو کافر کہتے ہیں، وہ مذہب فقہا پر حکم کفر صادر فرماتے ہیں، مگر پھر بھی فقہائے کرام نے ایسے لوگوں پر حکم صادر فرمانے کے بعد ''من شک : الخ''، جیسی عبارت، بلکہ کہیں اس سے بھی سخت عبارت تحریر فرمائی ہے''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص65-دائرۃ البرکات گھوسی)

اسماعیل دہلوی کا مسئلہ حل ہو گیا

متکلمین کفر فقہی کو ضلالت وگمرہی کہتے ہیں۔ وہ اپنی اصطلاح کے مطابق صرف کفر کلامی کو کفر کہتے ہیں۔ فقہائے کرام کفر کلامی وکفر فقہی دونوں کو کفر کہتے ہیں۔ کفر التزامی کفر کلامی ہے اور کفر لزومی کفر فقہی ہے۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز مسئلہ تکفیر میں متکلمین کے مذہب پر تھے، لہٰذا آپ نے مذہب متکلمین کے مطابق کفر فقہی کو ضلالت وگمرہی کہیں گے اور کافر فقہی کو ضال وگمراہ کہیں گے۔ اسماعیل دہلوی کافر فقہی تھا، لہٰذا متکلمین کی اصطلاح کے مطابق امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کو گمراہ کہا اور الکوکبۃ الشہابیہ وسل السیوف الہندیہ میں فقہا کی اصطلاح کے مطابق اسماعیل دہلوی کو کافر فقہی تسلیم کیا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز مسئلہ تکفیر میں فقہا کے مذہب پر تھے، لہٰذا انہوں نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا، یعنی کافر فقہی قرار دیا، پس یہاں حقیقی اختلاف نہیں، بلکہ محض اصطلاح وتعبیر کا اختلاف ہے۔ فقہائے کرام جس کو کفر فقہی کہتے ہیں، متکلمین اسی کو ضلالت وگمرہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی حیات ہی میں دیوبندیوں نے تکفیر دہلوی کا مسئلہ اٹھایا کہ امام اہل سنت کافر کو کافر نہیں کہتے ہیں۔

بعض سنیوں کو شبہ ہو گیا تھا کہ تحقیق الفتویٰ میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کی گئی تھی۔ ہمارے متعدد رسائل میں تکفیر دہلوی پر مفصل ومدلل بحث مرقوم ہے۔ جو لوگ تحقیق الفتویٰ میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کے قائل تھے، بفضلہ تعالیٰ اب وہ ماند پڑ چکے ہیں۔

متکلمین کفر فقہی کو ضلالت و گمرہی کہتے ہیں

اسماعیل دہلوی کے بارے میں حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی اور امام اہل سنت علیہما الرحمۃ والرضوان کے درمیان حقیقی و معنوی اختلاف نہیں ۔اسماعیل دہلوی کافر فقہی تھا ۔ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز باب تکفیر میں مذہب فقہا پر تھے،لہٰذا آپ نے فقہائے کرام کی اصلاح کے مطابق اسے کافر فقہی قرار دیا۔امام اہل سنت قدس سرہ العزیز باب تکفیر میں مذہب متکلمین پر تھے،لہٰذا آپ نے متکلمین کی اصطلاح کے مطابق اسے گمراہ کہا۔کفر فقہی میں متکلمین وفقہا کے درمیان محض تعبیری اختلاف ہوتا ہے۔

(1)متکلمین کافر فقہی کو گمراہ کہتے ہیں۔منقولہ ذیل فتویٰ میں اس کا ذکر ہے۔

مسئلہ:کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کی دیوبند کا پڑھا ہُوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جُھوٹا ہوسکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جُھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کرسکتا ہے اور خدا نہیں کرسکتا۔یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے۔آدمی جس جس بات پر قادر ہے،خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں۔

انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو،یہ کیسے ہوسکتا ہے،اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہوسکتا ہے۔امید کہ اس بارہ میں جوحق ہوتحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں:بینواتوجروا

الجواب:سبحان اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ت)اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے۔

دیوبندی،نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں،نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا

یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے، جس میں بلامبالغہ ہزار ہاوجہ سے کفرلزومی ہے۔
جمہور فقہائے کرام کے طور پرایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے۔
اگر ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے، اور
ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا یک کافروافی رسالہ مسمّٰی بہ ''سبحٰن السبوح عن کذب مقبوح'' مدت ہوئی، چھپ کرشائع ہو چکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہوسکا، نہ ان شاءاللہ العزیز قیامت تک ہوسکے۔

(حقت علیم کلمة العذاب بما کذبوا ربهم وبما کانوا یفسقون اولٰئک اصمهم اللّٰه واعمٰی ابصارهم فهم طغیا نهم یعمهون)

(عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے۔ یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا، پس وُہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد15:ص451-452-جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالاعبارت میں امکان کذب کے عقیدہ کے سبب اسماعیل دہلوی کوفقہائے کرام کے اصول کے مطابق کافر کہا گیا، کیوں کہ لزوم کفر ثابت ہے، اور چوں کہ کفر کا التزام ثابت نہیں، لہٰذا مذہب متکلمین کے مطابق اسے گمراہ کہا گیا، کافر نہ کہا گیا۔فقہائے کرام کے یہاں لازم مذہب مذہب ہے اور متکلمین کے یہاں لازم مذہب مذہب نہیں۔

(2)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے کفرالتزامی وکفرلزومی کی تشریح میں تحریرفرمایا:

''پھر یہ انکار، جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دوطرح ہوتا ہے: لزومی والتزامی۔التزامی یہ کہ ضروریات دین میں سے کسی شئ کا تصریحاً انکار کرے۔یہ قطعاً

اجماعاً کفر ہے۔اگر چہ نام کفر سے چڑے،اور کمال اسلام کا دعویٰ کرے۔

کفر التزامی کے یہی معنی نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو،جیسا کہ بعض جہال سمجھتے ہیں۔یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہیں پایا جائے گا۔ہم نے دیکھا ہے،بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں،بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا،یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا،وہ بعینہ کفر ومخالف ضروریات دین ہو،جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک وجن وشیطان وآسمان ونار وجنان ومعجزات انبیا علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں،انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ وتوہمات عاطلہ کو لے مرنا،نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے،نہ محبت اسلام وہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے: قاتلہم اللہ انی یؤفکون

اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی،عین کفر نہیں،مگر منجر بکفر ہوتی ہے،یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتمیم تقریبات کرتے چلیے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے،جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر،مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا،بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علیٰ مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں۔اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے۔جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی،حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں،بدعت وبد مذہبی وضلالت وگمرہی ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص266-رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالا عبارت ہے کہ کفر لزومی کفر نہیں، بلکہ ضلالت وگمرہی ہے، یعنی متکلمین کے یہاں یہ ضلالت وگمرہی ہے، لیکن فقہا کے یہاں یہ کفر ہی ہے۔ یہ محض تعبیری اختلاف ہے۔

کفر فقہی کفر کی ایک مستقل قسم

کفر کی دو قسمیں ہیں: کفر کلامی وکفر فقہی۔ کافر فقہی کو بھی کافر ومرتد کہا جاتا ہے۔ رسالہ صغریٰ اپنے خوساختہ نظریہ کے مطابق بحث کرتا ہے۔ رسالہ صغریٰ کی مراد یہ ہے کہ کفر فقہی دراصل ضلالت وگمرہی ہے، یہ کفر نہیں ہے، اسی لیے کفر فقہی کے مرتکب کو کافر ومرتد نہیں کہا جاتا ہے اور بتوں ودیوتاؤں کو عزت دینا کفر فقہی ہے، لہٰذا اس جرم کے مرتکب کو کافر ومرتد نہیں کہا جائے گا جیسا کہ کتھائی خطاب کے فیصلہ اول میں مرتکب کو کافر وخارج از اسلام کہا گیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ اس کی بیوی نکاح سے نکل گئی، جیسا کہ فیصلہ اول میں کہا گیا ہے۔ باب بست وہشتم میں ان امور کی بحث رقم کی جا چکی ہے۔

کفر کلامی کی طرح کفر فقہی بھی کفر کی ایک مستقل قسم ہے۔ تکفیر فقہی کے خاص اصول وضوابط ہیں۔ کفر فقہی کی متعدد قسمیں ہیں۔ کفر فقہی کے کفر ہونے کی بحث درج ذیل ہے۔

کفر کی دو قسمیں ہیں: کفر کلامی وکفر فقہی۔ تیرہ صدیوں بعد اہل ندوہ نے سب سے پہلے کفر فقہی کا انکار کیا تھا۔ فقہائے احناف کی کتابوں میں کفر فقہی کی بے شمار مثالیں مرقوم ہوتی ہے۔ جہاں کفر التزامی نہ ہو، بلکہ کفر لزومی ہو، وہ تمام مثالیں کفر فقہی کی ہیں۔

تکفیر کی دونوں قسمیں (تکفیر کلامی وتکفیر فقہی) قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے متواتر ہیں۔

اہل ندوہ اور کفر فقہی کا انکار

اہل ندوہ نے سب سے پہلے کفر لزومی یعنی کفر فقہی کا انکار کیا، حالاں کہ متاخرین فقہائے احناف مسئلہ تکفیر میں فقہائے کرام کے طریق کار کے متبع تھے، اور اہل ندوہ بھی حنفی

ہونے کے دعویدار تھے، اسی طرح فرقہ بجنوریہ بھی حنفی ہونے کا دعویدار ہے۔

علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے تکفیر فقہی سے متعلق رقم فرمایا:

(وما لیس من الاصول المعلومة من الدین ضرورة کنفی مبادی الصفات مع اثباتها ونفی عموم الارادة والقول بخلق القرآن فذهب جماعة الی تکفیرهم) (المعتقد المنتقد :ص213-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: جو ایسے اصول میں سے نہیں جو دین سے بداہۃً معلوم ہوں، جیسے (اللہ تعالیٰ کی) صفات کے اثبات کے ساتھ مبادی صفات کی نفی، اور (اللہ تعالیٰ کے) عموم ارادہ کی نفی اور قرآن مقدس کے مخلوق ہونے کا قول، پس ایک جماعت کا مذہب ان لوگوں کی تکفیر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے منقولہ بالاعبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

(والقائلون بهذا ایضًا اکابر اهل السنة-لم یفرقوا بین اللزوم والالتزام -فتشنیع الندوة علیٰ من کفر المبتدعین اللازم علیهم الکفر باقوالهم الملعونة-وزعم ان اکفارهم مخالف الاسلام جهل شدید منها-واکفار لکثیر من الائمة الاعلام.

نَعَمْ،اَلرَّاجِحُ عِنْدَنَا اَنَّ لَا اِکْفَارَ اِلَّا بِالْاِلْتِزَامِ-وَلَا نُرِید به ان یلتزم کونه کافرًا-فان اَحَدًا من عبدة الاوثان اَیْضًا لَا یَرْضٰی لِنَفْسِه بتسمیة الکافر-وانما المَعْنٰی اَنْ یَلْتَزِمَ اِنْکَارَ بَعْضِ ما هو من ضروریات الدین-وَاِنْ زَعَمَ اَنَّه من کملاء المسلمین-وَاَنَّ لَه تَاوِیْلًا فی هذا الانکار المهین-کَمَا بَیَّنْتُه فی "سُبْحٰن السبوح")

(المعتمد المستند :ص213-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: اور اس کے قائل بھی اکابر اہل سنت وجماعت ہیں۔انہوں نے لزوم والتزام

میں فرق نہ کیا، پس ندوہ کا ان حضرات پر طعن وتشنیع کرنا جنہوں نے اہل بدعت کے اقوال ملعونہ کے سبب ان لوگوں پر لازم آنے والے کفر کی بنا پر ان مبتدعین کی تکفیر کی، اور (ندوہ کا) گمان کہ اہل بدعت کو کافر قرار دینا مذہب اسلام کے خلاف ہے، (یہ گمان) ندوہ کی شدید جہالت ہے، اور بہت سے ائمہ اعلام کو کافر قرار دینا ہے۔

ہاں، ہمارے یہاں راجح یہ ہے کہ بلا التزام تکفیر نہیں ہے، اور اس سے ہماری مراد یہ نہیں کہ وہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے، کیوں کہ بت پرستوں میں سے بھی کوئی اپنے لیے کافر نام رکھے جانے پر راضی نہیں ہوتا۔

اور التزام کفر کا معنی یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے بعض امر کے انکار کا التزام کرے، گرچہ یہ گمان کرے کہ وہ کامل مسلمانوں میں سے ہے، اور اس کے پاس اس ذلیل انکار کی تاویل ہے، جیسا کہ میں نے سبحان السبوح میں بیان کیا۔

تکفیر فقہی کا طریقہ صحابہ کرام سے متواتر

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: (قَدْ تَوَاتَرَ عن الصحابة والتابعين العظام والمجتهدين الاعلام عليهم الرضوان التام، اِكْفَارُ الْقَائِلِ بِخَلْقِ الكلام كَمَا نَقَلْنَا نُصُوْصًا كَثِيْرًا منهم فى (سبحٰن السبوح عن عيب كذب مقبوح) وَهُمُ الْقُدْوَةُ لِلْفُقَهَاءِ الْكِرَامِ فِيْ اِكْفَارِ كُلِّ مَنْ اَنْكَرَ قَطْعِيًّا- وَالْمُتَكَلِّمُوْنَ خَصُّوْهُ بالضرورى-وهو الاحوط)

(المعتمد المستند :ص50: المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ: حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے قرآن مقدس کو مخلوق ماننے والے کی تکفیر متواتر ہے، جیسا کہ ہم نے ان حضرات کے بہت سے اقوال سبحان السبوح میں نقل کیے، اور یہی حضرات امر قطعی کے ہر منکر کی تکفیر کے

باب میں فقہائے کرام کے پیشوا ہیں، اور متکلمین نے تکفیر کو ضروری دینی کے ساتھ خاص کیا، اور یہ زیادہ احتیاط والا طریقہ ہے۔

متاخرین فقہائے احناف اور مسئلہ تکفیر

متاخرین فقہائے احناف اوران کے مؤیدین لزوم کفر کی صورت میں بھی تکفیر فقہی کرتے ہیں، اورضروریات اہل سنت کے انکار پر بھی تکفیر فقہی کرتے ہیں، جب کہ متکلمین مذکورہ دونوں صورتوں میں تضلیل کرتے ہیں۔حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے متاخرین فقہائے کرام کے طرز عمل کے مطابق اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی فرمائی۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ''مجتہد جس شئ کی طلب جزمی حتمی اذعان کرے، اگر وہ اذعان بدرجہ یقین معتبر فی اصول الدین ہو، اوراس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا ،مگر مجمع علیہ ائمہ دین تو وہ فرض اعتقادی ہے، جس کا منکر عندالفقہا مطلقاً کافر، اور متکلمین کے نزدیک (منکر اس وقت کافر ہے) جب کہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو، اور یہی عندالمحققین احوط واسد اور ہمارے اساتذۂ کرام کا معمول ومعتمد ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد اول:ص240-242۔جامعہ نظامیہ لاہور)

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے منقولہ بالاعبارت کے حاشیہ میں رقم فرمایا:

(اقول:ای عند عامة مصنفیهم من اصحاب الفتاوی وغیرهم من المتأخرین–اما ائمتنا الاقدمون فعلی ما علیه المتکلمون کما حققه خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سره الماجد فی بعض فتاواه)

(حاشیہ فتاویٰ رضویہ: جلد اول:ص242: جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:یعنی فقہائے متاخرین میں سے اکثر مصنفین ،اصحاب فتاویٰ وغیرہم کے نزدیک (وہ کافر ہے) اور ہمارے ائمہ متقدمین کا مسلک وہی ہے جس پر متکلمین ہیں، جیسا کہ

خاتم المحققین ہمارے والد ماجد قدس سرہ العزیز نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تحقیق فرمائی۔

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول بدایونی، امام العلما حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی اور امام اہل سنت علیہم الرحمۃ والرضوان مسئلہ تکفیر میں متکلمین کے مذہب پر ہیں۔

کفر فقہی کی شناعت وقباحت

اہل ضلالت وبدعت کی تین قسمیں ہیں: (1) کافر کلامی (2) کافر فقہی (3) گمراہ محض۔ کافر کلامی دائرۂ اسلام سے من کل الوجوہ خارج ہوتا ہے۔ کافر فقہی دائرۂ اسلام سے من کل الوجوہ خارج نہیں ہوتا، لیکن اس کے بہت سے احکام گمراہ محض سے جداگانہ ہوتے ہیں، مثلاً اس کا ذبیحہ فقہائے کرام کے یہاں حرام ہے، اور صحیح قول کے مطابق اس کی اقتدا میں نماز باطل ہے، یعنی فرضیت ادا ہی نہیں ہوگی۔ فقہی اصول کے مطابق اس سے نکاح باطل اور بعد نکاح قربت بھی زنائے خالص ہے۔ گمراہ محض اہل سنت وجماعت سے خارج ہوتا ہے اور اس سے سلام وکلام، شادی بیاہ، اس کے ساتھ نشست وبرخاست، خورد ونوش، دوستی ومحبت، اس کی اقتدا میں نماز، اس کی نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ حرام وناجائز ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے سبحان السبوح میں کافر فقہی سے متعلق رقم فرمایا:

''امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ ''اعلام'' میں فرماتے ہیں: (**انہ یصیر مرتدا علیٰ قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا**) وہ ایک جماعت علما کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران وزیاں میں بس ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص272 - رضا اکیڈمی ممبئ)

الغرض تکفیر فقہی کا طریق کار عہد صحابہ کرام سے جاری ہے۔ یہ کوئی جدید طریقہ نہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم

باب سُوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

قوم ہنود کی عبادات ورسوم اور مذہبی وقومی تہوار

ان شاء اللہ تعالیٰ اس باب میں قوم ہنود کی عبادتوں اوران کے مذہبی رسوم کے ساتھ مذہبی وقومی تہواروں سے متعلق تفصیل رقم کی جائے گی۔ابھی یہ باب مکمل ہونا باقی ہے۔

فصل اول

ہولی ودیوالی قوم ہنود کے مذہبی تہوار

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ہولی اوردیولی کے بارے میں رقم فرمایا:

''ہولی دیوالی ہندوؤں کے شیطانی تہوار ہیں۔جب ایران خلافت فاروقی میں فتح ہوا۔بھاگے ہوئے آتش پرست کچھ ہندوستان میں آئے۔ان کے یہاں دوعیدیں تھیں، نوروز کہ تحویل حمل ہے اور مہرگان کہ تحویل میزان۔وہ عیدیں اوران میں آگ کی پرستش ہندوؤں نے ان سے سیکھیں اور یہ چاندسورج دونوں کو پوجتے ہیں،لہٰذا ان کے وقتوں میں یہ ترمیم کہ میکھ سنکھ رانت کی پورنماشی میں ہولی اور تلاسنکھ رانت کی اماوس میں دیوالی۔یہ سب رسوم کفار ہیں۔مسلمانوں کوان میں شرکت حرام اوربطور پسند کریں تو صریح کفر۔

غمزالعیون میں ہے:**اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوسی او ترک المضاجعة عندهم حال الحیض حسن فهو کافر:واللّٰہ تعالیٰ اعلم**''۔(فتاویٰ رضویہ:جلد ششم:ص149-رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ:ہمارے مشائخ کرام کا اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کواچھا سمجھا

تو وہ کافر ہو گیا۔انھوں نے یہاں تک کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو آتش پرستوں کے بارے میں کہا کہ ان کا کھانا کھانے کے وقت خاموش رہنا اچھی بات ہے اور اسی طرح ایام ماہواری میں عورت کے پاس نہ لیٹنا اچھی بات ہے تو وہ کافر ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے قول (اور بطور پسند کریں تو صریح کفر) سے واضح ہے کہ کفار کے مذہبی میلوں کو پسند کرتے ہوئے ان میں شرکت کرے تو کفر ہے۔

بتوں پر پھول چڑھانا قوم ہنود کی عبادت

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا:''مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے، بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے اور معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے،اشد واخبث کفر۔

اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:**عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ وکذا لو صور عیسی علیہ الصلوٰۃ یسجد لہ–وکذا اتخاذ الصنم لذلک وکذا لو تزنر بزنار الیہود والنصاری–دخل کنیستھم او لم ید خل**''۔(فتاویٰ رضویہ:جلد ششم:ص149-رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ:بت کی عبادت کفر ہے۔دل میں جو کچھ ہے،اس کا اعتبار نہیں۔ایسا ہی حکم ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر اسے سجدہ کرے۔اسی طرح سجدہ کے لیے بت بنانے کا حکم ہے۔اسی طرح اگر کسی نے یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا،خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو۔

معبودان کفار پر پھول چڑھانا کفار کا طریقہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کفر ہے ،اس لیے بتوں پر پھول چڑھانا کفریہ فعل میں کفار کی مشابہت ہے۔خواہ عبادت کی نیت کرے،یا نہ کرے۔خواہ معبود کفار کی حیثیت سے بت پر پھول چڑھائے،یا محض ایک پتھر

ہونے کی حیثیت سے اس پر پھول چڑھائے۔ یہ ہر صورت میں حکم کفر ہے۔

امام اہل سنت کے قول (اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بے شک کفر ہے) سے واضح ہے کہ کفار کے کفریہ فعل کی موافقت کی نیت سے ان کا کوئی کفری فعل انجام دے تو کفر کلامی ہے، کیوں کہ جب موافقت کی نیت کیا تو یہ کفری فعل سے محض مشابہت نہیں ، بلکہ کفری فعل کو بالقصد اختیار کرنا ہوا۔ کفری فعل کو بالقصد اختیار کرنا ضرور کفر ہے۔

ناقوس بجانا قوم ہنود کا طریق عبادت

ناقوس بجانے سے متعلق فتاویٰ رضویہ کا سوال وجواب درج ذیل ہے:

''کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس صورت میں کہ عام اہل اسلام کو بغرض استقامت امور دنیاوی، اتحاد کسی مشرک قوم سے اس طور پر کرنا کہ دسہرہ میں عام اہل اسلام شریک ہوکر ناقوس بجائیں، پھول رام لچھمن پر چڑھائیں، جے کی آواز بلند کریں یا قربانی میں گائے کی قربانی بند کردیں جائز ہے یا ناجائز؟ مرتکب ان امور کا کس وزر کا مستوجب ہے؟'' (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص149- رضا اکیڈمی ممبئی)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا: ''جو مرتکب حرام ہے، مستحق عذاب جہنم ہے اور جو مرتکب کفر فقہی ہے، جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا، اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے اور جو قطعاً کافر ہوگیا، جیسے دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہوگیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ اگر تائب ہو، اور اسلام لائے ، جب بھی عورت کو اختیار ہے۔ بعد عدت جس سے چاہے، نکاح کرلے اور بے توبہ مرجائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازے کی شرکت حرام، اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، الیٰ غیر ذلک من الاحکام: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم :ص149-150- رضا اکیڈمی ممبئی)

امام اہل سنت کے قول (دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے، یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہوگیا) سے واضح ہے کہ موافقت ہنود کی نیت سے ناقوس بجانے والا کافر کلامی ہے، کیوں کہ یہ کفار کے کفریہ فعل کو بالقصد اختیار کرنا ہے۔

بتوں پر پھول چڑھانا بتوں کی عبادت ہے۔ بتوں کے لیے ناقوس بجانا بتوں کی عبادت میں شامل ہے۔ مشرکین بتوں کی عبادت کے وقت ناقوس بجاتے ہیں۔ بالفرض یہ عبادت نہ ہوتو کفار کا مذہبی شعار ضرور ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

قشقہ لگانا مہادیو کی عبادت اور شعار کفر

قشقہ لگانا شعار کفر بھی ہے اور مہادیو کی عبادت بھی۔ جب عبادت کی نیت سے قشقہ نہ لگائے تو کفر فقہی ہے۔ اگر عبادت کی نیت سے لگائے، یا جائز سمجھ کر لگائے تو کفر کلامی ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے، صرف شعار کفار نہیں، بلکہ خاص شعار کفر، بلکہ اس سے بھی اخبث، خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے۔ اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لیے ثبوت کفر پر رضا بالاجماع کفر ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد چہاردہم :ص676- جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا شعار کفر بھی ہے اور عبادت کفار بھی۔ جو عبادت کی نیت سے لگائے، وہ کافر کلامی ہوگا۔ کفر فقہی کا حکم اس وقت ہوگا جب نہ عبادت کی نیت ہو، نہ اسے جائز سمجھے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا: ''کارڈ میں بعض افعال گاندھویہ کہ فقہاً کفر ہیں، جیسے قشقہ لگانا، کافر کی جے پکارنا، کافر کی تعظیم، گنا کر ان کے فاعلوں کو کہا ہے کہ یہ مسلمان یا وہ۔ ان میں کون مسلمان ہے۔ بلا شبہہ جس طرح کفر فقہی میں مبتلا ہوئے، اور استحلال کریں تو کفر کلامی میں۔ بعینہ یہی حالت فقہاً وکلاماً ان افعال واقوال کے مرتکبین کی

ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد 15: ص160 - جامعہ نظامیہ لاہور)

قشقہ لگانا کفر فقہی ہے۔اسے حلال سمجھنا کفر کلامی ہے۔کسی بھی حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر کلامی ہے۔کفار کے مذہبی شعار کو اختیار کرنا صرف حرام ہی نہیں، بلکہ کفر فقہی ہے۔کفر فقہی کو حلال سمجھنے والا یقیناً کافر کلامی ہوگا۔کفر فقہی شناعت میں حرام محض سے بڑھ کر ہے۔

(3)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''ماتھے پر قشقہ لگانا خاص شعار کفر ہے،اوراپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو،اس پر لزوم کفر ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔من شبہ بقوم فہو منہ۔جو کسی قوم سے مشابہت کرے، وہ انہیں میں سے ہے۔اشباہ والنظائر میں ہے:(**عبادة الصنم کفر-ولا اعتبار بما فی قلبه-وکذا لوتزنر بزنار الیهود والنصاری،دخل کنیستهم اولم یدخل**):واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم: جز دوم: ص316 - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ:بت کی عبادت کفر ہے اور اس کا اعتبار نہیں جو اس کے دل میں ہے اور اسی طرح(کفر ہے)اگر یہود ونصاریٰ کا زنار باندھا،ان کے کلیسا میں داخل ہو،یا نہ ہو۔

قشقہ لگانا شعار کفر ہے اور اس کے ارتکاب پر کفر لزومی یعنی کفر فقہی کا حکم نافذ ہوگا۔

فصل دوم

قرآن وحدیث میں بتوں کا ذکر خیر نہیں

بتوں کے فوٹو کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا کفر ہے تو بتوں کی مدح وتعریف کیوں کفر نہیں؟

قرآن وحدیث میں غیر مومن معبودان کفار کا ذکر خیر وارد نہیں۔حصہ دوم: باب بست ودوم میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔ذکر الگ ہے اور ذکر خیر الگ ہے۔ذکر خیر اور مدح وستائش زیر بحث ہے۔تعوذ(اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)میں شیطان کا ذکر ہے،لیکن ذکر خیر نہیں۔تسمیہ(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)میں ذکر الٰہی ہے اور وہ ذکر خیر ہے۔

تسمیہ میں لفظ رحمان ورحیم سے اللہ تعالیٰ کی مدح ہے۔تعوذ میں لفظ رجیم سے شیطان کی مذمت ہے۔اللہ تعالیٰ کے نام سے کام شروع کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور شیطان سے دور بھاگنا،شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا شیطان کی تذلیل ہے۔

بتوں کی تعریف سے مشرکین کی خوشی

جب بتوں کی تعریف وتوصیف کی جائے تو مشرکین خوش ہوتے ہیں۔اس سے ان کے مذہبی جذبات کی تسکین اوران کے بتوں کا اعزاز واکرام ہوتا ہے۔یہ بات مسلم ہے کہ تعریف وتوصیف سے کفار ومشرکین کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے۔اس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔وہ اسی لیے خوش ہوتے ہیں کہ ان کے معبود باطل کی مدح سرائی کی گئی۔

ارشاد الٰہی ہے:(**واذا ذکر اللّٰہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالأخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون**)(سورہ زمر: آیت **45**)

ترجمہ:اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے،دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے،اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے،جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔

(کنز الایمان)

جب مشرکین کے بتوں کا ذکر خیر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔اس سے ان کے مذہبی جذبات کا احترام ہوتا ہے۔بتوں کے ذکر خیر سے بتوں کی تعظیم ہوتی ہے۔اس طرح معبودان باطل کی مدح وستائش میں دو قسم کا کفر پایا جاتا ہے۔اس بلا میں کوئی مبتلا نہ ہو۔اس میں بتوں کی تعظیم بھی ہے اور مشرکین کے مذہبی جذبات کا احترام بھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

شرعی احکام میں عرف کا اعتبار

شرعی احکام میں عرف کا بھی لحاظ ہوتا ہے۔جس مقام پر بت کے پجاری ہوں،وہاں

بتوں اور دیوتاؤں کی مدح وستائش ان کے پجاریوں کے مذہبی جذبات کو قوت واستحکام بخشے گی اور بت پرستی کا جذبہ فروغ پائے گا ،ایسے مقام پر بتوں کی مدح وستائش سے بت پرستوں کے مذہبی جذبات کا اعزاز واکرام زیادہ ہوگا۔آج کل بعض لوگ سوشل میڈیا پر قوم ہنود کے معبودان وبھگوان کی مدح وستائش میں مبتلا نظر آتے ہیں۔اس سے پرہیز لازم ہے۔

قرآن مجید میں اپنے والدین کو اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ اُف کہنے سے والدین کو تکلیف ہوگی اور جن علاقوں میں خوشی کے موقع پر اُف کہا جاتا ہو، وہاں والدین کو اف کہنا ممنوع نہیں ہوگا، کیوں کہ ممانعت کا سبب موجود نہیں، پس وہاں اف کہنا جائز ہوگا۔

ارشاد الٰہی ہے:(فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا)

(سورہ بنی اسرائیل: آیت 23)

ترجمہ: تو ان سے ہوں (اف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔(کنز الایمان)

امام ابوالبرکات نسفی نے رقم فرمایا:(**فكل عربی سمع آية التافيف يفهم حرمة الضرب والشتم-لانه يعرف ببداهة العقل ان المعنى الذى لاجله ثبت الحرمة هو الاذى حتى ان من لا يعرف هذا المعنى من هذا اللفظ او كان من قوم يستعملونه للتراحم او الاكرام-لا يحرم التافيف فى حقه**)

(کشف الاسرار: جلد اول: 385-دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ہر عربی جس نے آیت تافیف کو سنا، وہ (آیت تافیف سے) مار پیٹ اور گالی گلوج کی حرمت کو سمجھے گا، کیوں کہ بداہت عقل سے وہ جان لے گا کہ وہ معنی جس کی وجہ سے (والدین کو اف کہنے کی) حرمت ثابت ہے، وہ اذیت ہے، یہاں تک کہ جو اس لفظ اف سے یہ معنی نہ سمجھتا ہو، یا وہ ایسی قوم کا فرد ہو، جو لوگ لفظ اف کو رحم کرنے اور تعظیم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہوں تو اس کے لیے اف کہنا حرام نہیں ہوگا۔

علامہ سید محمد بن عابدین شامی حنفی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(**وفی جامع الفصولین:مطلق الکلام فیما بین الناس ینصرف الی المتعارف-انتھی**)

(مجموع رسائل ابن عابدین: جلد دوم:ص133)

ترجمہ: جامع الفصولین میں ہے:لوگوں کے درمیان مطلق کلام متعارف مفہوم کی طرف پھیرا جائے گا۔(لفظ سے جو مفہوم لوگ سمجھتے ہیں،وہی معنی مراد لینا ہوگا)

جہاں بتوں اور دیوتاؤں کے پجاری نہ ہوں،وہاں بھی بتوں اور دیوتاؤں کی مدح وتوصیف پر بھی حکم شرعی وارد ہوگا،کیوں کہ اس میں بتوں اور دیوتاؤں کی تعظیم ہے اور جہاں بت کے پجاری ہوں،وہاں حکم سخت ہو جائے گا۔بتوں اور دیوتاؤں کے حکم میں حیثیت کا فرق معتبر نہیں،لہٰذا حیثیت کے چکر میں اپنی اسلامی حیثیت گنوانے سے پرہیز کریں۔

شرعی احکام میں احوال ومقامات کا اعتبار

احوال ومقامات کے اعتبار سے بعض شرعی احکام بدل جاتے ہیں،جیسے بسم اللہ پڑھنے کا مسئلہ۔بسم اللہ پڑھنے کے درج ذیل چھ احکام ہیں۔

(1)جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا فرض ہے،گرچہ مکمل تسمیہ پڑھنا فرض نہیں۔

(2)وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

(3)نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسرے سورہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(4)سورہ براءت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے،جب کہ ماقبل کے سورہ (سورہ انفال) سے ملا کر پڑھے،یعنی درمیان قراءت میں سورہ براءت آئے۔

(5)حرام کام جیسے زنا وغیرہ کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھنا حرام ہے۔

(6)حرام قطعی کام جیسے زنا کرنے،شراب پینے کے لیے بسم اللہ پڑھنا کفر ہے،جب کہ ان مواقع پر بسم اللہ پڑھنے کو حلال سمجھے۔

حضور صدر الشریعہ اعظمی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''شراب پیتے وقت، یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا کفر ہے''۔

(بہار شریعت: حصہ نہم:ص465:مکتبۃ المدینہ)

(**وفی نسخة الخسروانی:رجل شرب الخمر وقال بسم اللّٰہ–او قالها عند الزنا یکفر**)(لسان الحکام: جلد اول:ص416-مکتبہ شاملہ)

ترجمہ:نسخہ خسروانی میں ہے:ایک شخص نے شراب پیا اور بسم اللہ کہا، یا زنا کے وقت بسم اللہ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

بسم اللہ پڑھنے سے متعلق مزید تفصیل''فقہی پہیلیاں''(ص:46-48مؤلفہ:فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان)میں مرقوم ہے۔

الغرض احوال ومقامات کے بدل جانے سے شرعی احکام میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ بت کے پجاریوں کے پاس بتوں اور دیوتاؤں کی مدح وتوصیف سے اس کے پجاریوں کے مذہبی جذبات کا زیادہ اعزاز ہوگا اور اس صورت میں حکم زیادہ سخت ہوگا:واللہ تعالیٰ اعلم

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے: قال اللہ تعالیٰ:**وللّٰه العزة ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون** ۔عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے،مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار، جو ان کے کسی فعل ہی کی تحسین کرے، باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے:**من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** ۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں،تجدید اسلام کریں،تجدید نکاح کریں:واللہ تعالیٰ اعلم''۔(فتاویٰ رضویہ:جلد ششم:ص125-126-رضا اکیڈمی ممبئی)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ العظیم

خاتمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(اِنَّـا اَنْـزَلْـنٰـهُ فِـیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ: :فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ: :اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ)(سورہ دخان: آیت 3-5)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں۔اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے، بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔(کنزالایمان)

امام محی السنہ بغوی نے رقم فرمایا:(روی أبو الضحی عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما:أن اللّٰـه یقضی الأقضیة فی لیلة النصف من شعبان–ویسلمها إلٰی أربابها فی لیلة القدر)(تفسیر بغوی: سورہ دخان:تفسیر آیات مذکورہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان المعظم کی رات کو فیصلے فرما دیتا ہے اور شب قدر کو کارکنان قدرت کو سپرد فرما دیتا ہے۔

سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے، شب براءت کو اللہ تعالیٰ ان تمام امو کے فیصلے فرما دیتا ہے اور شب قدر کو وہ فیصلے کارکنان قدرت یعنی ملائکہ کرام کو سپرد فرما دیتا ہے۔

شب معراج اقدس کو حصہ اول نشر کیا گیا تھا اور شب براءت کو حصہ دوم وحصہ سوم نشر کیا جارہا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ ان دومبارک راتوں کی برکت سے یہ موضوع مکمل ہو جائے گا اور خامیوں اور کمیوں کی تلافی ہو جائے گی۔ہم نے حصول برکت کی نیت سے تینوں حصوں کو مبارک راتوں میں نشر کرنا بہتر سمجھا۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کی خامیوں اور لغزشوں کو دور فرمائے اور اسے قبولیت تامہ سے سرفراز فرما کر امت مسلمہ کے لیے ہدایت بخش اور معلومات افزا بنادے اور ہمیں دونوں جہاں کے برکات وحسنات سے شادکام فرمائے:

آمین بحرمة النبی الامین الکریم علیه وعلٰی آله واصحابه الصلوٰۃ والتسلیم

15: اکتوبر 2023 کو خطیب کی توبہ کی تحریر وائرل ہو چکی ہے۔اس کتاب (معبودان کفار اور شرعی احکام) کا طویل مسودہ: ربیع النور شریف 1443 مطابق 18: اکتوبر 2021 = بروز: دوشنبہ نشر کیا گیا تھا۔22: جنوری 2024 کو رام مندر کا افتتاح ہو چکا ہے۔اب مسلمانوں کے درمیان رام بھکتی کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے،لہٰذا مبیضہ سپرد قوم کیا جارہا ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے: آمین

رسالہ حاضرہ کا مسودہ 11: ربیع النور شریف 1443 مطابق 18: اکتوبر 2021 = بروز: دوشنبہ نشر کیا گیا تھا۔مسودہ 346:صفحات پر مشتمل تھا،لہٰذا رسالے کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور حسب ضرورت تصحیح اور حذف واضافہ کیا گیا۔ان شاء اللہ تعالیٰ تینوں حصوں کے مطالعہ کے بعد غیر مومن معبودان باطل سے متعلق شرعی احکام واضح ہو جائیں گے۔

(بوقت تصحیح جہاں شریعت اسلامیہ توبہ کا مطالبہ کرتی ہے، میں نے بصدق دل توبہ کی)

جب ہم نے کلمہ اسلام پڑھا:(لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)(صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق واقرار کرتے ہی اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایمانی تعلق پیدا ہو گیا۔جملہ انبیائے کرام وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی ایمان لانا ہے،پس ایمان لاتے ہی ان تمام نفوس قدسیہ سے ایمانی ربط وتعلق ہو گیا۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ربط وتعلق کے سبب جملہ صحابہ کرام،اہل بیت عظام،تابعین،تبع تابعین،ائمہ مجتہدین،اولیا وصالحین،فقہا ومحدثین وجملہ مومنین سے بالواسطہ تعلق ہو گیا۔میں پندرہویں صدی سے پہلی صدی ہجری کی طرف نہیں جاتا،بلکہ پہلی صدی سے پندرہویں صدی کی طرف دیکھتا ہوں، لہٰذا پندرہویں صدی والوں سے تعلق مؤخر وبعید ہوگا۔سابقین سے تعلق سابق وقریب ہوگا۔

(ہم بھکاری لوگ دربار اعظم میں گداگری کرتے اور اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

مؤلف کے فقہی وکلامی رسائل وکتب

(1) البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ (بارہ رسائل)
(2) مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟ (خلیل بجنوری کے نظریات کا رد)
(3) ضروریات دین: تعریفات واقسام (ضروریات دین کی تعریفات کا تجزیہ)
(4) فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام (مرتد فرقوں کے چار طبقات واحکام کا بیان)
(5) تحقیقات وتنقیدات (لفظ خطا سے متعلق مضامین کا مجموعہ)
(6) اسماعیل دہلوی اور اکابر دیوبند (اسماعیل دہلوی اور اکابر دیوبند کا شرعی حکم)
(7) معبودان کفار اور شرعی احکام (معبودان کفار کی مدح سرائی کے احکام: تین حصے)
(8) مناظراتی مباحث اور عقائد ونظریات (اہل قبلہ کی تکفیر پر تبصرہ)
(9) تاویلات اقوال کلامیہ (کلامی اقوال کی توضیح وتشریح)
(10) معروضات وتأثرات (رسالہ: ''اہل قبلہ کی تکفیر'' پر معروضات: شش حصص)
(11) ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر اول)
(12) ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر دوم)
(13) ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر سوم)
(14) روشن مستقبل کے سنہرے خاکے (دین ومسلک کے فروغ کی تدابیر)
(15) تصاویر حیوانات: اقسام واحکام (کس تصویر کی حرمت پر اجماع ہے؟)
(16) عرفانی نظریات کے حساس مقامات (عرفان مذہب ومسلک پر تبصرہ)
(17) ہندودھرم اور پیغمبر واوتار (مکتوب مظہری کی توضیح وتشریح)
(18) ظلم وستم اور حفاظتی تدابیر (بدمذہبوں سے میل جول کے احکام)
(19) تکفیر دہلوی اور علمائے اہل سنت وجماعت (دہلوی کی تکفیر فقہی کا بیان)
(20) حوالہ دکھاؤ! ایک لاکھ انعام پاؤ! (تکفیر دہلوی سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ)

(21) وہابیوں کی سیاسی بازی گری (وہابیوں اور دیوبندیوں کی سیاسی تاریخ)
(22) گمراہ محض کا ذبیحہ حلال (بدمذہبوں کے ذبیحہ کے احکام)
(23) وہابیوں سے نکاح ونکاح خوانی (وہابیوں سے نکاح کرنے، وہابیوں سے نکاح پڑھوانے اور وہابیوں و دیوبندیوں کو زکات دینے کے شرعی احکام کا بیان)
(24) باب اعتقادیات کے جدید مغالطے (مسئلہ تکفیر سے متعلق جدید مغالطے)
(25) کفر کلامی اور عدم فہم (ایک وائرل ویڈیو کے مشمولات پر تبصرہ)
(26) جدید عقائد ونظریات (قادیانیوں و دیوبندیوں سے متعلق غلط نظریات کا رد)
(27) حق پرستی اور نفس پرستی (غلط اقوال کی باطل تاویلات کا رد وابطال)
(28) جدید اعتقادی مغالطے (باب اعتقادیات کے جدید مغالطّوں کے جوابات)
(29) علامہ عبد الباری فرنگی محلی کی توبہ (اختلاف، توبہ اور چار توبہ نامہ کا تذکرہ)
(30) بدمذہبوں سے میل جول (بدمذہبوں سے ربط وتعلق وسیاسی اتحاد کے احکام)
(31) کفریہ عبارتوں کی خبر اور عدم تکفیر (قادیانی وعناصر اربعہ کی عبارتوں کی خبر وعدم تکفیر)
(32) سید احمد رائے بریلوی کا شرعی حکم (رائے بریلوی کی تکفیر فقہی کی بحث: مسودہ)
(33) سکوت دہلوی کا خیالی دعویٰ (اسماعیل دہلوی کے فرضی سکوت کا رد وابطال)
(34) تکفیر فقہی میں من شک کا استعمال (تکفیر فقہی میں من شک کے استعمال کے شواہد)
(35) حقانیت کی نشانیاں (اہل سنت وجماعت کی حقانیت کی علامتیں اور نشانیاں)
(36) الاضافات الجیدۃ علی الصوارم الہندیہ (حسام الحرمین کی جدید تصدیقات)
(37) ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف (انکار پر تکفیر فقہی کا حکم)
(38) قطعیات اربعہ اور ظنیات (قطعیات وظنیات اور اجماعی عقائد کی تشریح)
(39) کفر کلامی اور کفر فقہی (کفر کے اقسام واحکام کا تفصیلی بیان)
(40) عبارات شارح بخاری (فتاویٰ ومقالات کی عبارتوں کی تشریحات)

(41) فقیہ اور اہل نظر فقیہ (فقیہ و اہل نظر فقیہ کے اوصاف اور فقہی اختلاف کا حکم)
(42) فتاویٰ رضویہ اور فقہی اختلاف (فتاویٰ رضویہ سے ہر فقیہ کو اختلاف کرنا صحیح نہیں)
(43) اتحاد اہل سنت اور احکام شریعت (اعتقادی مسائل کے حل کی ترغیب)
(44) مسئلہ تکفیر اور تحقیق یا تصدیق (صحیح تکفیر کلامی کی تصدیق کے شرائط کا بیان)
(45) الموت الاحمر اور الزامی جوابات (الموت الاحمر کی متعدد عبارتوں کی تشریح)
(46) لغزش و خطا اور ضد و اصرار (بعد فہم کے جدید نظریہ پر معروضات و تاثرات)
(47) دیوبند و سراواں اور عناصر اربعہ (فرقہ سراویہ کی تلبیسات کا رد و ابطال)
(48) اجماع متصل اور ضروریات دین (اجماع متصل اور اجماع مجرد کا بیان)
(49) ضروریات دین کا تعارف (ضروریات دین کی سات تعبیرات و تعریفات)
(50) حکیم ترمذی اور مسئلہ ختم نبوت (ختم نبوت سے متعلق حکیم ترمذی کی عبارت پر تبصرہ)
(51) کفر لزومی اور فقہا و متکلمین (کفر لزومی اور اصحاب تاویل کے احکام کا بیان)
(52) رام بھگتی اور متصوفین و وہابیہ (معبودان ہنود سے متعلق اسلامی احکام کا بیان)
(53) مذہبی شعار اور قومی شعار (کفار اصلی و بدمذہبوں کے مذہبی و قومی شعار کا بیان)
(54) کفار و مرتدین اور جمہوری ممالک (جمہوری ملکوں میں کفار و مرتدین کے احکام)
(55) برصغیر میں نیم رافضیت کا فروغ (عصر حاضر میں نیم رافضیت کا فروغ)
(56) کافر کلامی اور کافر فقہی (کافر کلامی کو کافر فقہی اور گمراہ کہنے کا شرعی حکم)
(57) قطعی مسائل میں ایک حق (قطعیات میں ایک قول کے حق ہونے کا بیان)
(58) نصیر الدین و مذبذبین (نصیر طوسی کی تاویل اور مذبذبین کی تحریف کا بیان)
(59) توبہ کی شہرت کاذبہ (شرعی احکام میں جھوٹی توبہ کا اعتبار نہیں)
(60) تکفیر دہلوی اور الزامی جواب (شہرت توبہ کے ذریعہ الزامی جواب کی بحث)
(61) عقائد اسلامیہ اور تصدیق و تحقیق (بلا استدلال ایمان کے صحیح ہونے کا بیان)

(62) قرآن وحدیث اور ضروریات دین (ضروری دینی کی دلیل: قرآن وحدیث کا بیان)

(63) عقل سلیم اور ضروریات دین (ضروری دینی کی دلیل: عقل سلیم کا بیان)

(64) علم عقائد وکلام: تعلیم اور ضرورت (علم عقائد وکلام کی ضرورت کا بیان)

(65) تخصص فی العقائد: نصاب ونظام (تخصص فی العقائد وعلم کلام کورس کی تفصیل)

(66) تاویل قریب اور تاویل بعید (تاویل قریب، تاویل بعید وتاویل متعذر کا بیان)

(67) ضروریات اہل سنت اور اجماعی عقائد (اجماعی عقائد کا بیان)

متفرق کتب ورسائل

(1) آزاد بھارت کی سیاسی تاریخ (بھارت کی مرکزی حکومتوں کی مختصر تاریخ)

(2) دیوان لوح وقلم (دفتر اول) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین کا مجموعہ)

(3) دیوان لوح وقلم (دفتر دوم) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین کا مجموعہ)

(4) تعلیمی مسائل (دینی وعصری تعلیم سے متعلق مضامین)

(5) قومی مسائل (بھارتی مسلمانوں کے ملی وسیاسی مسائل)

(6) مصباح المصابیح فی احکام التراویح (بیس رکعت تراویح کے دلائل)

(7) عمان اعلامیہ حقائق کے اجالے میں (عمان اعلامیہ کے نظریات کا رد وابطال)

(8) اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموت (ایصال ثواب کے جواز کی بحث)

(9) شب میلاد کی افضلیت (شب ولادت اقدس کی افضلیت کی بحث)

(10) امواج البحر علیٰ اصحاب الصدر (غیر مقلدوں کے چند فقہی مسائل کا رد)

(11) البیان الکافی فی حیاۃ الشافعی (امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ)

(12) قانون شریعت شافعی (فقہ شافعی کے روزہ، نماز، حج وزکات کے مسائل)

(13) تاریخ آمد رسول (تاریخ ولادت اقدس کا تعین اور جواز میلاد کی بحث)

(14) امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون (پانچ سو باسٹھ علوم وفنون کی تفصیل)

(15) السواد الاعظم من عہد الرسالۃ الیٰ قرب القیامہ (اہل سنت کی حقانیت کی علامات)

(16) جنوبی کرناٹک اور حنفی وشافعی اتحاد (رویت ہلال واقتداوغیرہ کے مسائل)

(17) تصانیف مجدد اسلام (امام اہل سنت کے سات سو چار رسائل کی فہرست)

(18) تجدید دین ومجدد دین (تجدید دین کی تشریح وتوضیح اور مجدد دین کی فہرست)

(19) عشق نبوی کے آداب ووسائل (عشق نبوی کے آداب واسباب کا بیان)

(20) سراج ملت: حیات وخدمات (حضرت سید سراج اظہر قدس سرہ کے حالات)

(21) تاریخ کیرلا (بھارت کی ریاست کیرلا کی مختصر اسلامی وسیاسی تاریخ)

(یہ ان کتابوں کی فہرست ہے جن کی پی ڈی ایف فائل دستیاب ہے)

اعلی حضرت ایجو کیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی
(توپسیا:کلکتہ)